ataunnabi.blogspot

علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور متشابہات

ایک علمی مکالمہ

محقق العصر حضرت مولانا
مفتی محمد خان قادری مدظلہ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Click For More
archive.org/details/@zohaibhasa

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک علمی مکالمہ

علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور متشابہات

WWW.NAFSEISLAM.COM

محقق العصر حضرت مولانا
مفتی محمد خان قادری مدظلہ

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	ایک علمی مناظرہ......علم نبوی ﷺ اور متشابہات
مصنف	....	مفتی محمد خان قادری
سرورق	....	محمد رمضان فیضی
اشاعت اوّل	....	اگست2005ء
صفحات	....	496
ناشر	....	چوہدری عبدالمجید قادری
تحریک	....	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
قیمت		Rs250 روپے

☆......ملنے کے پتے......☆

کاروان اسلام پبلیکشنز، جامعہ اسلامیہ لاہور، ایچی سن سوسائٹی،
ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
Hello.042-7213575--0333-4383766

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حسنِ ترتیب

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اھداء

ترجمان القرآن، حبر الامۃ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کی خدمت میں

- جو امت محمدیہ کے سب سے بڑے مفسر قرآن ہیں
- جن کو حضور ﷺ نے یہ دعا دی کہ

.... اے اللہ! انہیں کتاب کا علم عطا فرما ....

- جو فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس دعا کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے متشابہات کا علم بھی عطا فرما دیا۔

محمد خان قادری

WWW.NAFSEISLAM.COM
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب کا پس منظر

بندہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے حوالہ سے مولانا سرفراز صفدر کی کتاب ازالۃ الریب کا مطالعہ کیا جس میں انہوں نے درج ذیل مسائل پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی امور کا علم نہیں دیا گیا

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متشابہات کا علم نہیں رکھتے

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض منافقین کا علم تھا نہ کہ کل کا

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض فیصلے قطعی طور پر خطا تھے مثلاً بدر کے قیدیوں کے بارے میں فدیہ کا فیصلہ، منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کے جنازہ کا فیصلہ وغیرہ، ان کے الفاظ ہیں

اسارٰی بدر، تحریم شھد، تأبیر نخل اور عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے جنازہ وغیرہ میں آپ کی رائے مبارک کے صواب نہ ہونے کا بین ثبوت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

(ازالہ، ۸۲)

چونکہ ان کی یہ تمام باتیں حقائق کے خلاف تھیں کچھ حوالہ جات بھی تحقیق طلب تھے لہٰذا بندہ نے ان کے نام تفصیلی خط لکھا۔ ان کے صاحب فراش

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے کی وجہ سے ان کے بیٹے محترم حافظ عبدالقدوس قارن نے اس کا جواب دیا۔ اس طرح ہماری گفتگو ''علم نبوی اور متشابہات'' پر چل نکلی ۔ بندہ نے ماہنامہ سوئے حجاز میں 'جواب کا تجزیہ' اور مولانا موصوف نے ماہنامہ نصرت العلوم میں 'دلائل کا تجزیہ' کے عنوان سے لکھا۔ ان کی تین اقساط اور ہماری تیرہ اقساط پر یہ کتاب مشتمل ہے۔

دوستوں کا مشورہ تھا کہ ممکن ہے بحث اور طویل ہو جائے اس قدر اقساط کا مجموعہ شائع کر دیا جائے کیونکہ قارئین اور اہل علم کے نتیجہ پر پہنچنے کے لیے اتنا مواد کافی ہے مزید بحث کو کتاب کا دوسرا حصہ بھی بنایا جاسکتا ہے ہم نے دونوں طرف کا تمام مواد من وعن کتاب میں شامل کر دیا ہے تا کہ موقف کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ تو یوں یہ تحریری گفتگو ''علم نبوی اور متشابہات'' آپ کے ہاتھوں میں ہے

الحمد للہ ان دو موضوعات پر بھی ہمارا کام طبع ہو گیا ہے۔

ا۔علم نبوی اور منافقین ،۲۔ حضور ﷺ کا بدر میں فیصلہ ہرگز خطا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوں جس نے نہایت ہی علمی مسئلہ میں میری ہر وقت دستگیری فرمائی جس سے مجھے حوصلہ و ہمت کے ساتھ خوب شرح صدر کی دولت نصیب ہوئی۔ میں اس ذات اقدس جل جلالہ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اس نے مجھے اپنے حبیب ﷺ کے مقام عالی کے دفاع میں لکھنے کی توفیق بخشی، بندہ آج کل ان موضوعات پر الگ الگ مقالہ لکھ رہا ہے۔

ا۔ علم نبوی اور امور دنیا

۲۔ جنازہ منافق کا فیصلہ درست تھا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ حکومتی سطح پر محفل میلاد سجانے والا حکمران شاہ اربل نہایت ہی صالح اور دیندار تھا یعنی محافل میلاد اور شاہ اربل

۴۔ میلاد شریف پر مستقل کتاب۔ التنویر فی مولد اسراج المنیر، لکھنے والے امام حافظ ابو الخطاب بن وحیہ کلبی تاریخ اسلام کے عظیم محدث اور بزرگ عالم ہیں۔

قارئین سے التجا ہے وہ دعا کیا کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں تعصبات سے بالاتر ہو کر کتاب وسنت کی روشنی میں لکھنے کی توفیق بخشے اور علم و دیانت کی راہ پر گامزن رکھے، ہماری ان تحریری کاوشوں کو اپنی خصوصی رحمت و فضل سے قبول فرما کر امت کے لیے مفید بنا دے۔

محمد خان قادری

خادم

کاروان اسلام

بروز منگل بوقت ۱۵۔۹ بعد نماز عشا

بمطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶

۳۔ مئی ۲۰۰۵

جامع رحمانیہ شادمان لاہور

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل ۔ ا

کتاب و سنت کی روشنی میں علمِ نبوی ﷺ اور متشابہات

☆ قرآن، رحمٰن نے سکھایا

☆ شمولیت معانی پر اہم دلیل

☆ علم کا دوسرا مفعول

☆ الانسان: حضور ﷺ کی ذات

☆ ورنہ وعدہ کی خلاف ورزی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امت مسلمہ کتاب و سنت کی روشنی میں یہ مانتی چلی آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات کا علم اپنے حبیب پاک ﷺ کو عطا فرمایا ہے، خلفاء راشدین سے لے کر اب تک اہلِ علم نے اسی موقف کو مختار بلکہ حق قرار دیا اور اس سے مخالف رائے رکھنے والوں کا ہمیشہ دلائل سے رد کیا ہے۔ اس پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب بھی دیا، تاکہ کسی کو اس مسئلہ میں کوئی الجھن نہ رہے، خصوصاً علماء احناف کے موقف کہ "**وما یعلم تاویلہ الا اللہ**" میں وقف 'اللہ' پر ہے، (یعنی متشابہات کی تاویل و تفسیر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا) کی وجہ سے یہ پریشانی لاحق ہو سکتی تھی کہ شاید رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات سے آگاہ نہیں، ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مخصوص کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ان علماء کو اپنا اور قرب عطا فرمائے اور حضور ﷺ کی مزید خدمت کی توفیق دے انہوں نے جب مذکورہ آیت کا یہ ترجمہ کیا تو ساتھ ہی واضح کر دیا کہ دیگر اہل علم اگرچہ اس سے آگاہ نہیں مگر رسول اللہ ﷺ اس سے بلاشبہ آگاہ ہیں، اس پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ حنفی اصول فقہ کی کسی کتاب کا حاشیہ و شرح اٹھالیں جس میں یہ تفصیلی بحث ہو، وہاں پر آپ کو اس پر تصریح مل جائے گی لیکن افسوس صد افسوس ہمارے دور کے کچھ حنفی علماء نے اسے شرح صدر کے ساتھ قبول نہیں کیا، اسے اختلافی مسئلہ بتاتے ہوئے قائلین کی صرف تردید ہی نہیں بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہوئے جاہل قرار دیا، مثلاً مولانا محمد سرفراز خان

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفدر نے لکھا ''مفتی احمد یار خاں صاحب کی جہالت ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں (وما یعلم تاویلہ الا اللہ) جواب اس آیت میں یہ کہاں فرمایا گیا کہ ہم نے متشابہات کا علم کسی کو دیا ہی نہیں الی ان قال، اس لیے حنفی مذہب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کو جانتے ہیں، بلفظہ (جاء الحق، ۱۱۴) حنفیوں کا یہ عقیدہ اور وہ بھی اتفاقی؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اس میں خاصا اختلاف ہے، مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے جس میں یہ تصریح موجود ہے ''ولم یظھر احدا من خلقہ علیہ'' (ص ۱۵) کہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی مطلع نہیں کیا اور حسامی صفحہ ۱۰ پر ہے وھو مالا طریق لدرکہ اصلا متشابہ وہ ہے کہ اس کے حاصل ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو۔

(ازالۃ الریب، ۴۷۸)

بندہ نے جب یہ عبارت دیکھی تو فی الفور مولانا موصوف کو خط لکھا جس میں متعدد حوالہ جات سے آشکار کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو متشابہات کا علم دیا گیا ہے خصوصاً انہوں نے جس کتاب (توضیح) کا حوالہ دیا تھا اسی سے دوسرے مقام کی عبارت لکھ کر بھیجی اور عرض کیا کہ ہو سکتا ہے آپ کی نظر سے یہ نہ گذری ہو۔ قارئین بھی اسے ملاحظہ کر لیں، اس کے بعد ہم اس پر تفصیلاً گفتگو شروع کریں گے۔

امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی (المتوفی ۷۴۷) صاحب التوضیح حضور ﷺ کے اجتہاد پر گفتگو کرتے ہوئے صاف اور واضح طور پر لکھتے ہیں:

لانہ اسبق الناس فی العلم وانہ	آپ ﷺ علم میں تمام لوگوں سے
یعلم المتشابہ والمجمل فمحال	کہیں آگے ہیں اور آپ ﷺ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان یخفی علیه معانی النصوص (التوضیح، باب افعال النبی ﷺ، ۴۹۲)	متشابہ اور مجمل کا علم رکھتے ہیں، لہٰذا معانی نصوص کا آپ ﷺ سے مخفی رہنا محال ہے۔

کاش! موصوف کے سامنے یہ مقام ہوتا تو وہ ہرگز ایسی بات نہ لکھتے، واقعتہً مطالعہ کی کمی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیئے اب زیر بحث مسئلہ پر کتاب و سنت کی روشنی میں تفصیلی گفتگو کریں۔

ا۔قرآن، رحمٰن نے سکھایا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تصریح فرما دی ہے کہ حضور ﷺ کو قرآن کی تعلیم ہم نے خود دی ہے، اس سے مراد صرف الفاظ قرآن ہی نہیں بلکہ اسے معانی کے ساتھ جاننا بھی مراد ہے۔

ا۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۲۰۶) مسئلہ خامسہ کے تحت لکھتے ہیں:

مامعنی التعلیم؟ فقوله علی قولنا له مفعول ثان افادة العلم به

سکھانے کا مفہوم کیا ہے؟ اس سے مراد قرآن کے معانی کا علم بھی ہے۔

(مفاتیح الغیب، پ ۲۷، ۳۳۷)

۲۔ علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) رقم طراز ہیں کہ علم کو علامت سے قرار دینا یہاں مناسب نہیں، اگرچہ ہزار مناسبتیں بنیں، لہٰذا اسے تعلیم سے قرار دینا ہی مناسب ہے۔

والمراد بتعلیم القرآن قیل افادة العلم به لابمعنی افادة العلم بالفاظه فقط بل بمعنی افادة ذالک والعلم بمعانیه علی وجه یعتد به وهو متفاوت وقد یصل الی العلم بالحوادث الکونیة من اشاراته ورموز الی

تعلیم قرآن سے افادۂ علم مراد ہے، یعنی فقط اس کے الفاظ کا علم ہی نہیں بلکہ الفاظ کے ساتھ اس کے معانی کا کامل علم بھی دیا اور یہ ہر آدمی کے درجہ کے مطابق ہے، بعض کو اس کے اشارات و رموز سے کائنات میں وقوع پذیر واقعات و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر ذلک فان اللہ تعالیٰ لم یغفل شیئافیہ | حوادثات کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی شے کو چھوڑا نہیں۔

(روح المعانی، پ ۲۷، ۱۳۹)

امام ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر کسی شے کو ترک کرنا ہوتا تو وہ رائی کے دانہ، ذرہ اور مچھر کو ترک فرما دیتا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا قرآن میں ہر شے کا علم نازل کیا گیا ہے اور اس میں ہمارے لیے ہر شے بیان کر دی گئی ہے، ہاں ہمارا ذہن قرآن سے ان تمام کو حاصل کرنے سے قاصر ہے۔

لو ضال عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پاؤں گا۔

(روح المعانی۔ پ ۲۷: ۳۹۱)

شمولیتِ معانی پر اہم دلیل

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہاں مراد صرف الفاظ قرآن ہی نہیں بلکہ اس کے معانی بھی ہیں، اس پر ایک اہم دلیل یہ بھی ہے کہ مفسرین کرام نے علم القرآن (اس نے قرآن سکھایا) اور وما یعلم تاویله الا اللہ (اللہ کے سوا اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا) کے درمیان بظاہر تعارض نقل کر کے ان میں موافقت و تطبیق واضح کی ہے۔

۱- امام فخر الدین رازی (۶۰۶) رقمطراز ہیں یہاں سوال اٹھایا جا سکتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كيف يفهم قوله تعالىٰ 'علم القرآن' مع قوله تعالىٰ و مايعلم تاويله الا الله	(اللہ نے قرآن سکھایا) اور (تاویل کو اللہ ہی جانتا ہے) کے درمیان موافقت کیا ہے؟

خلاصۂ اعتراض یہ ہے کہ جب تمام قرآن سکھا دیا تو اب یہ کہنا کہ بعض آیات کی تاویل، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کیسے درست ہوگا؟

اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ دوسری آیت کے بارے میں مفسرین کی دو آراء ہیں۔

۱۔ بعض 'الا الله' پر وقف نہیں کرتے بلکہ لفظ "راسخون" کا اس پر عطف کرتے ہیں تو اب ان کے ہاں تمام قرآن کی تاویل رسوخ فی العلم والے بھی جانتے ہیں۔ لہٰذا اس صورت میں کوئی اعتراض نہیں

۲۔ بعض لفظ اللہ پر وقف کرتے ہیں، ان پر اعتراض ہوگا کہ جب بعض آیات کی تاویل بندہ نہیں جان سکتا تو پھر تمام قرآن سکھانے کا کیا معنی؟

اس کے دو جواب ہیں

۱۔ بندے اگرچہ بالیقین اس کا معنی نہیں جانتے لیکن بقدر طاقت و امکان جانتے ہیں۔

۲۔ اللہ کے سوا نہ جاننے کا مفہوم یہ ہے۔

اما غيره فلا يعلم من تلقاء نفسه مالم يعلم فيكون اشارة الى ان كتاب الله تعالىٰ ليس	کہ اس کے علاوہ از خود کوئی نہیں جانتا اگر وہ نہ بتائے، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ کتاب اللہ دیگر

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كغيره من الكتاب التي يستخرج مافيها بقوة الذكاء والعلوم (مفاتيح الغيب: پ٢٧، ٣٣٧)	کتب کی طرح نہیں جن سے محض قوت ذکاوت و علوم کے ذریعے مسائل کا استنباط کرلیا جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اگر محض الفاظ کی تعلیم مراد ہوتی تو پھر تعارض کیسا؟ اگر بظاہر تعارض آرہا ہے اور اسے نقل کر کے مفسرین جواب دے رہے ہیں تو پھر ماننا ہوگا کہ یہاں معانی بھی مراد ہیں۔ جب یہ تسلیم ہے تو یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ قرآن کے تمام معانی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو آگاہ کیا ہے۔

علم کا دوسرا مفعول

علم کا تقاضا دو مفعول ہوتے ہیں یعنی کسی کو سکھایا اور کیا سکھایا؟ یہاں دوسرے مفعول کا ذکر ہے کہ قرآن کی تعلیم دی۔ لیکن پہلا مفعول کہ کس کو تعلیم دی؟ یہاں مذکور نہیں، وجہ اس کی آشکار ہے کہ وہ مفعول (شخصیت) اس قدر عیاں ہے کہ عدم ذکر کے باوجود کسی کو بھی اس کے بارے میں تردد و تشکیک نہیں ہوسکتی اور وہ ہے حبیب کبریا ﷺ کی ذات اقدس۔ آپ ﷺ کے علاوہ قرآنی علوم سے جسے بھی کچھ ملا وہ سب آپ ﷺ کے واسطہ و طفیل سے ملا ہے۔

امام ابوالحسن واحدی (المتوفی، ۴۶۸ھ) امام کلبی کے حوالہ سے مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

علم القرآن محمداً ﷺ وعلمه محمد ﷺ امته (الوسيط، ۴: ۲۱۷)	اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید حضور ﷺ کو سکھایا اور آپ ﷺ نے آگے اپنی امت کو اس کی تعلیم دی۔

امام ابوعبداللہ محمد احمد قرطبی نے ان الفاظ میں تفسیر کی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ای علمه نبیه ﷺ حتی اداه الی جمیع الناس (الجامع لاحکام القرآن، ۱۷، ۱۳۳)	یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو قرآن کی تعلیم دی تاکہ آپ ﷺ لوگوں تک اسے پہنچائیں۔

الانسان۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس

اس کے بعد جو آیت مقدسہ "خلق الانسان" (اس نے انسان کو پیدا کیا) یہاں متعدد مفسرین نے "الانسان" سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد لی ہے۔ بلکہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک قول منقول ہے۔

۱۔ امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) رقمطراز ہیں یہاں الانسان سے مراد کیا ہے؟

نقول هو الجنس وقیل المراد محمد ﷺ والا ول هو الراجح نظراً الی اللفظ (مفاتیح الغیب، پ ۲۷، ۳۳۸)	جنسِ انسان مراد ہے، بعض نے اس سے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔ الفاظ کے پیش نظر اول موقف اصح ہے۔

یعنی دوسرا بھی صحیح ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ امام قرطبی اگلی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

وعن ابن عباس ایضاً و ابن کیسان الانسان ههنا یراد به محمد ﷺ (الجامع لاحکام القرآن، ۱۷، ۱۳۴)	سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اور ابن کیسان سے ہے یہاں انسان سے مراد سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) نے امام ابن کیسان کے حوالہ سے نقل کیا۔

الانسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم — الانسان، یہاں حضور ﷺ ہیں۔

(روح المعانی، پ۲۷، ۱۴۱)

۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) بھی انہی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

جاز ان یقال خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علمه البیان یعنی القرآن فیه بیان ماکان ومایکون من الاول الی الابد مطابقا لبیان من مضی من الرسل هدایة للناس وآیة علی نبوته

(تفسیر مظھری، ۷، ۱۴۵)

الانسان سے حضور ﷺ کی ذات مراد لینا جائز ہے۔ آپ ﷺ کو بیان سکھایا یعنی وہ قرآن جو سابقہ، آئندہ ازل تا ابد حقائق پر مشتمل ہے۔ سابقہ رسولوں کی تعلیمات کے مطابق لوگوں کے لیے ہدایت اور آپ ﷺ کی نبوت پر دلیل ونشانی ہے۔

۵۔ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب کا ایک اقتباس یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

''ذرا غور فرمایئے متعلم محمد بن عبداللہ روحی و قلبی فداہ ہے اور معلم خود خالق ارض وسماء، شاگرد مکہ کا امی اور استاذ عالم الغیب والشھادۃ ہے اور پڑھایا کیا جا رہا ہے؟ قرآن۔ کون سا قرآن؟ جو سراپا رحمت ہے، جو مجسم ہدایت ہے، جو نورعلی نور ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھذا بیان للناس وھدًی وموعظة للمتقین جس کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے لا رطب

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولا یابس الافی کتاب مبین (کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر اس کتاب مبین میں موجود نہ ہو) اس تعلیم سے جو بحر بے پیدا کنار، اس صدر منشرح میں موجزن ہوا، اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟

خلیفۃاللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا "علم آدم الاسماء کلھا" اور خلیفۃ اللہ فی العالم کے بارے میں فرمایا "علم القرآن"۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا (ضیاء القرآن: ۵،۲۶)

۲۔ ورنہ وعدہ کی خلاف ورزی

حضرت جبریل امین علیہ السلام جب قرآنی وحی لے کر آتے اور وہ یونہی آپ ﷺ پر کلام الٰہی پڑھنا شروع کرتے، تو آپ ﷺ اسے اسی وقت ہی کامل طور پر محفوظ کرنے کے لیے پڑھنا شروع فرما دیتے تاکہ اسے بلا کم و کاست یاد کر کے بغیر ترمیم و اضافہ انسانیت تک پہنچا دیں۔ اور ذہن میں یہ احساس اور فکر مندی تھی کہ کہیں اس کلام الٰہی کے حفظ و یاد میں کمی نہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب ﷺ کی یہ مشقت اور تکلیف گوارا نہ ہوئی اور اس موقع پر ان آیات مبارکہ کے ذریعے آپ کی فکر مندی دور کرتے ہوئے نہایت ہی اعلیٰ خوشخبری اور وعدہ کا نزول فرمایا۔

لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ، ان علینا جمعہ وقرانہ، فاذا قرأنہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ

(القیمۃ، ۱۶ تا ۱۹)

اے حبیب ﷺ آپ اسے جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں ہمارے ذمے ہے اس کو (آپ ﷺ کے سینہ میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا۔ جب ہم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے پڑھیں تو اس پڑھنے کی اتباع کریں، پھر ہمارے ہی ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا۔

ان آیات کا شانِ نزول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں منقول ہے جب رسول اللہ ﷺ پر نزولِ قرآن ہوا تو اسے یاد کرنا آپ کے لیے مسئلہ تھا۔

وکان اذا نزل علیه الوحی یحرک لسانه وشفتیه قبل فراغ جبریل مخافة ان لایحفظ فانزل تعالٰی

(مفاتیح الغیب پ،۲۹، ۲۸/۷۲)

جیسے ہی آپ ﷺ پر وحی آتی، جبریل امین کے فارغ ہونے سے پہلے آپ اسے محفوظ کرنے کے لیے زبان اور ہونٹوں کو حرکت دیتے، اس ڈر سے کہ کہیں حفظ میں کمی نہ ہو تو اللہ تعالٰی نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

ان آیات میں اللہ تعالٰی نے اپنے رسول ﷺ سے جو وعدے فرمائے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم آپ کو قرآن کی تمام تفصیل سے بھی آگاہ کریں گے، اگر ہم یہ مانیں کہ آپ ﷺ کو قرآن کی کچھ آیات سے آگاہی نہیں عطا کی گئی تو یہ وعدہ الٰہی کی خلاف ورزی ہے، حالانکہ اللہ تعالٰی کا وعدہ کے خلاف کرنا محال ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی، ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں "اگر مان لیا جائے رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے۔

ولم یکن القرآن باسرہ بیانا و ھدی و یلزم ایضاً الخلف فی الوعد بقوله تعالٰی ثم ان علینا

تو تمام قرآن بیان و ہدایت نہیں رہے گا اور اس وعدۂ الٰہی "ثم ان علینا بیانه" کی بھی خلاف ورزی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیانه فانه یقتضی ان بیان القرآن محکمه و متشابهه من الله تعالی للنبی ﷺ واجب ضروری

(المظهری ۱، ۱۴)

لازم آئے گی، حالانکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے محکمات اور متشابہات کا حضور ﷺ پر واضح کرنا ضروری اور لازم ہے۔

وما یعلم تاویله الا الله کی تفسیر میں اس مسئلہ پر تفصیلاً گفتگو کرتے ہوئے لکھا، اس آیت مبارکہ میں اس پر دلالت نہیں ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کے معانی سے آگاہ نہیں۔

کیف و قال الله تعالی ثم علینا بیانه فانه یقتضی ان بیان القرآن محکمه و متشابهة من الله للنبی ﷺ واجب ضروری لایجوز ان یکون شیئ منها غیر مبین له علیه السلام والایخلو الخطاب عن الفائدة ویلزم الخلف فی الوعد

(المظهری، ۲: ۱۱)

اور یہ کیسے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے "ثم ان علینا بیانه" جس کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے محکم و متشابہ کا بیان حضور ﷺ کے لیے لازم ہے اور یہ جائز نہیں کوئی شے قرآن کی آپ ﷺ پر واضح نہ ہو، ورنہ خطاب فائدہ سے خالی اور وعدہ کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔

یہی الفاظ "ثم ان علینا بیانه" کی تفسیر میں لکھے ہیں:

(ایضاً ۱۰: ۱۳۸)

ڈاکٹر محمد حسین ذہبی "فهم النبی والصحابة للقرآن" عنوان کے تحت اس مبارک آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان طبیعیاً ان یفهم النبی ﷺ

یہ طبعی امر ہے کہ حضور ﷺ تمام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القرآن جملة وتفصیلاً بعد ان تکفل الله تعالی له بالحفظ والبیان "ان علینا جمعه وقرانه فاذا قرأناه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه

(التفسیر والمفسرون ۱ : ۳۶)

قرآن کو تفصیلا سمجھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن کے حفظ اور بیان وتشریح کی ضمانت عطا فرما رکھی ہے "بلاشبہ ہم پر ہے اس کا جمع کرنا اور پڑھانا، تو جب ہم اسے پڑھیں تو اب پڑھنے کی اتباع کرو پھر ہم پر ہے اس کا بیان کرنا۔

یہاں تک یہ حقیقت آشکار ہو چکی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تعلیم خود رسول اللہ ﷺ کو دی اور اس کی تمام تفصیلات سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا، اب اگر یہ کہا جائے کہ کچھ الفاظ کے معانی سے حضور ﷺ آگاہ نہیں تو وعدۂ الٰہی کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ جو سراسر باطل ومحال ہے۔ ان تمام چیزوں کو سامنے رکھیئے اور پھر آگے بڑھیئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل ۔۲

آیات کی تقسیم

☆ اہل علم کا اختلاف

☆ اختلاف کی بنیاد

☆ ان کی اہم دلیل

☆ علمائے احناف کا موقف

☆ وہم کا ازالہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیات کی تقسیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

هوالذی انزل علیک الکتب منه آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشبهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوالالباب

(سورۂ آل عمران، ۷)

وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنیٰ رکھتی ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں، اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے۔ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں، گمراہی چاہتے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہاں آیات قرآنی کی تقسیم کرتے ہوئے انہیں دو اقسام قرار دیا ہے۔

1- محکمات 2- متشابہات۔ محکمات کا علم اہل علم کو حاصل ہوسکتا ہے، کیا متشابہات کا علم بھی انہیں حاصل ہوسکتا ہے؟

اہلِ علم کا اختلاف

اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ امت کی اکثریت خصوصاً علماء احناف کا مسلک یہ ہے کہ متشابہات کا علم امت کے اہلِ علم کو دنیا میں حاصل نہیں ہوسکتا، البتہ! آخرت میں ان پر آگاہی ہو جائے گی۔

۲۔ کچھ اہل علم مثلاً شوافع کی رائے یہ ہے کہ ان کا علم تمام اہل علم کو اگر چہ حاصل نہیں ہوتا مگر علم میں رسوخ رکھنے والوں کو حاصل ہو جائے گا۔

اختلاف کی بنیاد

ان کے درمیان اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں وقف کہاں ہے؟

اول موقف والوں کی رائے یہ ہے کہ "وما یعلم تاویله الا الله" پر یعنی اسم جلالت پر وقف ہے اور اس کے بعد واؤ عاطفہ نہیں، بلکہ استینافیہ ہے اور آگے الگ جملہ ہے مفہوم ہوگا، ان کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہیں گے ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اور تمام ہمارے رب کی طرف سے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ ان کے معانی سے آگاہ نہ ہوں گے۔

جبکہ دوسروں کا موقف یہ ہے کہ وقف اسم جلالت پر نہیں بلکہ واؤ عاطفہ ہے اور "راسخون" کا عطف اسم جلالت پر ہے۔ مفہوم یہ ہوگا ان کی تاویل اللہ تعالیٰ اور علم میں پختہ لوگ ہی جانتے ہیں۔

۱۔ امام فخر الدین رازی "وما یعلم تاویله الاالله" کے تحت لکھتے ہیں:

واختلف الناس فی هذا الموضع	اس مقام پر لوگوں میں اختلاف
فمنهم من قال تم الکلام ههنا	ہے، کچھ نے کہا یہاں کلام مکمل ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثم الواوفی قوله (والراسخون فی العلم) واؤ الابتداء وعلی هذا القول لایعلم المتشابه الا الله وهذا قول ابن عباس وعائشة ومالک بن انس والکسائی والفراء، ومن المعتزلة قول ابی علی الجبائی وهو المختار عندنا والقول الثانی ان الکلام انما یتم عند قوله (والراسخون فی العلم) وعلی هذا القول یکون العلم بالمتشابه حاصلاً عندالله تعالی و عندالراسخین فی العلم

(مفاتیح الغیب:پ۳، ۱۴۵)

اور واوَ (والراسخون فی العلم) میں ابتدائی ہے، اس صورت میں معنی ہوگا متشابہ کو اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ ابن عباس، سیدہ عائشہ، مالک بن انس، کسائی، فراء، اور معتزلہ میں سے ابوعلی جبائی کا قول ہے اور ہمارا بھی یہی مختار ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کلام (والراسخون فی العلم) پر تمام ہوتا ہے۔ اس قول کے مطابق متشابہ کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کو بھی ہوگا۔

۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں یہاں اہلِ علم میں اختلاف ہے، کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے:

الواو للعطف والمعنی ان تاویل المتشابه یعلمه الله ویعلمه الراسخون فی العلم...... وهذا قول مجاهد والربیع وروی عن ابن عباس انه کان یقول فی

اگر واوَ عاطفہ ہو تو معنی ہوگا، متشابہ کا مفہوم اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور رسوخ فی العلم والے بھی اسے جانتے ہیں...... یہ قول حضرت مجاہد اور ربیع کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هذه الاية انا من الراسخين فی العلم وعن مجاهد انا ممن یعلم تاویله و ذهب الاکثرون الی ان الواو للاستیناف وتم الکلام عند قوله وما یعلم تاویله الا الله

(المظهری: ۳، ۱۲)

سے اس آیت کے تحت منقول ہے "میں رسوخ علمی رکھنے والوں میں ہوں۔" حضرت مجاہد سے ہے میں تاویل متشابہ کا علم رکھنے والوں میں سے ہوں۔ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ واوٗ استینافیہ ہے اور جملہ "وما یعلم تاویله الاالله" پر مکمل ہو جاتا ہے۔

۳۔ امام عبداللہ بن احمد نسفی (۷۱۰ھ) رقمطراز ہیں۔

الوقف عندالجمهور علی قوله الاالله وفسروا المتشابه بما استأثر الله بعلمه...... ومنهم من لایقف علیه ویقول بان الراسخین فی العلم یعلمون المتشابه

(مدارک التنزیل، پ ۳، ۱۵۰)

جمہور کے نزدیک "الا الله" پر وقف ہے اور ان کے ہاں متشابہ کا معنی ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے...... بعض اس پر وقف نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ رسوخ علمی والے بھی متشابہ کا علم رکھتے ہیں۔

۴۔ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے اسی اختلاف کو اپنے ان الفاظ میں بیان کیا ہے

یہاں وقف میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

فقیل علی الجلالة کما تقدم عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ

بعض نے کہا وقف اسم جلالت پر ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنهما...... ومنهم من يقف على قوله والراسخون فى العلم و تبعهم كثير من المفسرين واهل الاصول وقالوا الخطاب لمالا يفهم بعيد و قدروى ابن ابى نجيح عن مجاهد عن ابن عباس انه قال انا من الراسخين الذين يعلمون تاويله (تفسیر القرآن ۱، ۳۴۷)	اللہ عنہما سے گذرا...... بعض کے نزدیک "والراسخون فی العلم" پر وقف ہے، کثیر مفسرین اور اہل اصول نے یہ کہتے ہوئے اتباع کی ہے کہ غیر مفہوم خطاب بعید ہے، امام ابن ابی نجیح نے مجاہد کے حوالہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا، میں ان رسوخ والوں میں شامل ہوں جو متشابہ کی تاویل سے آگاہ ہیں۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ آشکار ہو رہا ہے کہ امت کے بہت سارے اہل علم کہتے ہیں کہ متشابہات کا علم علماء کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اوپر حافظ ابن کثیر نے انہیں مفسرین اور اہل اصول کی کثیر جماعت قرار دیا بلکہ بعض اہل علم نے اسی موقف کو جمہور کا اور بعض نے اسی کو صحیح وصواب کہا ہے۔

امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴ھ) رقمطراز ہیں۔

والوقف على قوله والراسخون، قال القاضى ابو المعالى انه قول الجمهور وهو مذهب ابن مسعود و ابى بن كعب و ابن عباس و ما نقله بعض الناس عنهم	وقف "والراسخون" پر ہے، قاضی ابوالمعالی کے بقول یہی جمہور کا موقف ہے اور یہی حضرت ابن مسعود، ابی بن کعب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم کا مذہب ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يخالف ذالك فغلط	بعض نے ان سے جو مخالف نقل کیا
(البرهان، ۲، ۱۶۷)	ہے وہ غلط ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد قرطبی نے بعض اہل علم کی رائے یوں نقل کی ہے:

الوقف على هذا يكون عند قوله والراسخون في العلم قال شيخنا ابو العباس احمد بن عمر وهو الصحيح فان تسميتهم راسخين يقتضى انهم يعلمون اكثر	وقف (والراسخون فی العلم) پر ہوگا' ہمارے شیخ ابوالعباس احمد بن عمرو نے فرمایا' صحیح یہی ہے کیونکہ ان کو راسخ قرار دینے کا معنی یہی ہے کہ وہ دوسروں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ۴، ۱۲)

تو بعض اہل علم کی تحقیق کے مطابق جمہور بلکہ امت کا صحیح موقف یہی ہے کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ جب صورت حال یہ ہو تو کیا پھر کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ سے ان کے علم کا انکار کرسکتا ہے؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان کی اہم دلیل

یہاں انہوں نے اپنے موقف پر دیگر دلائل دیئے ہیں مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے، میں ان راسخین میں شامل ہوں جو متشابہات کی تاویل سے آگاہ ہیں' وہاں انہوں نے ایک اہم دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ کوئی آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے آگاہ نہیں' یعنی اگر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسم جلالت پر وقف مان لیا جائے تو پھر لازم آئے گا' انہیں رسول اللہ ﷺ بھی نہیں جانتے اور ایسا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا وہاں وقف نہ کیا جائے۔ تو جب ان کلمات کے باوجود رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں تو پھر دیگر ربانیین مثلاً صحابہ کا جاننا بھی جائز ہوگا۔

امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴ھ) نے اسی دلیل کو ان الفاظ میں تحریر کیا ہے:

لایسوغ لاحد ان یقول ان رسول الله لم یعلم المتشابه فاذا جاز ان یعرفه الرسول مع قوله (وما یعلم تاویله الا الله) جاز ان یعرفه الربانیون من صحابته والمفسرون من امته الا تری ان ابن عباس کان یقول انا من الراسخین فی العلم......ونحن لم نر المفسرین الی هذه الغایة توقفوا عن شیئی من القرآن فقالوا هو متشابه لا یعلمه الا الله بل امروه علی التفسیر حتی فسروا الحروف

کسی کا یہ کہنا جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے جب "وما یعلم تاویله الا الله" پر وقف کے باوجود رسول اللہ ﷺ انہیں جانتے ہیں' تو پھر امت کے ربانیون اور صحابہ اور مفسرین کا انہیں جاننا بھی جائز ہوگا۔ کیا حضرت ابن نہیں کہ میں راسخین میں شامل ہوں۔ اور ہم کسی مفسر کو نہیں جانتے کہ اس نے تفسیر کرنے میں یہ کہہ کر توقف کیا ہو کہ یہ متشابہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' بلکہ عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سامنے انہوں نے تمام کی تفسیر کی حتیٰ کہ حروف مقطعات کی بھی۔

(البرھان۔ ۲، ۸۴)

امام علاء الدین عبدالعزیز بخاری (۷۳۰ھ) انہی شیخ قمی سے نقل کرتے ہیں اگر ہم کہیں کہ قرآن کا کچھ حصہ بندوں کی سمجھ سے باہر ہے تو پھر یہ اعتراض اٹھے گا کہ اس خطاب کا کیا فائدہ جو سمجھ ہی نہ آئے۔

وهل يجوز ان يقال ان رسول الله ﷺ لم يكن يعرف المتشابه واذا جازان يعرفه مع قوله "ومايعلم تاويله الا الله" جاز ان يعرفه الربانيون من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين

(كشف الاسرار، ۱: ۱۵۰)

تو کیا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے۔ جب "وما يعلم تاويله الا الله" پر وقف کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کا انہیں جاننا جائز ہے تو ربانیین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا جاننا بھی جائز ہوگا۔

علماء احناف کا موقف

امت کی اکثریت خصوصاً علماء احناف کا موقف یہ ہے کہ وقف اسم جلالت پر ہے۔

۱۔ امام فخرالدین رازی (۶۰۶ھ) نے شافعی ہونے کے باوجود اس کے بارے میں کہا۔

وهو المختار عندنا

ہمارے نزدیک یہی مختار ہے۔

(مفاتيح الغيب: پ ۳، ۱۴۵)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲- امام ابوعبداللہ محمد قرطبی اس اختلاف کے بارے میں کہتے ہیں:

فالذی علیه الاکثر انه مقطوع مما قبله وان الکلام تم عندقوله الا الله هذا قول ابن عمر و ابن عباس و عائشة و عروة بن الزبیر و عمر بن عبدالعزیز وغیرهم

(الجامع لاحکام القرآن:۴،۱۹)

اکثریت کی رائے یہی ہے کہ "والراسخون فی العلم" کا تعلق ماقبل سے نہیں جملہ "الا الله" پر مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت ابن عمر، ابن عباس، عائشہ، عروہ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز اور دیگر اہل علم کا موقف ہے۔

۳- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں۔

ذهب الاکثرون الی ان الواو للاستیناف وتم الکلام عند قوله "وما یعلم تاویله الا الله"

(المظهری:پ۳،۱۲)

اکثریت اسی طرف گئی ہے کہ واؤ استینافیہ ہے اور جملہ "ومایعلم تاویله الا الله" پر مکمل ہے۔

وہم کا ازالہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

پیچھے آپ پڑھ چکے اگر سابقہ موقف لیا جائے تو پھر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہم پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ جب امت کے راسخین علماء انہیں جانتے ہیں تو آپ ﷺ بطریق اولیٰ انہیں جانتے ہیں۔ وہم احناف کے اس موقف کو اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے کہ الفاظ ہیں "وما یعلم تاویله الا الله" (ان کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر متشابہ کی تعریف ان کے ہاں یوں ہے

هو اسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه ولا يرجىٰ بدوه اصلاً

جس لفظ کی معرفت مراد کی امید ختم اور اس کے واضح ہونے کی کبھی امید نہ کی جا سکے۔

(المنار مع نور الانوار، ۹۳)

بعض نے ان الفاظ میں تعریف کی ہے۔

هو ما لا طريق لدركه اصلاً حتى سقط طلبه

جس کے ادراک کا کوئی راستہ نہ ہو حتیٰ کہ اس کی طلب ختم ہو جائے۔

(حسامی، ۱۰)

تو اب شک پیدا ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ بھی انہیں نہیں جانتے تو اس وہم کا ان علماء نے ہر جگہ ازالہ کرتے ہوئے تصریح کر دی ہے کہ یہ معاملہ امت کے حق میں ہے، نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں کیونکہ دیگر آیات قرآنی (جن کا تذکرہ ہم نے ابتدا میں کر دیا ہے) واضح کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآنی متشابہات سے آگاہ ہیں، آیئے ہم ان کی تصریحات کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ آپ تکرار محسوس نہ کریں کیونکہ ہم نے یہ واضح کرنا ہے کہ جب انسان کسی رائے میں تعصب برتتا ہے تو اسے اپنے مطلب کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ حیران ہوں گے کوئی علوم قرآن اور اصول فقہ کی ایسی کتاب نہیں جس میں یہ تصریح نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔ پہلے ہم انہی لوگوں کو لیتے ہیں جنہوں نے متشابہ کی یہ تعریف کی ہے یعنی اصحاب اصول فقہ۔ ان کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل ۔۳

اصحاب اصولِ فقہ کی تصریحات

☆ اعتراضات کا جواب

☆ کیا اس میں اختلاف نہیں؟

☆ مگر حق یہی ہے

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحاب اصول فقہ کی تصریحات

ان میں سے بعض نے متشابہ کی بحث میں اور بعض نے باب افعال النبی ﷺ کی بحث میں اس مسئلہ پر تفصیلاً لکھا ہے۔

۱۔ شیخ احمد جیون تعریف متشابہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس کا علم نہیں ہو سکتا۔

هذا فی حق الامة و اما فی حق النبی علیه السلام فکان معلوما والابطل فائدة التخاطب ویصیر التخاطب بالمهمل کالتکلم بالزنجی مع العربی

یہ بات حق امت میں ہے۔ حضور ﷺ کو ان کا علم ہے ورنہ خطاب کا فائدہ باطل اور بے معنی لازم آئے گا۔ جیسے حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔

(نور الانوار، ۹۳)

۲۔ علامہ محمد علاء الدین حصکفی شرح منار میں فرماتے ہیں۔

یہ جو کہا کہ اس سے مراد کی معرفت کی امید ہی نہیں۔

فی حقنا دون الرسول ﷺ

یہ ہمارے حق میں ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں۔

(افاضة الانوار، ۹۶)

۳۔ اسی منار کے شارح امام عزالدین عبداللطیف ابن الملک (المتوفی ۸۰۱ھ) نے اسی مقام پر امام فخر الاسلام کے حوالے سے لکھا متشابہ کے بارے میں جو کہا گیا کہ اس کا علم دنیا میں نہیں ہو سکتا بلکہ آخرت میں ہوگا اور انزال متشابہ کا مقصد ابتلاء ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هذا فی حقنا لان المتشبہات کانت معلومۃ للنبی علیہ السلام (شرح المنار، ۲۶۷) اور یہ ہماری بات ہے کیونکہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۴۔ امام شمس الدین محمد حمزہ الفناری (۸۳۴ھ) نے متشابہ کی تعریف ہی ان الفاظ میں کر دی ہے

مالا طریق لدرکہ للامۃ اما النبی علیہ السلام فربما تعلمہ باعلام اللہ تعالیٰ (فصول البدائع ۱، ۸۶) جس کا ادراک امت کو حاصل نہیں ہو سکتا ہاں! حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جانتے ہیں۔

۵۔ امام محمد امین بن عابدین شامی نے اس پر امام فخر الاسلام اور امام شمس الائمہ کا حوالہ بھی نقل کیا۔ (نسمات الاسحار، ۹۶)

۶۔ علامہ محمد فیض الحسن نے حاشیہ حسامی میں ملا جیون کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ (التعلیق الحامی، ۱۰)

۷۔ انہوں نے بھی باب افعال النبی میں لکھا۔

ورسول اللہ ﷺ اکمل الناس فی ذالک حتی کان یعلم المتشابہ الذی لایعلمہ احد من الامۃ (التعلیق الحامی، ۹۱) رسول اللہ ﷺ سب سے کامل ہیں حتیٰ کہ ان متشابہات کا علم بھی رکھتے ہیں جنہیں امتی نہیں جان سکتے۔

۸۔ انہوں نے بھی حاشیہ اصول شاشی میں متشابہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا جس کی معرفت دنیا میں نہ ہو سکے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالنسبة الی الامة واما بالنسبة الی النبی علیہ السلام فمعلوم وقت نزول القرآن بلاتفرقة بینه و بین سائر القرآن کیلا یلزم السفه لان التخاطب لایفهم المخاطب سفه

(عمدة الحواشی، ۷۴)

یہ بات امت کے اعتبار سے ہے' رہا حضور ﷺ کا معاملہ تو آپ وقت نزول سے انہیں جانتے ہیں' آپ کے ان متشابہات اور دیگر قرآن میں کوئی تفریق نہیں ورنہ لغویت لازم آئے گی کیونکہ غیر مفہوم خطاب لغو ہوتا ہے۔

۹۔ آگے متشابہ کی تقسیم و حکم بیان کرتے ہوئے لکھا' قیام قیامت کے بعد ہم بھی اس سے آگاہ ہو جائیں گے۔

هذا فی حق الامة واما فی حق النبی علیہ السلام فکان معلوما والابطل فائدة التخاطب

(ایضاً، ۷۳)

یہ امت کے حق میں ہے' لیکن حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں' ورنہ خطاب بلا فائدہ ہو جائے گا۔

۱۰۔ مولانا برکت اللہ نے بھی حاشیہ اصول شاشی میں یہی الفاظ نقل کر دیے ہیں۔ (احسن الحواشی، ۲۵)

۱۱۔ مفسر قرآن شیخ ابومحمد عبدالحق حقانی "حکمه التوقف فیه ابدا" (متشابہ میں ہمیشہ خاموشی اختیار کی جائے گی) کے تحت لکھتے ہیں۔

فی حقنا لان النبی علیہ السلام کان یعلم المتشابهات

(النامی۔۹۱:۲۱)

یہ ہمارے حوالہ سے بات ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۲۔ امام فخر الاسلام ابوالحسن علی بزدوی (۴۸۲ھ) اجتہاد نبوی پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لان الرسول ﷺ اسبق الناس فی العلم حتی وضح له ماخفی علی غیره من المتشابه فمحال ان یخفی علیه معانی النصوص (اصول بزدوی مع الکشف ۳: ۳۹۱۔ غایة التحقیق شرح الحسامی، ۳۰۲)

کیونکہ رسول اللہ ﷺ علم میں تمام انسانوں سے کہیں آگے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ پر متشابہات بھی آشکار ہیں جو دوسروں پر مخفی ہیں، لہٰذا نصوص کے معانی کا آپ ﷺ پر مخفی ہونا محال ہے۔

۱۳۔ اس کی شرح میں شیخ حسام الدین حسین سغناقی (۷۱۴ھ) نے کہا امام کے الفاظ: "حتی وضح له ماخفی"

"دلیل علی ان النبی ﷺ کان یعلم المتشابه" (الکافی شرح البزدوی، ۴: ۱۵۶۸)

اس بات پر دلیل ہیں کہ نبی کریم ﷺ متشابہ کے بارے میں جانتے ہیں۔

انہوں نے ہی دوسرے مقام پر متشابہ کی تعریف نقل کر کے کہا۔

هذا فی حق الامة واما فی حق النبی ﷺ فانه یعلم المتشابه باعلام الله تعالی (الکافی، ۱: ۲۳۹)

یہ امت کے حوالے سے ہے، ورنہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۱۴۔ اسی کے دوسرے شارح امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰ھ) شیخ بزدوی کے الفاظ کی شرح میں رقمطراز ہیں:

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اما المعقول فهو ان الاجتهاد مبنی علی العلم بمعانی النصوص و رسول اللہ ﷺ اسبق الناس فی العلم ای اکملھم فیہ حتی کان یعلم المتشابہ الذی لایعلمہ احد من الامۃ بعدہ (کشف الاسرار ۳، ۳۹۱)	عقلی دلیل یہ ہے کہ اجتہاد معانی نصوص کے علم کی بنا پر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ علم میں تمام سے کہیں آگے ہیں، یعنی سب سے کامل ہیں، حتیٰ کہ ان متشابہات سے بھی آگاہ ہیں جنہیں امت میں سے کوئی نہیں جانتا۔

۱۵۔ امام صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود (۷۴۷ھ) اجتہاد نبوی ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لانہ اسبق الناس فی العلم انہ یعلم المتشابہ والمجمل فمحال ان یخفی علیہ معانی النصوص (التوضیح، ۲: ۴۹۲)	آپ ﷺ علم میں تمام سے کہیں آگے ہیں اور آپ ﷺ متشابہ اور مجمل سب کو جانتے ہیں تو معانی نصوص کا آپ ﷺ پر پوشیدہ رہنا محال ہے۔

۱۶۔ امام ابوبکر محمد بن احمد سرخسی (۴۹۰ھ) بھی حضور ﷺ کے اجتہاد مبارک پر رقمطراز ہیں۔ اجتہاد معانی نصوص کے علم پر مبنی ہوتا ہے۔

ولاشک ان درجتہ فی ذالک اعلیٰ من درجۃ غیرہ وقد کان یعلم المتشابہ الذی لایقف	بلاشبہ آپ ﷺ کا اس میں درجہ تمام سے کہیں بلند ہے، آپ متشابہات کا علم رکھتے ہیں جن کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احد من الامة بعده علی معناه — معنیٰ سے کوئی امتی آگاہ نہیں۔

(اصول السرخسی، ۲: ۹۴)

۱۷۔ شیخ ملاخسرو (المتوفی ۸۸۰ھ) اسی مسئلہ پر لکھتے ہیں تشابہ کا معلوم نہ ہونا امت کا معاملہ ہے۔

واما النبی علیه السلام فربما یعلمه باعلام الله تعالیٰ — اور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان کا علم رکھتے ہیں۔

(مرأة الاصول فی شرح مرقاة الوصول، ۱: ۴۱۲)

۱۸۔ مولانا عبدالعلی محمد (المتوفی ۱۲۲۵ھ) امام ابن الھمام کی عبارت ،فیه مالا یفهم (قرآن میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ہماری سمجھ سے بالا ہیں) پر لکھتے ہیں' امام فخرالاسلام اور شمس الائمہ نے

خصصا المسألة بما عدا رسول الله ﷺ وهو الالیق والاصوب کیف لا والخطاب بما لایفهمه المخاطب لایلیق بجنابه تعالیٰ — اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سے مخصوص رکھا ہے اور یہی مناسب و درست ہے اور یہ کیسے نہ ہو کہ غیر مفہوم خطاب، باری تعالیٰ کے شایان شان نہیں۔

(فواتح الرحموت، ۲: ۲۲)

آگے چل کر اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں' اگر کچھ قرآنی آیات کا علم نہ ہو سکے تو پھر خطاب لایعنی ہو جائے گا جو متصور بھی نہیں ہو سکتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لعل المخاطب به رسول الله ﷺ و هو فاهم والنزاع انما هو فيمن سواه عليه وعلى آله واصحابه الصلوة والسلام	ممکن ہے وہاں مخاطب صرف رسول اللہ ﷺ ہوں اور آپ اس سے آگاہ ہوں' ہمارا نزاع و اختلاف آپ ﷺ کے علاوہ میں ہے۔

(فواتح الرحموت، ۲: ۲۴)

۱۹۔ امام ابن امیر الحاج (۸۷۹ھ) نے بھی ان دونوں آئمہ سے یہی نقل کیا ہے۔ (التقریر والتحبیر، ۱: ۲۱۴)

اعتراضات کا جواب

امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰ھ) نے متعدد اعتراضات نقل کر کے جواب بھی دیا ہے۔ ہم یہاں وہ تمام نقل کر دیتے ہیں۔

سوال۔ اگر کوئی کہے یہ موقف ظاہر قرآن کے مخالف ہے' اگر وقف "الا اللہ" پر ہو جیسا کہ سلف کہتے ہیں تو

يقتضى ان لا يعلمه الرسول كغيره من العباد	اس کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی دوسروں کی طرح متشابہ کا علم نہیں۔

اور اگر وقف "والراسخون فی العلم" پر ہو تو لازم آئے گا۔

لايكون الرسول مخصوصاً بعلمه	ان متشابہات کا علم آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہ رہے۔

جواب۔ اگر وقف "الا اللہ" پر ہو تو آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہوگا۔

ومايعلم احد تاويله بدون تعليم	اللہ کی تعلیم کے بغیر اس کی تاویل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الله　　　　کوئی نہیں جان سکتا

اس پر ایک اور آیت مبارکہ کو تائید میں لائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله (سورۃ النمل، ۶۵)	اعلان کرو نہیں جانتا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں غیب ہے مگر اللہ

اس کا مفہوم بھی یہی ہے۔

لایعلم بدون تعلیم الله الا الله	غیب اللہ کی تعلیم کے بغیر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تو یہاں الا بمعنی غیر ہے جب صورت حال یہ ہے۔

جاز ان یکون الرسول مخصوصا بالتعلیم بدون اذن بالبیان لغیره فیبقی غیر معلوم فی حق غیره	جائز ہے رسول اللہ ﷺ تعلیم کے ساتھ مخصوص ہوں اور دوسروں کے لیے بیان کی اجازت نہ ہو تو ان کے حق میں یہ غیر معلوم ہیں۔

دوسرا اعتراض۔ اس پر دوسرا اعتراض اٹھایا کہ یہاں حصر ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اذا صارالرسول ﷺ عالما بالمتشابهات النازلة قبل نزول هذه الاية بالتعليم لايستيقم الحصر	جب تعلیم الٰہی سے ان متشابہات کا علم اس آیت کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کو حاصل ہے تو حصر کیسے درست ہوگا؟

پھر مناسب یہ تھا کہ لفظ اللہ کے ساتھ رسول کا بھی اضافہ ہو "وما یعلم تاویله

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الا الله ورسوله

جواب۔ اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

یجوز ان یکون التعلیم حاصلاً بعد نزول هذه الاٰیة فلایکون الرسول عالماً بالمتشابه قبل نزولها	یہ جائز ہے اس آیت کے نزول کے بعد تعلیم حاصل ہوئی ہو تو اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہ رکھتے ہوں۔ لہٰذا آیت میں حصر درست و قائم رہا۔

دوسرا جواب۔ آیت غیب کی طرح ہی اس آیت میں تاویل ہوگی جس طرح وہاں غیر کے لیے تعلیم غیب پر حصر باقی رہتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی غیر کو تعلیم سے حصر باقی ہی رہے گا۔

ان الاٰیة دلت علی حصر العلم علی الله عزوجل وعلی من علمه الله بالتاویل الذی ذکر الا تریٰ ان تلک الاٰیة توجب حصر علم الغیب علی الله تعالیٰ ثم لایمتنع ان یعلمه غیر الله بتعلیمه کما قال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدًا الامن ارتضی من رسول	آیت مبارکہ نشاندہی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم رکھتا ہے اور جسے وہ آگاہ فرما دے کیا آیت غیب میں علم غیب کا حصر باری تعالیٰ کے ساتھ نہیں؟ تو اپنی تعلیم کے ذریعے اس کا کسی دوسرے کو اس پر آگاہ فرمانا ممنوع نہیں جیسا کہ ایک جگہ فرمان الٰہی ہے عالم الغیب الاٰیة تو یہاں بھی معاملہ اسی طرح ہے۔

(کشف الاسرار، ۳: ۹۱، ۳۹۰)

WWW.NAFSEISLAMI.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ تمام گفتگو امام ابن امیر الحاج (المتوفی،۸۷۹ھ) نے بھی انہی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

(التقریر شرح التحریر ا:۲۱۴)

اس کی تائید

درج ذیل اہل علم کی گفتگو بھی اس کی تائید کر رہی ہے۔

ا۔ محکم اور متشابہ کی بحث میں۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا عبدالعلی محمد نظام الدین انصاری لکھتے ہیں۔ اصحاب کرامات اولیاء کرام سے متشابہات کے معانی منقول ہیں اور انہیں ریاضات اور مجاہدات کے دوران ایسے معانی بغیر قصدوکسب حاصل ہوتے ہیں، جو نہ سنے اور نہ دیکھے۔

فالحق ماذکرنافی تاویل الایة والسلف انما راموا بعدم مفهومیة المتشابهات عدم المفهومیة بالکسب والنظر (فواتح الرحموت،۲:۲۴)	تو تاویل آیت میں حق یہی ہے، اسلاف نے جو کہا متشابہات کے مفہوم سے آگاہی نہیں ہوسکتی تو ان کی مراد کسب و نظر سے حاصل ہونے والا مفہوم ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

واعلم ان دلائل الفریقین منطبقه علی العلم بالکسب وعدمه کما فی المحکمات	فریقین کے دلائل علم کسبی پر منطبق ہوتے ہیں، جیسے کہ محکمات تو اس میں کوئی بُعد نہیں اور یہ علم کشفی سے

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فلا يبعد ان يكون فيه لانفي العلم الكشفي الذی ينال من غير اختيار من العبد فافهم

انکار نہیں، کیونکہ یہ تو بندے کو بغیر اختیار و کسب کے حاصل ہو جاتا ہے۔

(ایضاً، ۲،۴۴)

۲۔ اسی طرح مولانا محمد عبدالحلیم لکھنوی نے نہایت واضح طور پر لکھا ہے "الا الله" پر ہی وقف ضروری ہے، اب اعتراض وارد ہوگا

يلزم على هذا ان لايكون الرسول عليه السلام عالماً بالمتشابه

اس سے لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کے عالم نہ ہوں۔

حالانکہ آپ ﷺ ان کے عالم ہیں۔ اس کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

ان المعنى (ومايعلم تاويله) بدون الوحي الاالله فالنبي ﷺ كان عالماً بتاويله بالوحي لاغيره

وما يعلم تاويله کا مفہوم یہ ہے کہ وحی کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو نبی ﷺ وحی کے ذریعے جانتے ہیں۔ ہاں! ان کے علاوہ اسے نہیں جانتے۔

۳۔ اس کے بعد مولانا بحرالعلوم کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

ثم اعلم ان الكلام فى العلم الكسبي واما العلم الكشفي الغير الاختيارى فلو حصل بعض الاولياء الكرام فلا امتناع فيه

واضح ہو کہ گفتگو علم کسبی میں ہے، رہا علم کشفی غیر اختیاری، اگر بعض اولیاء اللہ کو حاصل ہو جائے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

(قمر الاقمار، ۱:۱۸۵، ۱۸۶)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ امام تاج الدین عبدالوہاب سبکی (المتوفی، ۷۷۱ھ) کے الفاظ میں متشابہ کی تعریف یہ ہے۔

ما استأثر الله بعلمه وقد يطلع عليه بعض اصفيائه (جمع الجوامع مع البنانی، ۱:۲۶۸)	جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہو اور وہ اپنے بعض اولیاء کو اس پر مطلع فرما دے۔

۵۔ اس پر شارح کمال الدین ابن ابی شریف نے کہا' یہاں پر اعتراض اٹھایا گیا کہ اس عبارت میں تضاد ہے' ابتدائی الفاظ بتاتے ہیں کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور بعد کے الفاظ اس کی نفی کر رہے ہیں۔ اس کا جواب یوں واضح کرتے ہیں۔

المراد بالاستئثار انه لم يجعل للعباد الى كسبه طريقاً من الطرق المعهودة فى الكسب وهذا لاينا فى الاطلاع على غير الوجه المعتاد لانه ليس من الطرق المعهودة ثم رأيت شيخ الاسلام اجاب بنحو ذلک (ایضاً)	مخصوص ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اس کے حصول کے لیے بندوں کے لیے معروف کسبی طریقہ نہیں بنایا اور یہ چیز غیر معتاد طریقہ سے حصول کے منافی نہیں' کیونکہ یہ طرق معروفہ سے نہیں' پھر ہم نے دیکھا شیخ الاسلام نے بھی یہی جواب دیا ہے۔

۶۔ جمع الجوامع کے دوسرے شارح شیخ احمد بن قاسم عباد (المتوفی، ۹۹۴ھ) نے بھی بعینہ یہی گفتگو نقل کر دی ہے۔ (الآیات البینات، ۲:۷۹)

۷۔ محشی المنار شیخ یحییٰ الرہاوی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر کیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معناه انه لایعلمه احد الاالله بنفسه لا انه لا یعلمه احد اصلاً لجواز ان یعلمه بالهام الحق (حاشیہ المنار، ۲۶۸)

اس کا معنی یہ ہے کہ اسے بذاتہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا' یہ نہیں کہ کوئی اسے جان ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ کے الہام کے ذریعے اسے جانا جاسکتا ہے۔

۸۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹ھ) مذہب شافعی کو تقویت دیتے ہوئے متشابہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

والذی اختص الله تعالیٰ به من علم الغیب هو علمه تفصیلاً وزماناً من غیر واسطة اصلاً فلا ینافیه علم بعض الاولیاء والانبیاء علیهم الصلوة والسلام له بواسطة ذالک او الهام من الله (عنایة القاضی علی تفسیر البیضاوی، ۱:۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو علم غیب مخصوص ہے وہ علم تفصیلی وزمانی ہے' اس میں بالکل کسی کا واسطہ نہیں تو بعض انبیاء اور اولیاء کو ان کا علم ہو جانا اس کے منافی نہیں' کیونکہ اس میں واسطہ اور الہام الٰہی کا ذریعہ موجود ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیا اس میں اختلاف نہیں؟

سوال۔ آپ دھڑا دھڑ حوالہ جات دیئے جا رہے ہیں کیا اس میں اہل علم کا اختلاف نہیں؟ اگر ہے تو اسے بھی نقل کر دیں۔

اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ بندہ نے جن کتب کا حوالہ دیا ہے ان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کسی جگہ اس سے اختلاف بیان نہیں ہوا' سب نے اسے احناف کا متفقہ فیصلہ قرار دیا ہے۔ اگر ان میں کسی کے مطالعہ میں آئے تو فقیر کو ضرور مطلع کیا جائے۔

ہاں! ایک جگہ امام ابن امیر الحاج نے شرح التحریر میں کشف الاسرار کے حوالہ سے امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ پر اعتراض اور اس کا جواب تحریر کیا اور لکھا۔

ولایعری عن بحث لمن تحقق (التقریر والتحبیر: ۱، ۲۱۵)	محقق کی بحث سے یہ معاملہ خالی نہیں۔

ان کے علاوہ مذکورہ کتب میں اشارۃً بھی اختلاف کا ذکر نہیں کیا' نہایت ہی واضح انداز میں لکھا کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ نے سرور عالم ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور اس پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب بھی دیا جیسا کہ پیچھے تفصیلاً گذرا۔

مگر حق یہی ہے

کچھ کتب میں اختلاف کا تذکرہ ہے مگر انہوں نے بھی تصریح کر دی ہے کہ سرور عالم ﷺ کا انہیں جاننا ہی حق ہے۔

۱۔ علامہ محمد بن ولی ازمیری (المتوفی ۱۱۰۲ھ) ملا خسرو کی عبارت "واما النبی علیہ السلام فربما یعلمہ" کے تحت لکھتے ہیں۔

اختلفوا فی ان النبی علیہ السلام ھل علم المتشابھات	اس بارے میں اختلاف ہے کہ' حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولا قیل لا وقیل علم ولکن الله تعالیٰ امره بکتمه و عدم اظهاره قیل وهو الحق (حاشیه از میری علی مرأة الاصول، ۱۲۱'۱۴)	ہیں یا نہیں؟ بعض نے کہا نہیں' بعض نے کہا' رکھتے ہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسے مخفی رکھنے اور عدم اظہار کا حکم دے رکھا ہے اور اسی کو حق قرار دیا گیا ہے۔

ممکن ہے مذکورہ حاشیہ نایاب ہونے کی وجہ سے کسی کی نظر میں نہ ہو۔ ہم وفاق المدارس کے نصاب میں شامل کتاب کا ذکر کر دیتے ہیں۔

۲۔ شیخ محمد عبدالرحمٰن المحلاوی حنفی بحث المتشابہ میں لکھتے ہیں کیا حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں' اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

قیل لا وقیل علم ولکن الله تعالیٰ امره بکتمه وعدم اظهاره وهو الحق(تسهیل الوصول' ۹۱ مطبوعه ادارة الصدیق ملتان' المقرر تدریسه فی وفاق المدارس الاسلامیه سلسله نمبر ۳)	بعض نے کہا نہیں' اور بعض کے نزدیک رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسے مخفی اور اس کے عدم اظہار کا حکم دے رکھا ہے اور حق قول بھی یہی ہے۔

اگر نصابی کتاب کا حوالہ بھی ہمارے سامنے نہیں آتا تو پھر ایسے مطالعہ والے آدمی کو کم از کم عقائد پر نہیں لکھنا چاہیے' کیونکہ جو بھی اس تحریر سے گمراہ ہوگا اس کا بوجھ اور گناہ کس پر ہوگا؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل ۔۴

اصحابِ اصولِ تفسیر کی تصریحات

☆ حضور ﷺ کا جاننا امت کا متفقہ موقف

☆ تھوڑا سا گلہ

☆ کیا یہ دیانت داری ہے؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحاب اصول تفسیر

یہاں تک ہم نے اصحاب اصول فقہ خصوصاً احناف اصولیین کی رائے عمداً پیش کی' کیونکہ ان کے ہاں آیت مذکورہ میں وقف "الاالله" پر ہے۔ اس سے کسی کو مغالطہ ہوسکتا تھا کہ ممکن ہے یہ لوگ حضور ﷺ کے لیے متشابہات کا علم نہ مانتے ہوں لیکن انہوں نے اس وہم کے ازالہ کے لیے ہر مقام پر تصریح کر دی کہ امت متشابہات سے اگرچہ آگاہ نہیں مگر حبیب خدا ﷺ ان سے آگاہ ہیں۔ دیگر اصولیین کے حوالہ جات ہم نے اس لیے ذکر نہیں کیے کیونکہ وہ تو دیگر اہل علم کے لیے بھی متشابہات کا علم مانتے ہیں' اب ہم اصحاب اصول تفسیر کے کچھ حوالہ جات ذکر کر رہے ہیں جن سے ہمارا موقف خوب نکھر کر سامنے آ جائے گا۔

۱۔ امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری (المتوفی ۲۷۶ھ) اس مسئلہ پر نہایت ہی واضح انداز میں رقمطراز ہیں "ہم ان میں سے نہیں جو کہتے ہیں کہ متشابہ کا علم راسخین فی العلم کو نہیں ہے' کیونکہ یہ قول غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن اس لیے نازل کیا۔

لینفع به عباده ویدل به علی معنی اراده فلو کان المتشابه لایعلمه غیره یلزمنا لطاعن مقال وتعلق علینا بعلة	تاکہ بندوں کو اس سے نفع ہو اور اپنے منشا سے انہیں آگاہی دے' اگر متشابہ کوئی جان ہی نہیں سکتا تو ہم پر ملحدین طعن کرتے ہوئے اعتراض کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وهل يجوز لاحد ان يقول ان رسول الله ﷺ لم يكن يعرف المتشابه؟ واذا جاز ان يعرفه مع قول الله تعالیٰ وما يعلم تاويله الا الله جاز ان يعرفه الربانيون من صحابته

کیا کسی آدمی کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کو نہیں جانتے؟ تو جب "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا جاننا جائز ہے تو پھر دیگر ربانیین کا جاننا بھی جائز ہوگا۔

اس پر آگے چل کر یہ دلیل بھی دیتے ہیں۔

فانا لم نرا المفسرين توقفوا عن شئی من القرآن فقالوا هذا متشابه لايعلمه الاالله بل امروه كله علی التفسير حتی فسروا الحروف المقطعة فی اوائل السور

ہم نے مفسرین کو نہیں دیکھا کہ قرآن کے کسی حصے کی تفسیر سے یہ کہتے ہوئے توقف کریں کہ یہ متشابہ ہے' اس کا علم اللہ ہی کو ہے بلکہ انہوں نے تمام کی تفسیر کی حتیٰ کہ سورتوں کی ابتدا میں آنے والے حروف مقطعات کی بھی تفسیر کی ہے۔

(تاویل مشکل القرآن، ۹۸ تا ۱۰۰)

۲۔ امام بدرالدین زرکشی (المتوفی ۷۹۴ھ) رقمطراز ہیں۔

لايسوغ لاحد ان يقول ان رسول الله ﷺ لم يعلم المتشابه

کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے۔

(البرھان فی علوم القرآن، ۲:۸۴)

۳۔ متشابہات کو اہل علم جانتے ہیں یا نہیں' اس پر دلائل ذکر کرتے ہوئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہیں، اس سے یہ اختلاف بھی سامنے آیا۔

هل فی القرآن شئی لاتعلم الامة تاویله؟ (ایضاً، ۸۵)	کیا قرآن میں ایسی شے ہے جس کے معنی سے امت آگاہ نہ ہو؟

ان کی یہ عبارت نہایت ہی قابل توجہ ہے کیونکہ اس میں سوال یہ ہے کہ کیا ایسا ہے کہ قرآن کے کچھ حصہ سے امت آگاہ نہیں، جس سے واضح ہو رہا ہے کہ آگاہ نہ ہونے کا معاملہ امت کا ہوسکتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہوسکتا، یہی بات بڑی تفصیل کے ساتھ علماء احناف کے حوالہ سے گزری ہے۔

۴۔ آگے متشابہ کی تقسیم کرتے ہوئے کہا، ایک یہ ہے کہ اس کا معنی مشتبہ ہو جائے مثلاً فرمان باری تعالیٰ ہے

ان البقر تشابه علینا (سورۃ البقرہ ۷۰)	بلاشبہ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے

دوسرے یہ کہ وہ ایک دوسرے کے موافق ہو، مثلاً ارشاد مبارک ہے

کتابا متشابها مثانی (سورۃ الزمر ۲۳)	کتاب ایسی میں مشابہ اور بار بار پڑھی جانے والی

اس کے بعد رقمطراز ہیں، اگر قرآن میں متشابہ سے اول مفہوم مراد ہے۔

فالظاهر انه لا یمکنهم الوصول الی مراده وان جاز ان یطلعهم علیه بنوع من لطفه لانه اللطیف الخبیروان کان المراد الثانی جاز ان یعلموا مراده (ایضاً، ۸۵)	تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی مراد تک پہنچنا ناممکن ہے اگرچہ یہ جائز ہے کہ اس کے کرم خاص سے اس سے آگاہی حاصل ہو، کیونکہ وہ لطیف خبیر ہے اور اگر مراد دوسرا معنی ہے تو اس کی مراد سے آگاہی حاصل ہوسکتی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کا جاننا' امت کا متفقہ موقف

پیچھے بھی یہ بات گزری' اوپر بھی امام ابن قتیبہ (المتوفی، ۲۷۰ھ) اور امام زرکشی (۷۹۴ھ) نے اپنے موقف پر نہایت ہی اہم دلیل بھی بیان کی کہ جب "ومایعلم تاویله الا الله" پر وقف کیا جائے تو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان سے آگاہ نہ ہوں' حالانکہ وہ تمہارے (احناف وغیرہ) ہاں بھی ان سے آگاہ ہیں یعنی اگر وقف پر زور ہے تو رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کا انکار کرو' حالانکہ اس کا تم انکار نہیں بلکہ اعلانیہ کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ ان سے آگاہ ہیں جیسا کہ ہم پیچھے کثیر حوالہ جات درج کر رہے ہیں۔

کیا' اس گفتگو سے یہ آشکار و واضح نہیں ہو رہا کہ رسول اللہ ﷺ تمام (دونوں فریق) کے ہاں متشابہات کا علم رکھتے ہیں' خواہ وقف اسم جلالت پر ہو یا راسخون فی العلم پر۔زیادہ سے زیادہ معاملہ اسم جلالت پر وقف کی صورت میں ہی پریشانی لاحق کرتا ہے' تو اس کا ازالہ ان لوگوں نے ہر جگہ کر دیا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ائمہ تفسیر نے کر دیا ہے' اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۵۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی، ۹۱۱ھ) امام ابن نقیب کے حوالہ سے علوم قرآن کی تقسیم یوں کرتے ہیں کہ اس کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ ایسے علوم جن پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا بلکہ ان اسرار کو اپنے لیے مخصوص فرمایا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من معرفة كنه ذاته وغيوبه التي لايعلمها الاهو وهذالايجوز لاحدالكلام فيه بوجه من الوجوه اجماعاً

وہ ذات اقدس کی کنہ کی معرفت اور وہ غیوب جنہیں وہی جانتا ہے بالاتفاق اس میں کسی کے لیے گفتگو جائز نہیں۔

۲۔ ایسے علوم جو اسرار قرآن ہیں، ان پر حضور ﷺ کو اس نے آگاہ فرمایا۔

واختصه به وهذا لايجوز الكلام فيه الا له ﷺ اولمن اذن له

اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص ہیں، ان میں سوائے آپ ﷺ کے دوسرا کوئی کلام نہیں کرسکتا، یا آپ نے جسے اجازت دی۔

اس کے بعد امام ابن نقیب فرماتے ہیں۔

واوائل السور من هذا القسم وقيل من القسم الاول

(الاتقان، ۲، ۴۵۴)

سورتوں کے اوائل (حروف مقطعات) اس دوسری قسم میں شامل ہیں اور بعض نے انہیں قسم اول میں شامل کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان الفاظ میں واضح طور پر انہوں نے حروف مقطعات کا علم سرور عالم ﷺ کے ان علوم سے مانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں، انہیں آپ ﷺ ہی بیان کرسکتے ہیں یا جنہیں آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھوڑا سا گلہ

اگر محسوس نہ ہو تو بندہ یہاں گلہ کرنا ضروری سمجھتا ہے مولانا سرفراز صفدر نے سیوطی کے حوالہ سے پہلی قسم نقل کر دی، لیکن دوسری قسم کو ترک کر دیا حالانکہ متشابہات سے متعلق تو دوسری قسم تھی جس میں اوائل سور (حروف مقطعات) کا تذکرہ تھا، ممکن ہے اس لیے چھوڑا ہو کہ اس میں امام ابن نقیب نے تصریح کر دی تھی کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ ہم نے اسے نقل کر دیا۔

۲۔ آگے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد گرامی (تفسیر چار طرح کی ہے) کی تفصیل لکھتے ہوئے ایک قسم پر لکھا۔

واما مالا یعلمه الا الله تعالی فهو مایجری مجری الغیوب فنحو الآی المتضمنة قیام الساعة وتفسیر الروح والحروف المقطعة وکل متشابه فی القرآن عنداهل الحق فلا مساغ للاجتهاد فی تفسیره ولاطریق الی ذلک الا بالتوقیف بنص من القرآن اوالحدیث اواجماع الامة علی تاویله	قرآنی علوم جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو وہ امور غیبیہ کی طرح ہیں، مثلاً وہ آیات جس میں قیام قیامت، تفسیر روح اور حروف مقطعات، اہل حق کے نزدیک قرآن کے تمام متشابہات کی تفسیر میں اجتہاد کا دخل نہیں، اس کی تفسیر کے لیے نص قرآنی یا حدیث نبوی یا اجماع امت ضروری ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا یہ دیانتداری ہے؟

یہاں بھی محترم موصوف نے عبارت کے آخری الفاظ "ولا طریق الی ذلک الخ" تحریر نہیں کیے حالانکہ متصل عبارت ہے' وجہ یہ ہے کہ یہ تمام عبارت ان کے موقف کے خلاف تھی' اگر انہوں نے عمداً ایسا کیا ہے تو کیا اسے دیانتداری قرار دیا جائے؟ ہمارا فرض بنتا ہے ہم من وعن چیز لوگوں کے سامنے رکھ دیں' اگر ہم قطع و برید سے کام لیں تو ہم اللہ و رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائیں گے؟ اس حوالہ سے بندہ کی گذارش یہ ہے کہ اگر کسی جگہ ہم نے ڈنڈی ماری ہے تو ہمیں ضرور آگاہ کریں' اس سلسلہ میں ہم نے موصوف محترم کو ایک خط بھی ارسال کیا تھا جس کے جواب کا انتظار ہے۔

اس ترک شدہ عبارت میں صاف تصریح ہے اگر متشابہات (جن میں حروف مقطعات بھی شامل ہیں) کی تفسیر رسول اللہ ﷺ فرما دیں تو ہم اسے تسلیم کریں گے' اگر رسول اللہ ﷺ جانتے ہی نہیں تو تفسیر کیسے کریں گے؟ اگر تفسیر فرماتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان سے آگاہ کر رکھا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

نوٹ

اگر آپ فرمائیں کہ یہ شوافع کی بات ہے جو پیش کی جا رہی ہے تو عرض یہ ہے کہ آپ نے اس کے ابتدائی حصہ کو کیوں پیش کیا؟ اس وقت بھی یہ شافعی ہی تھے' ہم نے اسے بطور تائید ذکر کیا کیونکہ پہلے علماء احناف کی بیسیوں تصریحات ہم ذکر کر چکے ہیں' جنہیں کوئی صاحب علم ٹھکرا نہیں سکتا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل ۔۵

مفسرین کرام کی آراء

☆ صدر اوّل سے یہی موقف ہے

☆ خلفائے راشدین کا موقف

☆ مومن شک بھی نہیں کرسکتا

☆ مقامِ مصطفےٰ ﷺ سے آگاہ انکار نہیں کرسکتا

☆ اہم نوٹ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفسرین کرام کی آراء

اب تک ہم نے اصولیین (فقہ وتفسیر) کی آراء نقل کی ہیں، اب ہم کچھ مفسرین کی آراء بھی اس موضوع پر نقل کیے دیتے ہیں، پچھلی بات ذہن میں تازہ کرلیں کہ احناف کے علاوہ تقریباً تمام اہل علم یہ مانتے ہیں کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ، رسوخ فی العلم رکھنے والوں کو بھی عطا کرتا ہے، لہٰذا ان کے نزدیک حضور ﷺ ان سے بطریق اولیٰ آگاہ ہوں گے جیسا کہ پیچھے تفصیل سے آچکا۔

۱۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵ھ) حروف مقطعات پر تفصیلی گفتگو کے دوران لکھتے ہیں۔

والحق عندی انها من المتشابهات وهی اسرار بين الله تعالیٰ وبين رسول الله ﷺ لم يقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول ﷺ اومن شاء افهامه من كمل اتباعه (المظهری، ۱؍۱۴)	ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ مقطعات متشابہات میں سے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں، ان سے مقصود عوام کو آگاہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے کامل اتباع کرنے والوں سے جس کو چاہے ان سے آگاہی عطا فرمادے۔

صدر اول سے یہی موقف ہے

۲۔ امام سجاوندی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المروی عن الصدر الاول فی الحروف التهجی انها سر بین الله و بین نبیہ ﷺ
(ایضاً، ۱۴۱)

صدر اول سے ہی حروف تہجی (مقطعات) کے بارے میں یہی منقول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے درمیان راز و رموز ہیں

۳۔ خلفا راشدین کا موقف

اس قول کی تائید امام ناصر الدین قاضی بیضاوی (المتوفی، ۶۸۵ھ) کی اس گفتگو سے بھی ہو رہی ہے، ان حروف پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قیل انه استأثره الله بعلمه وقد روی عن الخلفاء الاربعة وغیرهم من الصحابة مایقرب منه ولعلهم ارادوا انها اسرار بین الله تعالی ورسوله ورموزلم یقصد بها افهام غیره اذیبعد الخطاب بما لایفید
(انوار التنزیل، ۱۹۳)

منقول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، چاروں خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ سے بھی یہی منقول ہے، ممکن ہے ان کی مراد ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز و رموز ہیں جن سے کسی دوسرے کو سمجھانا مقصود نہیں کیونکہ غیر مفید کے ساتھ خطاب بعید ہوتا ہے۔

امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹ھ) نے اس عبارت کی تفصیل میں جو کچھ لکھا وہ قابل توجہ ہے، لکھتے ہیں۔ بیضاوی کے بعض نسخوں میں "استأثره الله بعلمه" ہے (ہمارے نسخہ میں واقعتاً یہی الفاظ ہیں جیسے کہ اوپر

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبارت شاہد ہے)

الضمير للرسول ﷺ ای اکرمه الله بعلمه دون غيره وهذا القول ارتضاه كثير من السلف والمحققين	ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے علم سے نوازا ہے نہ کہ دوسروں کو اس قول کو، کثیر اسلاف اور محققین نے اختیار اور پسند کیا ہے۔

(عناية القاضی، ۱۰۲۱ ۲۷۲)

آگے "لعلهم ارادوا" پر لکھتے ہیں:

ضمير اراد واللخلفاء اولهم و للذا هبين اولين هذا القول	اس کی ضمیر خلفاء کی طرف فقط یا ان کی طرف اور اس قول کو اختیار کرنے والوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔

پھر لکھتے ہیں علامہ بیضاوی نے ان الفاظ میں حضرت امام شافعی کی تائید کی ہے۔

ان الله والراسخين يعلمونه كما سيأتي تحقيقه في آل عمران والذي اختص الله تعالى به من علم الغيب هو علمه تفصيلاً وزماناً غير واسطة اصلاً فلاينا فيه علم بعض الاولياء والانبياء عليهم الصلاة والسلام له بواسطه ذلک او الهام من الله	اللہ تعالیٰ اور راسخین، متشابہات کا علم رکھتے ہیں، عنقریب اس کی تحقیق سورۂ آل عمران میں آ رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص علم غیب سے مراد اس کا تفصیلی و زمانی اور بغیر کسی واسطہ کا علم ہے، تو بعض اولیاء و انبیاء علیہم السلام کا کسی واسطہ یا اللہ تعالیٰ کے الہام سے انہیں جاننا اس کے منافی نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ علامہ پانی پتی لکھتے ہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں مقطعات و متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے "مافھمه النبی ﷺ ولا احدمن اتباعه" حتیٰ کہ انہیں حضور ﷺ اور آپ کے متبعین میں سے کوئی نہیں جانتا' اس کا جواب ورد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وھذا بعید جداً فان الخطاب للافھام فلولم یکن مفھمة کان الخطاب بھا کالخطاب بالمھمل اوالخطاب بالھندی مع العربی ولم یکن القرآن باسرہ بیانا وھدی ویلزم ایضاً الخلف فی الوعد بقوله تعالیٰ "ثم ان علینا بیانه" فانه یقتضی ان بیان القرآن محکمه ومتشابھه من اللہ تعالیٰ للنبی ﷺ واجب ضروری (المظھری: ۱۴۱:۱)

یہ بات نہایت بعید ناقابل قبول ہے کیونکہ خطاب سمجھانے کے لیے ہوتا ہے' اگر اس سے کچھ سمجھ نہ آئے تو متشابہات کے ساتھ خطاب بے معانی الفاظ کے ساتھ خطاب یا ہندی زبان میں عربی کے ساتھ خطاب کی طرح ہو جائے گا اور نہ ہی تمام بیان و ہدایت رہے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی بھی خلاف ورزی لازم آئے گی جو ان الفاظ مبارکہ سے ہوئی "ثم ان علینا بیانه" جس کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کا تمام قرآن خواہ محکم ہے یا متشابہ کا بیان لازم وضروری ہے۔

۵۔ حاشیہ میں متشابہ کی تقسیم کی اور لکھا حروف مقطعات' ید' وجه اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استوا علی العرش کا بیان و تفصیل حضور ﷺ سے منقول نہیں اور یہ متشابہ بمعنی الاخص ہے۔ اس قسم کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ان کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے، حتیٰ کہ حضور ﷺ بھی نہیں جانتے، اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ بعض نے کہا، حضور ﷺ انہیں جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے متبعین میں سے جسے چاہے ان کا علم عطا فرما دے۔

وهو المختار عندی ومایدل علی هذا من اقوال الصحابة مذکور فی الکتاب

ہمارے نزدیک مختار یہی ہے، اس پر دال و شاہد صحابہ کے اقوال متن کتاب میں موجود ہیں۔

(المظهری، ۱، ۱۴)

۲۔ ایک اور مقام پر اسی حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں۔

فمن الجائز ان یعلم الله سبحانه رسوله من اسمائه و صفاته وبالمقطعات مالم یعلمه قبله غیره

یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو اپنے اسماء و صفات اور مقطعات کا علم عطا فرمائے جو دوسروں کو عطا نہیں فرمایا

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کے بعد آگے جا کر لکھتے ہیں۔

فالهم الله سبحانه نبیه ﷺ معنی تلک الحروف و صفاتها کما الهم آدم علیه السلام معانی سائر الاسماء

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان حروف کے معانی اور صفات کا علم عطا فرمایا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کے معانی سے آگاہ فرمایا

(حاشیة المظهری، ۱، ۱۵)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۔ 'وما یعلم تاویلہ الا اللہ' کے تحت لکھتے ہیں' اس کا مفہوم یہ ہے کہ ذاتی طور پر متشابہات کو کوئی نہیں جان سکتا' البتہ اگر اللہ تعالیٰ آگاہ فرما دے تو دوسرا جان سکتا ہے تو یہاں حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے اور اسے اضافی قرار دینا ضروری ہے' ورنہ لازم آئے گا بعض قرآن کا حضور ﷺ کے لیے بیان نہ ہو' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے "ثم ان علینا بیانہ" کے ساتھ بیانِ قرآن کا آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا ہے اس کی کچھ تفصیل ہم نے بھی ابتداء مقالہ میں دی ہے۔ آیئے قاضی صاحب کے الفاظ پڑھیے۔

ای لا یجوز ان یعلمه غیره تعالی الا بتوقیف منه ولا یکفی لمعرفته العلم بلغة العرب فالحصر اضافی نظیره قوله تعالی "لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا الله" یعنی لایعلم الغیب غیره تعالی الا بتوقیف منه .فهذه الایة لاتدل علی ان النبی ﷺ وبعض الکمل من اتباعه لم یکن عالمین بمعانی المتشابهات کیف' وقد قال الله تعالی "ثم	متشابہات کو اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر دوسرا کوئی نہیں جان سکتا اور ان کی معرفت کے لیے لغت عرب کا علم کافی نہیں تو یہاں حصر اضافی ہے' اس کی نظیر یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ" یعنی غیب اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی دوسرا نہیں جانتا' تو یہ آیت مبارکہ اس پر دال نہیں کہ حضور ﷺ اور بعض کاملین امت، متشابہات کے معنی سے آگاہ نہیں اور یہ کیسے ہوسکتا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان علینا بیانه" فانه یقتضی ان بیان القرآن محکمة ومتشابهه من الله تعالیٰ للنبی ﷺ واجب ضروری لایجوز ان یکون شیئی منها غیر مبین له علیه السلام والایخلو الخطاب عن الفائدة ویلزم الخلف فی الوعد والحق ماحققناه فی اوائل سورة البقره ان المتشابهات هی اسرار بین الله تعالی و بین رسوله ﷺ لم یقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول ومن شاء افهامه من کمل اتباعه بل هی ممالا یمکن بیانها للعامة وانها یدرکها اخص الخواص بعلم لدنی مستفاد بنوع من المعیة الذاتیة او الصفاتیة الغیر المتکیفة

(المظهری: ۲، ۱۱)

ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے "ثم ان علینا بیانه" اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کے لیے تمام قرآن محکم و متشابہات کا بیان لازم و ضروری ہے اور یہ جائز نہیں کہ اس سے کوئی شے بیان نہ کی گئی ہو ورنہ خطاب، فائدہ سے خالی ہو جائے گا اور وعدہ کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ حق وہی ہے جس کی تحقیق ہم نے سورۃ البقرہ کی ابتدا میں کر دی کہ متشابہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں۔ ان سے عوام کو سمجھانا مقصود نہیں بلکہ اپنے رسول ﷺ اور منتخب بعض کامل اتباع کرنے والوں کو اس سے سمجھانا ہے بلکہ یہ ایسے راز ہیں جن کا بیان عوام کے لیے ناممکن ہے۔ ان کا ادراک خواص کے لیے بذریعہ علم لدنی ہوتا ہے۔ جو معیت ذاتیہ یا صفاتیہ سے مستفاد ہے اور ان کی کیفیت سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یاد رہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی مسلّم طور پر حنفی عالم ہیں۔

مومن شک بھی نہیں کرسکتا

۸۔ علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی، ۱۲۷۰ھ) اوائل سور (حروف مقطعات) پر بڑی تفصیلی گفتگو میں فرماتے ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ہر کتاب میں اسرار ہوتے ہیں اور قرآنی، اسرار اوائل سُور ہیں، امام شعبی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسرار کی طلب مت کرو۔

بین المحبین سرلیس یفشیه قول ولا قلم للخلق یحکیه

(اہل محبت کے درمیان کچھ مخفی ایسے راز ہوتے ہیں جنہیں مخلوق کے لیے کوئی تحریر وتقریر واضح نہیں کرسکتی)

فلا یعرف بعد رسول اللہ ﷺ الا الاولیاء الورثة فهم یعرفونه من تلک الحضرة وقد تنطق لهم الحروف مما فیها کما کانت تنطق لمن سبح بکفه الحصی وکلمه الضب والظبی (روح المعانی، ۱:۳۶)	رسول اللہ ﷺ کے بعد انہیں آپ کے وارث اولیاء ہی جان سکتے ہیں اور انہیں اس بارگاہ سے ہی یہ فیض نصیب ہوتا ہے تو ان کے ساتھ یہ حروف ہمکلام ہو کر اپنے معانی سے آگاہ کرتے ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ سے گوہ، ہرن اور ہتھیلی کے پتھروں نے گفتگو کی۔

انہوں نے پیچھے ایک اعتراض نقل کیا تھا کہ اگر متشابہات کو ہم نہیں جانتے تو پھر یہ خطاب مہمل ہو جائے گا، جو باطل ہے اس کا جواب دیتے ہوئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رقمطراز ہیں۔ یہ اعتراض اٹھانے والا خواہ کس قدر فاضل ہو خود اس کا اعتراض مہمل ہے۔

لانه ان اراد افهام جميع الناس فلا نسلم انه موجود في العلمية وان اراد افهام المخاطب بها وهوهنا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فهو مما لا يشك فيه مؤمن وان اراد جملة من الناس فياحيهلا اذ ارباب الذوق يعرفونها وهم كثيرون في المحمديين والحمد لله ...... وجهل امثالنا بالمراد منها لا يضر

(ايضاً)

اس لیے کہ اگر اس کی مرادِ خطاب سے تمام لوگوں کا افہام مراد ہے تو یہ ہم نہیں مانتے۔ کہ وہ علمیت میں موجود ہے اور اگر اس کی مراد افہامِ مخاطب ہے (اور وہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے) تو کوئی مومن' آپ ﷺ کے اس خطاب کے سمجھنے میں شک کر ہی نہیں سکتا اور اگر فی الجملہ لوگوں کا افہام ہے تو آؤ ہم دکھاتے ہیں ارباب ذوق ان کا علم رکھتے ہیں اور وہ حضور ﷺ کی امت میں کثیر لوگ ہیں والحمدللہ۔ ہاں! ہم جیسے لوگوں کا نہ جاننا کوئی مضر نہیں۔

۹۔ مقام مصطفےٰ ﷺ سے آگاہ انکار نہیں کرسکتا

سابقہ عبارت میں علامہ آلوسی نے تصریح کی کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں' اس بارے میں کوئی مومن شک ہی نہیں کرسکتا۔ دوسرے مقام پر اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ جو شخص مقام مصطفےٰ ﷺ سے آگاہ ہے وہ کبھی بھی اس بات کا انکار نہیں کرسکتا۔ علماء احناف کی طرف سے آٹھویں

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال کا جواب یوں دیتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے مخاطب ہو اور ابتلاء کے لیے انہیں اس کی معرفت حاصل نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد عبادات ہم پر لازم فرمائی ہیں اور ہم ان کے راز سے آگاہ نہیں' اس پر اعتراض اٹھایا اگر مراد یہ ہے کہ خلق اسے اپنے کسب وفکر سے نہیں جان سکتی تو یہ درست ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ مخلوق اسے مطلقاً نہیں جان سکتی نہ اجمالاً نہ تفصیلاً اور نہ نبی و ولی وحی والہام کے ذریعہ سے جان سکتے ہیں۔

فوجود مثل هذا المخاطب به في القرآن في حيز المنع

تو قرآن مجید میں اسے کلام کا وجود ہم تسلیم نہیں کرتے۔

یہی وجہ ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متشابہ کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مخصوص فرمایا ہے:

لايمنع تعليمه للنبي ﷺ بواسطة الوحي مثلاً ولا القاء في روع الولي الكامل مفصلاً لكن لايصل الى درجة الاحاطة كعلم الله تعالىٰ وان لم يكن مفصلاً فلا اقل من ان يكون مجملاً

وہ بواسطہ وحی حضور ﷺ کے مفصل حصول علم کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی ولی کامل کے دل میں القاء کا' البتہ علم باری تعالیٰ کی طرح یہ علم محیط نہیں ہوگا' اگر ہم اسے مفصل نہ مانیں تو کم از کم مجمل ضرور ہوگا۔

اس کے بعد رقمطراز ہیں۔

ومنع هذا وذاك مما لايكاد يقول به من يعرف رتبة النبي ﷺ ورتبة او لياء امته الكاملين وانما المنع الا حاطة ومن معرفة على هسبيل النظر والفكر (روح المعانی: ۳، ۱۱۶)

ان کا انکار وہ آدمی ہرگز نہیں کرسکتا جو حضور ﷺ کے مقام اور اولیاء کاملین کے رتبہ کو جانتا ہے' ہاں اتنا کہا جائے گا کہ وہ ان کا احاطہ اور انہیں اپنے نظر وفکر سے حاصل نہیں کرسکتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہم نوٹ

یہاں یہ پہلو نہایت ہی اہم ہے کہ تمام عبارات میں صرف رسول اللہ ﷺ کے علم کی تصریح ہی نہیں، بلکہ اولیاء کاملین کے بارے میں بھی تصریح ہے، کہ وہ بھی اگرچہ کسب سے نہیں ہاں وھب سے ان کا علم رکھتے ہیں تو کیا اس کے بعد یہ کہنے کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں نہیں جانتے؟ یہی وجہ ہے کہ علامہ آلوسی نے تصریح کر دی کہ اس معاملے میں آپ ﷺ کے بارے میں کوئی مومن شک نہیں کرسکتا بلکہ جو مقام نبی ﷺ سے آگاہ ہے، وہ ہرگز ایسی بات زبان پر نہیں لاسکتا۔

۱۰۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، نے الٓمٓ کے تحت لکھا۔

ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصل معنی تک اوروں کی رسائی نہیں بلکہ یہ بھید ہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو بوجہ مصلحت وحکمت ظاہر نہیں فرمائے۔ (تفسیر عثمانی:۳)

۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں متعدد جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے متشابہات کے معنی سے آگاہ فرمایا ہے، کیا اس کے بعد وہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس سے آگاہ نہیں؟ اور پھر ان سے بڑھ کر حنفی کون ہوسکتا ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل ۔ ٦

شیخ ابن تیمیہ کے خیالات

- ☆ آج تک یہ کسی نے نہیں کہا
- ☆ اہل علم کی تکذیب
- ☆ ایسا کہنے والے علمی مساکین ہیں
- ☆ ملحدین کو طعن کا موقع ملے گا
- ☆ یہ قول یقیناً غلط ہے
- ☆ اثبات، نفی سے افضل ہے
- ☆ ان کی طرف رجوع کا کیا معنی
- ☆ ایک دلیل کا جواب

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ ابن تیمیہ نے بھی متعدد مقامات پر متشابہ کے بارے میں بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے' ان کا خلاصہ یہ ہے کہ متشابہات کے معانی سے رسول اللہ ﷺ کاملاً آگاہ ہیں البتہ ان کی حقیقت و کیفیت سے کاملاً آگاہ نہیں' مثلاً کنہ رب کا احاطہ ممکن نہیں' حالانکہ اس کے اسماء و صفات سے آگاہی حاصل ہے بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم محکمات کی حقیقت سے بھی آگاہ نہیں ہوسکتے' ہاں ان کی تفسیر سے آگاہ ہیں اس پر گفتگو کرتے ہوئے ایک جگہ رقمطراز ہیں۔

ان الناس متفقون علی انهم یعرفون تاویل المحکم ومعلوم انهم لا یعرفون کیفیة ما اخبر الله به عن نفسه فی الایات المحکمات فدل ذلک علی ان علوم العلم بالکیفیة لاینفی العلم بالتاویل الذی هو تفسیر الکلام و بیان معناه بل یعلمون تاویل المحکم والمتشابه ولا یعرفون کیفیة الرب لافی هذا ولا فی هذا

تمام لوگ اس پر متفق ہیں کہ اہل علم محکم کی تفسیر سے آگاہ ہوسکتے ہیں' مگر یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات محکمات میں اپنی ذات مقدس کے بارے میں جو بیان فرمایا ہے اس کی کیفیت سے آگاہ نہیں' یہ بات نشاندہی کر رہی ہے کہ کیفیت کے عدمِ علم سے تاویل (جو کلام کی تفسیر اور بیان ہوتا ہے) کے علم کی نفی نہیں ہوسکتی تو اہل علم محکم و متشابہ کی تفسیر سے آگاہ ہوسکتے ہیں' مگر رب تعالیٰ کی کیفیت سے آگاہ نہیں ہوسکتے' نہ محکم میں اور نہ متشابہ میں۔

محکمات کی مثال دے کر اسی معاملہ کو آشکار کرتے ہوئے یوں لکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كما انهم علموا انه بكل شئى عليم وانه على كل شئى قدير لم يلزم ان يعرفوا كيفية علمه و قدرته واذا عرفوا انه حق موجود لم يلزم ان يعرفوا كيفية ذاته

(مجموعة الفتاوى، ۹، ۲۲۹)

جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے' اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے' لیکن اس کے مقدس علم وقدرت کی کیفیت کا جاننا لازم نہیں۔ اسی طرح اہل علم جانتے ہیں کہ اس کی ذات پاک حق اور موجود ہے مگر کیفیت ذات کا علم لازم نہیں

ان کی اس رائے کو سامنے رکھتے ہوئے آئندہ اقتباسات کا مطالعہ کریں۔

ا۔آج تک یہ کسی نے نہیں کہا

انہوں نے کئی مقامات پر لکھا کہ اسلاف میں سے کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کچھ آیات قرآنی کے معانی سے رسول اللہ ﷺ آگاہ نہیں۔

ولاقال قط احد من سلف الامة ولا من الائمة المتبوعين ان فى القرآن آيات لايعلم معنا ها ولا يفهمها رسول الله ﷺ ولا اهل العلم والايمان جميعهم وانما ينفون علم بعض ذلك عن بعض الناس وهذا لا ريب فيه (مجموعۃ الفتاویٰ: ۱۵۲:۷)

اسلاف امت اور ائمہ سلف میں سے کسی نے ہرگز یہ بات نہیں کہی کہ قرآن میں ایسی آیات ہیں جن کا معنی معلوم نہیں اور اسے نہ رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں اور نہ تمام اہل علم و ایمان ہاں! انہوں نے بعض لوگوں سے علم کی نفی کی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اہل علم کی تکذیب

بہت ساری آیات ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں جو کہے ان کا معنی حضور ﷺ، صحابہ، تابعین اور آئمہ مسلمین نہیں جانتے بلکہ ان کا علم وقت قیامت کی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

وانما کانوا یقرؤون الفاظا لا یفھمون نھا معنی کما یقرأ الانسان کلاما لایفھم منه شیأ فقد کذب علی القوم

اور اہل علم الفاظ، ان کا معنی سمجھے بغیر پڑھتے ہیں جیسے کوئی انسان بغیر سمجھے کلام کرے تو یہ اہل علم کی تکذیب ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ، ۹: ۲۲۹)

۳۔ ایسا کہنے والے علمی مساکین ہیں

ایک مقام پر ایسے لوگوں کو علمی مساکین قرار دیا جنہوں نے یہ قول کیا کہ رسول اللہ ﷺ کچھ آیات قرآنی کے معانی سے آگاہ نہیں' لکھتے ہیں متاخرین میں ایک کثیر طبقہ ہے جو اپنے آپ کو اہلسنّت کہلاتا ہے اور وہ کہتا ہے:

ان الرسول ﷺ لم یکن یعرف معانی ما انزل علیه من القرآن کآیات الصفات بل لازم قولھم ایضاً انه کان یتکلم باحادیث الصفات ولایعرف معانیھا

رسول اللہ ﷺ اپنے اوپر نازل قرآن کے معانی سے آگاہ نہیں' مثلاً آیات صفات' بلکہ ان کے قول سے لازم آئے گا کہ آپ ﷺ نے احادیث صفات' بیان تو کیں مگر ان کے معانی سے آپ آگاہ نہ تھے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر اس کی وجہ یوں لکھی۔

وھٰؤلاء مساکین لما رأوا المشھور عن جمھور السلف من الصحابة والتابعین لھم باحسان ان الوقف التام عند قوله وما یعلم تاویله الا الله واقفوا السلف واحسنوا فی ھذہ الموافقة لکن ظنوا ان المراد بالتاویل ھو معنی اللفظ وتفسیرہ (مجموعۃ الفتاوی،۹،۱۹۵)

ان مساکین نے جب دیکھا کہ جمہور سلف صحابہ اور تابعین کا مشہور مسلک یہی ہے کہ وقف تام "وما یعلم تاویله الا الله" پر ہی ہے تو انہوں نے اسلاف کی موافقت کی اور ان کا یہ عمل قابل تحسین ہے، مگر انہوں نے تاویل سے مراد لفظ کا معنیٰ اور تفسیر گمان کرلیا۔ (جو درست نہیں)

۴۔ملحدین کو طعن کا موقع ملے گا

اگر ہم یہ کہہ دیں کہ قرآن میں بیان کردہ علوم سے رسول اللہ ﷺ آگاہ نہیں تو ملحدین کو طعن کا موقعہ ملے گا۔

وایضاً فاذا کانت الامور العلمیة التی اخبر الله تعالیٰ بھا فی القرآن لایعرفھا الرسول کان من اعظم قدح الملاحدة فیه

(مجموعۃ الفتاوی،۹،۲۱۶)

پھر اور پہلو بھی ہے کہ اگر ان امور علمی سے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے حضور ﷺ آگاہ نہ ہوں تو یہ ملحدین کے لیے قرآن مجید پر بہت بڑے طعن کا موقعہ ہوگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ یہ قول یقیناً غلط ہے

جس طرح یہ جائز نہیں کہ کلام الٰہی میں بے معنی الفاظ ہوں وہاں یہ بھی ناجائز ہے کہ ان پر نازل کردہ الفاظ کے معانی کو حضور ﷺ اور ساری امت نہ جانتی ہو۔

كما يقول من يقوله من المتأخرين وهذا القول يجب القطع بانه خطاء

جیسا کہ کچھ متاخرین کا قول ہے اور یہ قول یقینی طور پر غلط و خطا ہے' لہٰذا اس قول کو لازماً خطا کہنا ہوگا۔

(مجموعة الفتاوى، ۹، ۲۱۱)

۶۔ اثبات' نفی سے افضل

ادھر کہا جا رہا ہے کہ رسوخ فی العلم والے متشابہات کا علم رکھتے ہیں جبکہ کچھ کہہ رہے ہیں رسول اللہ ﷺ بھی ان سے آگاہ نہیں۔

واذا دارالامربين القول بان الرسول كان لايعلم معنى المتشابه من القرآن وبين ان يقال الراسخون في العلم يعلمون كان هذا الاثبات خيرا من ذلك المنفي

جب معاملہ اس قول کہ رسول اللہ ﷺ قرآنی متشابہ کے معنی سے آگاہ نہیں اور اس قول کہ رسوخ علمی والے ان معنی کو جانتے ہیں' کے درمیان دائر ہے تو پھر یہاں نفی پر اثبات کو ترجیح ہوگی۔

(مجموعة الفتاوى، ۹، ۲۱۱)

یعنی یہی کہنا بہتر ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں جانتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۔ ان کی طرف رجوع کا کیا معنیٰ؟

اگر قرآن مجید کے تمام معانی سے رسول اللہ ﷺ آگاہ نہیں تو پھر اختلاف کے وقت ان کی طرف رجوع کا کیا معنیٰ؟ کیونکہ اولاً نزاع تو معانی قرآن میں ہی ہوگا' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی طرف رجوع کا حکم دے رکھا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول (النساء: ۵۹)	تمہارا کسی شے میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔

ان کے الفاظ ہیں۔

واول النزاع فی معانی القرآن فان لم یکن الرسول عالما بمعانیہ امتنع الرد الیہ (مجموعۃ الفتاویٰ، ۹: ۲۳۲)	اور اولین نزاع تو معانی قرآن میں ہی ہوگا تو اگر رسول اللہ ﷺ قرآن کے معانی سے آگاہ نہ ہوں گے' تو آپ ﷺ کی طرف رجوع دشوار ہوگا۔

۸۔ ایک دلیل کا جواب

بعض لوگوں نے حصر (کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے) پر یہ دلیل دی ہے کہ

ان اللہ لم ینف عن غیرہ علم شیئی الامنفرداً بہ	اللہ تعالیٰ نے غیر سے کسی شے کے علم کی نفی کر کے فقط اپنے لیے اسے ثابت فرمایا ہے تو اس شے کا علم اسی کے ساتھ مخصوص ہوگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات عالیہ ہیں۔

۱. قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا الله (النمل، ۶۵)	اعلان کر دیجیے نہیں جانتا جو کوئی آسمان و زمین میں غیب ہے مگر اللہ تعالیٰ۔

۲۔ دوسرے مقام پر ہے۔

لایجلیها لوقتها الاهو (الاعراف، ۱۸۷)	اسے نہیں ظاہر کرے گا اس کے وقت پر مگر وہی۔

۳۔ تیسرے مقام پر ہے۔

وما یعلم جنود ربک الاهو (المدثر، ۳۱)	اور نہیں جانتا لشکر تیرے رب کے مگر وہی۔

اس کا جواب دیتے ہوئے شیخ موصوف لکھتے ہیں۔

لیس الامر کذالک بل هذا یحسب العلم المنفی فان کان مما استأثر الله به قیل فیه ذلک وان کان مما علمه بعض عباده ذکر ذالک	معاملہ ہر جگہ یوں نہیں بلکہ نفی کردہ علم کے اعتبار سے ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر یہی بات ہے اور اگر وہ ایسا علم ہے جس میں سے اس نے بعض بندوں کو دیا ہے تو پھر اس نے خود ذکر فرما دیا ہے۔

۱۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولایحیطون بشئی من علمه الا بماشاء (البقرہ، ۲۵۵)	اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

عالم الغیب فلایظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول (الجن، ۲٦)	غیب کا جاننے والا کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کو

یعنی اگر اس چیز کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے تو پھر تو یہ بات قابل قبول ہے اور اگر مخصوص نہیں تو پھر مقبول نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کے بارے میں تصریح فرما دی ہے کہ میں نے اپنے رسول اور مخصوص بندوں کو اس کا علم عطا فرمایا ہے' ہاں! ان کا محیط اور مستقل علم فقط اللہ تعالیٰ کو ہی ہے' کسی اور کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا۔

فیکون التاویل المنفی علمه عن غیرالله هو الکیفیات التی لا یعلمها غیره (مجموعة الفتاوی،۹: ۲۱۹)	جس تاویل کے علم کی اللہ کے سوا سے نفی کی گئی ہے وہ کیفیات کا علم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

خلاصہ گفتگو کے طور لکھتے ہیں۔

وبالجملة فالدلائل الکثیرة توجب القطع بطلان قول من یقول ان فی القرآن آیات لایعلم معناها ولا غیره (ایضاً)	الغرض! کثیر دلائل اس قول کے یقینی بطلان کو ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیات ہیں جن کا معنی رسول اللہ ﷺ نہیں جانتے اور نہ کوئی اور۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں عاجزی کے ساتھ دعا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو متحد ہو کر ان مسائل کے حل کرنے کی توفیق دے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا سرفراز صفدر کے نام خط

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چند ماہ قبل حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، امیر کاروان اسلام نے مشہور دیوبندی عالم مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر گکھڑوی (شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم) کی ایک کتاب...... "ازالۃ الریب عن عقیدۂ علم غیب"...... میں دیئے گئے بعض حوالہ جات کی صحت کا جائزہ لیا تو نہ صرف یہ کہ ان کے دیئے گئے حوالہ جات کا حقائق سے کوئی تعلق ثابت ہوسکا بلکہ بعض تضادات بھی سامنے آئے۔ حضرت مفتی صاحب نے اس سلسلہ میں مولانا سرفراز خان گکھڑوی سے براہ راست تحریری رابطہ کیا مگر جواب ندارد...... اب اس خط کی اشاعت اس لیے ضروری ہے کہ اتمام حجت ہوچکی اور جواب نہ ملا۔ عوام و خواص ان کے کام کی "علمی" حیثیت سے آشنا ہو جائیں یاد رہے کہ حضرت مفتی صاحب نے اس مکتوب گرامی میں زیر بحث تین موضوعات پر مبنی علمی و تحقیقی مقالہ جات بھی الگ سے لکھے ہیں جن میں علم نبوی اور منافقین، علم نبوی اور متشابہات، علم نبوی اور امور دنیا، شامل ہیں خط کے علاوہ مزید معلومات کے لیے ان مقالہ جات کا مطالعہ مفید رہے گا...... (ادارہ)

مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر شیخ الحدیث مدرسۃ نصرۃ العلوم

السلام علیکم!

آپ کی تصانیف میں سے ان دنوں...... "ازالۃ الریب عن عقیدۃ علم الغیب"...... کے مطالعہ کا موقع ملا۔ آپ کے تحریر کردہ بعض حوالہ جات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے جب اصل کتب کی طرف رجوع کیا۔ تو معاملہ نہایت ہی عجیب اور حیران کن محسوس ہوا۔ سوچا کیوں نہ مولانا موصوف کی طرف ہی رجوع کر کے اصل صورت حال سے آگاہ ہوا جائے۔ نہایت ہی خیر خواہی کے جذبے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے یہ چند سطور تحریر کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ اوّلین فرصت میں علمی و تحقیقی جواب سے نوازیں گے۔

ا۔ حضور ﷺ اور علم متشابہات

ا۔ آپ نے متشابہات کے بارے میں علم نبی ﷺ کے انکار پر مفتی احمد یار خاں نعیمی پر برستے ہوئے لکھا۔ ''مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے۔ جس میں یہ تصریح موجود ہے۔ ولم يظهر احد امن خلقه علیه (ص۱۵) (کہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی مطلع نہیں کیا) ازالۃ الریب ۸۷۸ طبع ششم دسمبر ۱۹۹۸ء مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

حالانکہ صاحب توضیح کی یہ اگلی تصریح آپ کو بھی دیکھ لینی چاہیے تھی۔

''لان النبی اسبق الناس فی العلم وانه یعلم المتشابه والمجمل فمحال ان یخفی علیه معانی النصوص'' (التوضیح، ۴۹۲، فصل فی الوحی)

(نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے علم میں آگے ہیں۔ اور آپ متشابہ اور مجمل کا علم رکھتے ہیں لہٰذا ان پر نصوص کے معانی کا مخفی ہونا محال ہے)

صاحب توضیح تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے نہایت ہی اعلانیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طور پر متشابہ کا علم مان رہے ہیں۔ ممکن ہے یہ مقام آپ کی نگاہوں سے اوجھل رہ گیا ہو؟

۲۔ آپ نے امام سیوطی کے حوالے سے متشابہ کے بارے میں نقل کیا:

ومتشابہ لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ ومن ادعیٰ علمہ سوی اللہ تعالی فھو کاذب (ازالۃ الریب، ۴۷۷)	اور اللہ تعالیٰ کے بغیر متشابہ کو اور کوئی نہیں جانتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور متشابہ کے علم کا مدعی ہو تو وہ سراسر جھوٹا ہے۔

حالانکہ اگر اصل کتاب تفسیر طبری جلد ا ص ۵۴ طبع' دارلفکر روایت ۶۲ (جس سے یہ سیوطی نے نقل کیا) آپ ملاحظہ فرماتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ کلبی سے ہی روایت ہے۔ جس کے بارے میں آپ نے ازالۃ کے ص ۳۱۴ سے لے کر ص ۳۱۶ تک ثابت کیا کہ یہ کافر ہے۔ یہ جھوٹا ہے اور شاید آپ کی نظر نہیں پڑی۔ خود سیوطی نے پہلے اشارہ کیا تھا ثم رواہ مرفوعاً بسند ضعیف۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو آپ نے یہ حوالہ کیسے دے دیا؟ اگر کلبی کی روایت دوسرے پیش کریں تو وہ جاہل اور ناواقف از اصول قرار پا جاتے ہیں۔ تو اب آپ کیا کہلائیں گے؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۔ اسی طرح آپ نے سیوطی سے نقل کیا کہ۔

وکل متشابہ فی القرآن عند اھل الحق فلا مساغ للاجتھاد فی تفسیرہ (ازالۃ، ۴۷۷)	قرآن کریم میں جملہ متشابہات میں بھی اہل حق کے نزدیک یہی نظریہ ہے کیونکہ ان کی تفسیر میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ اس سے ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ متشابہات کے بارے میں نہیں جانتے۔ حالانکہ اس سے متصل اگلے الفاظ آپ کی تردید کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ولا طریق الی ذلک الا بالتوقیف بنص من القرآن او الحدیث او اجماع الامۃ علی تاویلہ	اور متشابہ سے آگاہی کی صورت قرآن کی نص یا حدیث یا اجماع امت ہے۔

(الاتقان، ۲:۴ ۵۳)

وہ تو واضح کر رہے ہیں کہ حدیث کے ذریعے سے اس کا علم ہوسکتا ہے۔ اور یہ تبھی ہوگا جب حضور ﷺ اس سے آگاہ ہوں گے بلکہ سیوطی نے یہ امام زرکشی سے لیا ہے۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ولاطریق الی ذلک الا بالتوقیف من احد ثلاثۃ اوجہ امانص من التنزیل او بیان من النبی ﷺ او اجماع الامۃ علی تاویلہ فاذا لم یرد فیہ توقیف من ھذہ الجھات علمنا انہ مما استأثر اللہ تعالیٰ بعلمہ	ان متشابہات کا علم ان تین میں سے ایک ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے۔ قرآنی نص یا حضور ﷺ کی طرف سے بیان یا اجماع امت سے اس کی تاویل ہو۔ اگر ان میں سے کوئی رہنمائی نہ ملے۔ تو ہم جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(البرھان فی علوم القرآن ۲:۳ ۱۸)

۴۔ آپ نے اپنی تائید میں اس مسئلہ پر امام سیوطی سے علوم قرآن کی تقسیم نقل کرتے ہوئے صرف اول قسم نقل کی۔ جس میں بتایا گیا کہ ''کنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذات باری اور وہ غیوب جو اس کا خاصہ ہیں'' کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔

(ازالۃ، ۴۷۷)

حالانکہ حضور ﷺ کے لیے تمہارے مخالفین یہ دعویٰ کرتے ہی نہیں۔ بلکہ وہ بھی مانتے ہیں کہ یہ باری تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ البتہ وہ حروف مقطعات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا معنی حضور ﷺ جانتے ہیں۔ اگر آپ پر دوسری قسم اوجھل نہ رہتی تو ان کا موقف درست ثابت ہو جاتا۔ چلو وہ ہم سامنے لے آتے ہیں۔ یہاں یہ واضح رہے کہ سیوطی نے یہ تمام گفتگو امام محمد بن سلیمان المعروف ابن نقیب کی نقل کی ہے۔

الثانی ماطلع الله علیه نبیه من اسرار الکتاب واختصه به وهذا لایجوز الکلام فیه الاله ﷺ اولمن اذن له واوائل السور من هذا القسم وقیل من القسم الاول

(الاتقان، ۲:۴۵۴)

دوسری قسم علوم قرآن کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اسرار قرآن پر حضور ﷺ کو مطلع کرے۔ اور آپ ہی کے ساتھ انہیں مخصوص فرما دے۔ اب ان میں گفتگو آپ ﷺ کے لیے ہی جائز ہوگی یا جس کو اجازت ہو اور حروف مقطعات اس قسم ثانی میں شامل ہیں۔ البتہ بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ اول قسم میں ہے۔

اس میں امام ابن نقیب نے واضح طور پر حروف مقطعات کے بارے میں واضح کر دیا ہے کہ ان کا حضور ﷺ کو علم دیا گیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ حضور ﷺ اور علم امور دنیا

آپ ﷺ سے علم امور دنیوی کا انکار کرتے ہوئے مخالفین کی طرف سے پیش کردہ آیات قرآنیہ، **و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ**، **تفصیل کل شیٔ**، **مافرطنا فی الکتاب** پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں مراد امور دینیہ ہیں۔ دنیاوی امور ان سے خارج ہیں۔ مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ اگرچہ ان آیات کی تفسیر میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ لیکن پ۱۵ کی آیت "**وکل شئی فصلنه تفصیلاً**" کی تفسیر کے تحت بشمول امام رازی یہ تصریح ہے کہ قرآن میں دین و دنیا کے تمام امور کا بیان ہے۔ تمام مفسرین کے تقریباً یہ الفاظ ہیں۔

کل شئی مما تفتقرون الیه فی دینکم و دنیاکم	جس شے کی بھی تمہیں احتیاج ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اس کا بیان اس میں ہے۔

(غرائب القرآن: ۴، ۳۳) (مفاتیح الغیب، پ۱۵، ۳۰۷) (الکشاف: ۲، ۴۴۰) (انوار التنزیل، ۵، ۳۶۰) روح المعانی، پ۱۵، ۳۱ (المظہری پ ۱۵، ۲۳) وغیرہا۔

جب تمام مفسرین نے اس مقام پر واضح کر دیا ہے کہ قرآن میں دینی اور دنیاوی تمام امور کا بیان ہے اور **نزلنا علیک الکتاب تبیأنا لکل شی** نے تعین کر دیا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت اور مقام ہے۔ تو پھر ہمیں کھلے ذہن کے ساتھ یہ تسلیم کیوں نہیں کر لینا چاہیے کہ آپ ﷺ کے لیے قرآن

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تمام امور کا بیان ہے۔ خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی۔ ممکن ہے اس آیت کی طرف آپ کی توجہ نہ گئی ہو؟

۳۔ علم نبوی اور منافقین

حضور ﷺ نے چھتیس منافقین کو جمعہ کے اجتماع میں مسجد سے ذلیل کر کے نکال دیا۔ اس روایت پر آپ نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں۔ وہ بھی محلِ نظر ہیں۔

۱۔ مثلاً سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں آپ لکھتے ہیں۔

''اول وجہ تو یہ ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے۔ عمدۃ القاری' خصائص الکبریٰ اور البدایہ والنھایۃ' میں صحابی کا نام عبداللہ بن مسعود آیا ہے لیکن حافظ ابن کثیر تفسیر میں نام یہ بتاتے ہیں۔ ابو مسعود عقبہ بن عمرو (دیکھیے تفسیر ج ۴ ص ۱۸۰) اور روح المعانی میں ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ (حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود مہاجر رضی اللہ عنہ ہیں انصاری نہیں ہیں) (ازالہ:۳۷۱)

صحابی کے نام میں اختلاف ہونے کی وجہ سے روایت میں اضطراب ماننا اور اسے روایت کے رد و ضعف کا سبب قرار دینا' کیا علم و دیانت کا خون نہیں؟ حالانکہ آج تک محدثین نے وجہ اضطراب اس اختلاف روایت کو قرار دیا جو اس کے رد و قدح کا سبب بن رہا ہو۔ اور جس اختلاف میں ایسی بات نہ ہو اسے اضطراب کسی نے قرار نہیں دیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) اضطراب کے بارے میں لکھتے ہیں:

ھو الاختلاف الذی یؤثر قدحاً و اختلاف الرواۃ فی اسم رجل لایؤثر ذلک لانہ ان کان ذلک الرجل ثقۃ فلاضیر (النکت علی کتاب ابن الصلاح، ۳۲۹)	ایسا اختلاف جو حدیث کے رد و قدح میں مؤثر ہو راویوں کا کسی آدمی کے نام میں محض اختلاف کرنا مؤثر نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر وہ آدمی ثقہ ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

یعنی اگر آدمی ثقہ ہے لیکن راویوں کا اس میں اختلاف ہوگیا' تو کوئی حرج نہیں۔ یہ تو عام لوگوں کے حوالے سے ہے۔ اور جب مرکز روایت صحابی ہو تو پھر اختلاف کیسے مؤثر ہوگا؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ نے آگے خود لکھا:

''قرین قیاس یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اس کو اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ (درمنثور ۳، ۲۷۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ میں کتابت وغیرہ میں غلطی واقع ہوگئی ہے۔ و اللہ تعالیٰ اعلم

(ازالۃ الریب، ۳۱۷)

اب خود ہی بتایئے اس کے بعد بھی کسی اعتراض کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ ہم یہاں محقق تاریخ کبیر علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ یمانی کا اہم نوٹ نقل کیے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے ہیں۔ جو مسئلہ حل کر دیتا ہے۔ روایت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا۔

وعلی کل حال فوکیع و ابو نعیم اثبت من غیرھما و قد قالا عن ابی مسعود فان کان غیرھما قال عن ابن مسعود فقولھما اصح

(التاریخ الکبیر، ۷، ۲۳)

بہرصورت اس کے راوی وکیع اور ابو نعیم دیگر سے قوی ہیں اور انہوں نے اسے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ کوئی دوسرا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیتا ہے تو ان دونوں کا قول ہی اصح ہے۔

۲۔ آپ نے اس روایت پر دوسرا اعتراض اٹھاتے ہوئے لکھا۔

"دوسری وجہ یہ ہے کہ امام بیہقی کی اس سند میں ابو احمد الزبیری عن سفیان...... الخ...... واقع ہیں۔ اور یہ اگرچہ اکثر حضرات محدثین کرام کے نزدیک ثقہ ہیں۔ مگر امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ کثیر الخطاء فی حدیث سفیان (سفیان سے جب یہ روایت کرتے ہیں تو اس میں کثرت سے خطا کر جاتے ہیں) اور یہ روایت بھی ان کی سفیان ہی سے ہے۔"

(ازالۃ الریب، ۳۱۷، ۳۱۸)

ہم نے جب اس کی صحیح صورتحال کے لیے امام بیہقی کی طرف رجوع کیا تو یہ سامنے آیا کہ انہوں نے یہ روایت دو مقامات پر تین اسناد سے ذکر کی ہے۔ دو اسناد میں ابواحمد زبیری موجود ہی نہیں۔ ہم ان مقامات اور اسناد کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقامِ اوّل

امام نے ''باب ماجاء فی اخباره ﷺ اسماء المنافقین و صدقه فی ذلک'' (حضور ﷺ کا منافقین کے ناموں سے آگاہ کرنا اور اس بارے میں آپ کا سچا ہونا) قائم کیا۔ اس کے تحت اسے دو اسناد سے نقل کیا وہ دونوں اسناد یہ ہیں۔

۱۔ اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ حدثنا محمد بن عبدالله الصفار حدثنا احمد بن محمد البرنی حدثنا ابونعیم حدثنا سفیان عن سلمة بن کهیل عن رجل عن ابیه قال اراه عیاض عن ابی مسعود رضی الله عنه۔

۲۔ اخبرنا ابو عبدالله الحافظ محمد بن عبدالله حدثنا احمد حدثنا ابو حذیفه حدثنا سفیان عن سلمة عن عیاض بن عیاض عن ابیه عن ابی مسعود رضی الله عنه

(دلائل النبوۃ، ۶، ۲۸۶)

آپ نے ملاحظہ کیا بیہقی کی دونوں روایات میں وہ راوی موجود ہی نہیں جس پر اعتراض ہے۔

مقامِ ثانی

غزوہ تبوک کے بعد کے واقعات بیان کرتے ہوئے باب قائم کیا۔ ''باب تلقی الناس رسول الله حین قدم من غزوة تبوک'' اس کے تحت روایت نقل کی تو اس میں یہ راوی ہیں۔ (دلائل النبوۃ، ۵، ۲۸۳)

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن اس کا پہلی روایت پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ کیا آپ پر لازم نہ تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے اچھی طرح اس روایت کی تحقیق کرتے؟ شاید آپ نے حافظ ابن کثیر کی البدایہ جز ۵ ص ۲۴ سے بیہقی کی روایت دیکھ کر اعتراض جڑ دیا اور بیہقی کی دلائل النبوۃ نہ دیکھی۔ حالانکہ اصل دیکھ لیتے تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے۔

۳۔ آپ نے اس روایت کے راویوں کے بارے میں لکھا ابو احمد زبیری کے بارے میں عجلی کہتے ہیں کہ ثقہ ہے۔ مگر شیعہ ہے۔ اور ابو حاتم فرماتے ہیں کہ حافظ حدیث تھے۔ مگر لہ اوھام (ان سے اوہام صادر ہوتے رہتے تھے (تہذیب التہذیب ج۹ ص ۲۵۵) اور دوسرے راوی اس سند کے سلمہ بن کھیل ہیں۔ یہ اگرچہ ثقہ اور ثبت تھے مگر عجلی، یعقوب بن شیبہ اور امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ان میں تشیع تھا۔

(تہذیب ج۴ ص ۱۵۷)

آپ کی یہ عبارت اور اعتراض پڑھ کر بندہ دنگ رہ گیا۔ کیونکہ ایسا اعتراض کوئی شیخ الحدیث عمداً نہیں کرسکتا۔ کیونکہ محدثین نے بار بار ہر جگہ تصریح کی ہے کہ اس دور میں شیعہ ہونا سبب طعن نہ تھا۔ ہاں رافضی ہونا سبب طعن تھا۔ یہی وجہ ہے امام بخاری جیسے لوگوں نے متعدد ایسے راویوں سے روایت لی جو شیعہ تھے مگر رافضی نہ تھے۔ ہم یہاں امام ذہبی (المتوفی، ۷۴۸) کا ایک اقتباس نقل کئے دیتے ہیں۔ انہوں نے ابان بن تغلب کے بارے میں لکھا اس سے امام مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت لی۔ یہ شیعہ تھے۔ ان پر حد لگی لیکن صادق تھے۔ ان کا صدق ہمارے لیے' جبکہ ان کی بدعت ان پر ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام احمد بن حنبل، ابن معین، ابو حاتم نے انہیں ثقہ کہا۔ ابن عدی نے کہا یہ غالی شیعہ تھے۔ اس پر اعتراض ہوا۔

فلقائل ان یقول: کیف ساغ توثیق مبتدع و حذ ثقة العدالةُ والاتقان؟ فکیف یکون عدلاً من هو صاحب بدعة؟ وجوابه ان البدعة علی ضربین. فبدعة صغریٰ کغلو التشیع او کالتشیع بلاغلو ولا تحرف، فهذا کثیر فی التابعین وتابعیهم مع الدین والورع والصدق فلورد حدیث هولاء لذهب جملة من الاثار النبویة وهذه مفسدة بینة ثم بدعة کبریٰ، کالرفض الکامل والغلوفیه والحط علی ابی بکر و عمر رضی الله عنهما، والدعاء الی ذلک، فهذا النوع لا یحتج بهم ولا کرامة و ایضا فما استحضر الآن فی هذا الضرب

یہ سوال ہوسکتا ہے کہ کسی بدعتی کی توثیق اور اسے ثقہ و عادل کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بدعت دو طرح کی ہے۔ بدعت صغریٰ غالی شیعہ ہونا یا بلاغلو و تحرف کے شیعہ ہونا۔ یہ چیز دین، ورع، تقویٰ اور صدق کے باوجود تابعین اور تبع تابعین میں کثرت کے ساتھ تھی۔ اگر ان کی حدیث رد کر دی جائے تو احادیث نبویہ کا ایک ذخیرہ مسترد ہو جائے گا۔ اور یہ بہت بڑا فتنہ اور فساد ہو گا۔ دوسری قسم بدعت کبریٰ مثلاً کامل رافضی اور رفض میں غالی ہونا سیدنا ابوبکر و عمر کے مرتبہ کو کم کرنا اور اس کی دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے جس سے استدلال اور احتجاج نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اسے عزت دی جاسکتی ہے۔ اور آج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رجلا صادقا ولا مامونا' بل الكذب شعار هم' والتقية والنفاق دثارهم' فكيف يقبل نقل من هذا حاله! حاشا و كلاقا لشيعي الغالي في زمان السلف وعرفهم هو من تكلم في عثمان و الزبير و طلحة و معاوية و طائفة ممن حارب علياً رضی الله عنه و تعرض لسبهم والغالي في زماننا و عرفنا هوالذي يكفر هولاء السادة و يتبرا من الشيخين ايضاً' فهذا ضال معثر (ولم يكن ابان بن تغلب يعرض للشيخين اصلا ، بل قد يعتقد علياً افضل منهما) (ميزان الاعتدال جلد ا ص ۵'۶ مطبوعة المكتبة الاثريه طبع اولىٰ)

کے دور میں بھی اس قسم کے لوگوں میں کوئی سچا اور امین نہیں بلکہ جھوٹ و تقیہ ان کا تکیہ اور نفاق ان کا اوڑھنا ہے حاشا وکلا ایسے لوگوں کی روایت کیسے لی جاسکتی ہے؟ سلف کے زمانہ اور عرف میں غالی شیعہ وہ تھا جو حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت معاویہ اور جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کی۔ ان کے بارے میں طعن کرتا اور ان کو برا بھلا کہتا لیکن ہمارے زمانہ عرف کے غالی ان کبار صحابہ کو کافر کہتے ہیں اور شیخین سے دور بھاگتے ہیں۔ تو ایسے لوگ واقعۃً ضال اور مفتری ہیں لیکن ابان بن تغلب شیخین کے بارے میں غلط رائے نہیں رکھتا تھا۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے افضل جانتا تھا۔

امام حاکم کے بارے میں وارد کردہ اس اعتراض کا جواب امام ذہبی نے یوں دیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قلت كلاليس هو رافضياً بل تشيع

(سیر اعلام النبلا، ۱۷، ۱۷۴)

میں کہتا ہوں یہ اعتراض ہرگز درست نہیں وہ رافضی نہیں بلکہ ان میں تشیع ہے۔

میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں۔

قلت الله يحب الانصاف ما الرجل رافضي بل هو تشيعي فقط (میزان، ۳:۶۰۸)

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ انصاف پسند فرماتا ہے۔ یہ آدمی رافضی نہیں بلکہ فقط شیعہ ہیں۔

یاد رہے ابو احمد زبیری سے امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے روایت لی ہے۔

۴۔ اس دوسرے اعتراض کی تائید میں آپ نے لکھا شیعہ کا نظریہ علم غیب میں نیز حضرات صحابہ کرام کے اوپر طعن کرتے اور نفاق وغیرہ کے الزام عائد کرنے میں کسی سے مخفی نہیں ہے اور ابن مردویہ کی روایت جو بطریق ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ:

کنانعرف المنافقين على عهد رسول الله ﷺ الا ببغضهم علی ابن ابی طالب

(در منثور، ۶:۶۶)

ہم آنحضرت ﷺ کے عہد میں صرف اس علامت سے منافقوں کو پہچانتے تھے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے۔

سوچنے کی بات ہے کہ کیا منافقین کا بغض صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ تھا۔ ان کے ساتھ بغض رکھنے کو کیوں علامات نفاق سے شمار نہیں کیا گیا؟ (ازالۃ الریب ۳۱۸)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراض یہ ہے کہ منافقین والی روایت گھڑی گئی ہے۔ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس میں بغض علی کو نفاق کی علامت مانا گیا ہے۔ عرض یہ ہے کہ یہ بات کسی شیعہ نے نہیں گھڑی بلکہ رسول اللہ ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بغض علیؓ علامت نفاق ہے۔ اس پر احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ مثلاً امام مسلم نے کتاب الایمان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

ان لا یحبنی الا مومن و لایبغضی الا منافق	کہ مجھ (علی) سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق بغض رکھے گا۔

(مسلم حدیث، ۱۳۱)

شیخ ناصر الدین البانی کی سلسلہ احادیث صحیحہ جلد۴ ص ۲۹۸ بھی دیکھ لیں تاکہ تسلی ہو جائے۔ صحابہ نے اسی بات کو پھیلایا اور اپنایا اور آج بھی امت کا یہی عقیدہ ہے، رہا یہ معاملہ کہ دیگر صحابہ کی عداوت نفاق کیوں نہیں؟ کیا یہ اعتراض رسول اللہ ﷺ پر نہیں کیا جا رہا؟ حالانکہ آپ ﷺ نے تا قیامت اس کے ذریعے اہل بیت کے دشمنوں کو آشکار فرمایا ہے۔ تو جو بات آپ ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو۔ اس پر مسلمان اعتراض کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔

۵۔ آپ نے تیسری وجہ اس روایت کو قبول نہ کرنے کی یہ لکھی۔ کہ اس روایت کی سند میں عیاض بن عیاض عن ابیہ عن ابن مسعود الخ ہے دیکھئے البدایہ والنھایہ جلد۵ ص ۲۷ و ابن کثیر جلد۴ ص ۱۸۰ وغیرہ اور کتب اسماء الرجال میں عیاض بن عیاض عن ابیہ الخ باپ اور بیٹے دونوں کا کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون تھے اور کیسے تھے؟ ثقہ تھے یا ضعیف تھے؟ جو شخص اس کی صحت کا مدعی ہے۔ وہ سابق اعتراض کے علاوہ ان دونوں کی توثیق بھی کتب الرجال سے پیش کرے۔ تعجیل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المنفقہ ص ۳۲۶ طبع حیدرآباد دکن میں عیاض بن عیاض کا تذکرہ ہے۔
مگر اس میں اس کا بھی ذکر ہے ولم یذکر سماعاً عن ابیہ ولا ابوہ عن ابی مسعود اور ذمہ داری سے ان کی توثیق اور سماعت کے بغیر اس کی صحت کا ادعا محض باطل ہوگا۔ (ازالۃ ۳۱۸)

آپ کا موقف تو یہ ہے کہ عیاض بن عیاض کا تذکرہ کتب اسماء الرجال میں نہیں ملتا حالانکہ تقریباً تمام کتب رجال میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ چند مشہور و معروف کتب کے حوالہ جات ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ التاریخ الکبیر للبخاری جلد ۷ ص ۲۳
۲۔ کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم جلد ۳ ص ۴۰۹
۳۔ کتاب الثقات لابن حبان جلد ۵ ص ۳۶۷
۴۔ تعجیل المنفقہ لابن حجر عسقلانی ص ۳۲۶

پھر آپ کا یہ فرمانا کہ معلوم نہیں کہ ثقہ تھے یا ضعیف؟ اس وقت اس نے نہایت ہی پریشان کن صورتحال پیدا کر دی جب ہم نے ساتھ ہی آپ کے بیان کردہ تعجیل المنفقہ کا حوالہ اصل ماخذ سے دیکھا۔ اس مقام پر واضح طور پر امام ابن حجر عسقلانی نے انہی کے بارے میں لکھا۔

فوثقہ ابن حبان — انہیں ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے

اگر یہ آپ نے دیکھا اور عمداً ترک کر دیا تو اسے کیا کہا جائے گا؟ اقرأ کتابک کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔

۶۔ بصورت صحت ان روایات سے صرف اتنا ہی ثابت ہوگا کہ چھتیس منافق تھے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا۔ کہ ان کے علاوہ اور کوئی منافق نہ تھا۔ مسجد میں خطبہ جمعہ کے موقع پر چھتیس آدمیوں کو نکال دینے سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ کیسے لازم آیا کہ مدینہ طیبہ میں منافق صرف یہ تھے۔ باقی اور کوئی نہ تھا۔ (ازالہ ۳۱۹)

نہ معلوم آپ ایسی باتیں کیوں لکھ رہے ہیں۔ آپ کے مخالفین میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ وہ چھتیس ہی تھے۔ وہ اس روایت سے اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو افراد منافقین کا علم تھا۔ اور وہ ثابت بھی ہو رہا ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ دیگر کو آپ ﷺ جانتے تھے یا نہیں؟ اگر آپ اس روایت کو مکمل سامنے لے آتے تو آپ کا اعتراض ازخود ختم ہو جاتا آیئے ہم آپ کے سامنے پوری روایت لاتے ہیں۔ شیخ ابن مردو یہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ہمیں ایسا خطبہ دیا پہلے میں نے اس کی مثل نہ سنا آپ ﷺ نے فرمایا۔

ایھاالناس ان فیکم منافقین ممن سمیت فلیقم قم یافلاں قم یافلاں حتی قام ستة وثلاثون رجلاً ثم قال ان منکم وان فیکم وان منکم فسلوا الله العافية	اے لوگو! بلاشبہ تم میں سے کچھ منافق ہیں۔ میں جس کا نام لوں وہ اٹھے فرمایا فلاں اٹھ فلاں اٹھ حتی کہ چھتیس آدمی اٹھا دیئے پھر فرمایا بلاشبہ تم میں سے اور بلاشبہ تم میں سے اور بلاشبہ تم میں سے اور لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔
(الدر المنثور، ۵، ۲۷۵)	

بعد میں آپ ﷺ نے جو تین مرتبہ فرمایا بلاشبہ تم میں سے اور فرمایا اللہ سے عافیت مانگو کا کیا معنی ہے؟ امام بیہقی کی وہ روایت جس میں مولانا صاحب

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا مطعون راوی نہیں۔ اس کے الفاظ تو ہمارے مدعا کو نہایت واضح کر دیتے ہیں۔ جب چھتیس منافق ذلیل کر کے نکال دیئے تو فرمایا:

ان فیکم او منکم منافقین فسلوا اللہ العافیۃ

(دلائل النبوۃ، ۶: ۲۸۶)

بلاشبہ تم میں یا فرمایا تم میں سے کچھ لوگ منافق ہیں تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

درمنثور کی روایت میں صرف یہ تھا کہ تم میں لیکن یہاں واضح ہے کہ تم میں منافق ہیں یعنی کچھ کو ہم نے نکال دیا ہے اور کچھ ابھی تم میں باقی ہیں۔ ان پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور اپنے ظاہر و باطن کو درست کرلو۔

الراقم

محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

فصیح روڈ اسلامیہ پارک، سمن آباد لاہور

موجودہ ایڈریس نوٹ فرمالیں

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ

سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

فون: 5300353-4

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب حاضر ہے

ـ از ـ

حافظ عبدالقدوس قارن

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترم جناب مفتی محمد خان قادری صاحب! السلام علیکم

ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور اکتوبر ۲۰۰۲ء کے شمارہ میں آپ کا شائع کردہ ایک خط پڑھا جس میں آپ نے حضرت والد صاحب دام مجدہم کی کتاب ازالۃ الریب کی چند عبارات پر اعتراضات کیے ہیں اور بزعم خود لکھا کہ ازالۃ الریب کے بعض حوالہ جات کا حقیقت سے کوئی تعلق ثابت نہ ہوسکا نیز لکھا کہ چند ماہ قبل مولانا سرفراز خان گکھڑوی سے براہ راست تحریری رابطہ کیا مگر جواب ندارد۔

محترم! آپ کی اور آپ کا شائع کردہ خط پڑھنے والوں کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ حضرت والد صاحب عرصہ تقریباً تین سال سے بستر علالت پر ہیں، کبھی طبیعت کچھ سنبھل جاتی ہے اور کبھی بہت خراب ہو جاتی ہے اس لیے وہ کچھ لکھنا تو درکنار کچھ پڑھنے سے بھی قاصر ہیں، گزشتہ کئی ماہ سے حضرت کی طبیعت اس قدر خراب رہی کہ کئی دفعہ لاہور ہسپتال داخل کرانا پڑا، حضرت کی بیماری کے باعث اس دوران کی ڈاک کی طرف کوئی خاص توجہ ہی نہیں دی جا سکی اور اس دوران کی ڈاک دیکھنے کے بعد ہی ظاہر ہوگا کہ خط کب آیا اور حضرت نے اس پر کچھ لکھا یا نہیں؟ اس لیے آپ کے جواب میں تاخیر ہوگئی اور مجھے تو خط کا علم صرف اور صرف رسالہ میں شائع ہونے کے بعد ہوا ہے، اگر مجھے یا میرے بھائیوں میں سے کسی کو بھی خط مل جاتا تو یقیناً آپ کو جواب کا انتظار نہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنا پڑتا اس لیے کہ خود غلط فہمی میں شکار لوگوں کے اعتراضات پر مشتمل خطوط آتے ہی رہتے ہیں اور ان کو جواب بھی دیئے جاتے ہیں' آپ کا خط بھی آپ کی ہی غلط فہمی کا شکار ہونے کا آئینہ دار ہے جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

پہلا اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے پہلا اعتراض یہ کیا ہے۔

ازالۃ الریب میں متشابہات کے بارے میں علم نبی ﷺ کے انکار پر آپ (مولانا صفدر صاحب) نے مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی سے کہا ہے کہ مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے جس میں تصریح موجود ہے ولم یظهر احدا من خلقه کہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی مطلع نہیں کیا۔ (ازالۃ الریب ص ۴۷۸) حالانکہ صاحب توضیح کی یہ اگلی تصریح آپ کو بھی دیکھ لینی چاہیے تھی لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسبق فی العلم وانہ یعلم المتشابہ والمجمل فمحال ان یخفی علیہ معانی النصوص۔ (التوضیح ص ۲۹۲ فصل فی الوحی)

جواب

محترم مفتی قادری صاحب! آپ کو مولانا صفدر صاحب پر پھبتی کسنے سے قبل بغور دیکھ لینا چاہیے تھا کہ یہ عبارت کس کتاب کی ہے' آپ نے جو عبارت پیش کی ہے وہ التوضیح کی نہیں بلکہ التنقیح کی ہے جو کہ التوضیح کا متن ہے۔ مولانا صفدر صاحب نے مفتی احمد یار خان صاحب کو توضیح دیکھنے کی توجہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلائی ہے اور آپ ان کے خلاف التنقیح کی عبارت پیش کر کے پھبتی کس رہے ہیں آخر اس کا کیا تک ہے؟ یہ صرف آپ کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ آپ التنقیح اور التوضیح متن اور شرح میں فرق ہی نہیں کر سکے۔ پھر مولانا صفدر صاحب نے تو مفتی احمد یار خان صاحب کو ان کے دعویٰ کے رد کے لیے توجہ دلائی تھی جو انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ حنفی مذہب کا متفقہ نظریہ ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کو جانتے ہیں' اس دعویٰ پر گرفت کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے جس میں تصریح موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی متشابہات پر مطلع نہیں کیا۔ کیا آپ نے جو عبارت پیش کی ہے اس سے مفتی احمد یار خان صاحب کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حنفی مذہب کا متفقہ نظریہ ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وکالت کا کیا فائدہ؟ پھر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ''التنقیح اور التوضیح متن، اور شرح کا مصنف ایک ہی ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی آدمی کی عبارات کا بظاہر تعارض ہو تو اس کی بعد والی بات کا اعتبار ہوتا ہے' التنقیح متن ہے اور التوضیح شرح ہے اور متن یقیناً پہلے اور شرح بعد میں ہوتی ہے تو اعتبار التوضیح کی عبارت کا ہوگا جس میں صراحت ہے **ولم یظهر احدا من خلقه علیه** کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی متشابہات پر مطلع نہیں کیا اور التنقیح کی عبارت کا مفہوم کتاب کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھ کر یہی ثابت ہوتا ہے کہ متشابہ اور مجمل کا اسی قدر علم مراد ہے جس سے نص کے معانی ظاہر ہوں' اسی لیے آگے عبارت ہے **فاذا وضح له لزمه العمل** پس جب آپ کے سامنے اس (متشابہ اور مجمل) کی وضاحت ہوگی تو اس پر عمل ضروری ہوگا۔ مصنف نے اذا شرطیہ کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے جس سے مراد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ ہے کہ جب وضاحت آپ کے سامنے ہوگی تو عمل ضروری ہوگا اور جب ظاہر نہ ہوگی تو عمل بھی نہیں ہوگا' اگر معنف کے ہاں مجمل اور متشابہ کا بالکلیہ علم مراد ہوتا تو وہ یوں کہتا کہ جب آپ تمام مجملات اور متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو تمام آپ کے سامنے واضح ہوں گے اس لیے سب متشابہات اور مجملات پر عمل ضروری ہے حالانکہ یہ نہ کسی دلیل سے ثابت ہے اور نہ ہی التنقیح اور التوضیح کی کوئی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے۔

دوسرا اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! ازالۃ الریب میں علامہ سیوطیؒ کے حوالہ سے یہ نقل کیا ہے ومتشابہ لایعلمہٗ الا اللہ تعالی ومن ادعی علمہ سوی اللہ تعالی فھو کاذب۔ اس پر اعتراض کرتے ہوئے آپ نے لکھا حالانکہ اگر اصل کتاب تفسیر طبری جس سے سیوطی نے نقل کیا ہے آپ ملاحظہ فرماتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ کلبی سے ہی روایت ہے جس کے بارے میں آپ نے ثابت کیا کہ یہ کافر ہے' یہ جھوٹا ہے الخ۔

محترم! اگر آپ تفسیر طبری میں صرف روایت کو ہی نہ دیکھتے بلکہ امام طبری کے انداز کو بھی ملاحظہ فرماتے اور اسی کی روشنی میں ازالۃ الریب میں اس روایت کو پیش کرنے کے انداز کو دیکھتے تو آپ کے سامنے حقیقت واضح ہو جاتی۔ امام ابن جریر طبری نے پہلے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا اور پھر اس کی تائید میں یہ کلبی والی روایت نقل کی وقد روی بنحو ماقلنا فی ذالک ایضا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر فی اسنادہ نظر (تفسیر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طبری ج ا ص ۳۴) (کہ ہم نے جو قول کیا ہے اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے بھی ایک ایسی خبر ہے جس کی سند میں نظر ہے) امام ابن جریر اس روایت کو احتجاج کے لیے نہیں بلکہ تائید کے لیے پیش کر رہے ہیں اور حضرت مولانا صفدر صاحب نے بھی پہلے وہ عبارات پیش کیں جن سے استدلال کیا ہے اور پھر فرمایا نیز اسی صفحہ میں اس سے قبل نقل کرتے ہیں تو یہ عبارت واضح کر رہی ہے کہ آگے کی عبارت تائید میں پیش کی جا رہی ہے اور تائید میں کلبی جیسے راوی کی کمزور روایت پیش کی جاسکتی ہے، کلبی پر اگرچہ سخت سے سخت الفاظ جرح نقل کیے گئے ہیں مگر اس کے بارہ میں نظریہ یہی ہے کہ اس کی روایت ضعیف کمزور ہوتی ہے اس کو احتجاج اور استدلال کے طور پر تو نہیں لیا جاسکتا البتہ تائید میں پیش کیا جاسکتا ہے جیسا کہ خود مولانا صفدر صاحب نے ملا کاتب چلپی کی کشف الظنون ج ا ص ۳۷۵ کے حوالہ سے لکھا کہ صحت کے اعتبار سے بخاری اور مسلم کے بعد ترمذی کا درجہ کیونکہ مصلوب اور کلبی کی روایات نقل کر کے امام ترمذی نے ان کی تضعیف کی ہے تاکہ کوئی ان کی روایات سے مغالطہ نہ کھائے یا ان کو محض متابعات اور شواہد میں لائے ہیں ان کی روایت سے استدلال نہیں کیا (خزائن السنن ج ا ص ۶) اور ازالۃ الریب میں کلبی سے مروی روایت سے متعلق لکھا ہے مگر یہ سند کمزور اور ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ اس سے احتجاج کیا جاسکے (ازالۃ الریب ص ۳۱۳) ازالۃ الریب میں جہاں کلبی پر سخت جرح نقل کی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی روایت سے قرآن کریم کے مفہوم کے برخلاف استدلال کیا گیا ہے اس لیے فرمایا یہ ہیں وہ شیر جن کی روایات سے دیگر اہل بدعت حضرات عموماً اور مفتی احمد یار خان صاحب خصوصاً قرآن کریم کی نص قطعی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو کاٹنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے غلط اور باطل عقیدے پر زد نہ پڑے (ازالۃ الریب ص ۳۱۶) کلبی جیسے راوی کی روایت سے استدلال درست نہیں مگر تائید میں اس کو پیش کیا جاسکتا ہے اور امام ابن جریر نے بھی اس کو تائید کے لیے پیش کیا ہے اور مولانا صفدر صاحب نے بھی تائید ہی کے لیے پیش کیا ہے اور ایسی روایت کا احتجاج میں پیش کرنا غلط اور تائید میں پیش کرنا صحیح ہونے کے بارہ میں تو فن حدیث سے معمولی دسترس رکھنے والا بھی جانتا ہے نہ جانے آپ جیسے مفتی صاحب کی نظر سے یہ نمایاں اور واضح بات کیوں اوجھل رہ گئی؟

تیسرا اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے تیسرا اعتراض یہ کیا کہ مولانا صفدر صاحب نے امام سیوطی سے نقل کیا ہے کہ متشابہات کی تفسیر میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں بلکہ ان کو جاننے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو قرآن کریم کی نص سے یا حدیث سے یا اجماع امت ہو۔ پھر آپ نے عبارت کا من گھڑت نتیجہ نکالا اور لکھا کہ وہ تو واضح کر رہے ہیں کہ حدیث کے ذریعہ سے اس کا علم ہو سکتا ہے اور یہ تبھی ہوگا جب حضور علیہ السلام اس سے آگاہ ہوں گے حالانکہ امام سیوطی تو فرما رہے ہیں کہ متشابہات کی تفسیر اجتہاد سے نہیں کی جاسکتی بلکہ ان کو جاننے کے لیے ان تین صورتوں میں سے کسی ایک کی ضرورت ہے اور جب ان میں سے کوئی صورت بھی نہیں پائی جا رہی تو ان کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا' آپ نے نہ جانے کہاں سے یہ نتیجہ نکال لیا جو آپ نے بیان کیا ہے' پھر آگے آپ نے امام زرکشی کی عبارت جو نقل کی اگر آپ نے اس کا ترجمہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جان بوجھ کر غلط نہیں کیا تو گزارش ہے کہ ترجمہ کرنے میں آپ کو غلطی لگی ہے اس لیے کہ عبارت ہے **فاذا لم یرو فیه توقیف من هذه الجهات علمنا انه مما استاثر الله تعالی بعلمه۔** اس کا ترجمہ یوں ہے کہ پس جب ان صورتوں میں سے کسی سے واقفیت حاصل کرنے کی کوئی روایت مروی نہیں تو ہم نے جان لیا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کے جاننے میں اللہ تعالیٰ یگانہ ہے اور ازالۃ الریب میں بین القوسین بھی اسی مفہوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ایسی کوئی دلیل موجود نہیں ہے **(ازالۃ الریب ص ۴۷۷)** مگر آپ نے اس عبارت کا ترجمہ یوں کیا ہے ان متشابہات کا علم ان تین میں سے ایک ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے قرآنی نص یا حضور ﷺ کی طرف سے بیان یا اجماع امت سے اس کی تاویل ہو' اگر ان میں سے کوئی راہنمائی نہ ملے تو ہم جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ امام زرکشی فرماتے ہیں کہ ان تینوں صورتوں سے واقفیت کی کوئی روایت ہی نہیں اس لیے ہم نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے جاننے میں یگانہ ہے اور آپ فرمارہے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی راہنمائی نہ ملے تو ہم جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' معمولی عربی جاننے والا بھی اس ترجمہ کو غلط قرار دے گا۔ پھر آپ نے امام زرکشی کی عربی عبارت جس میں یہ الفاظ بھی ہیں **فاذا لم یروفیه توقیف من هذه الجهات** پیش کرکے ''چہ دلیر است وزدے کہ چراغ بکف آرد'' کا نمونہ پیش کیا ہے اور آپ نے ایسا ترجمہ کرکے اعتراض کی توپ چلانے میں اپنے مسلکی روایتی انداز کو بجا طور پر برقرار رکھا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے چوتھا اعتراض کرتے ہوئے یوں کلام فرمایا ہے اور مولانا صفدر صاحب کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے اپنی تائید میں اس مسئلہ پر امام سیوطی سے علوم قرآن کی تقسیم نقل کرتے ہوئے صرف اول قسم نقل کی جس میں بتایا گیا ہے کہ کنہ ذات باری اور وہ غیوب جو اس کا خاصہ ہیں کا علم کسی کو نہیں ہوسکتا۔ (ازالۃ الریب ص ۴۷۷) حالانکہ حضور علیہ السلام کے لیے تمہارے مخالفین یہ دعویٰ کرتے ہی نہیں بلکہ وہ بھی مانتے ہیں کہ یہ باری تعالیٰ کا خاصہ ہے البتہ وہ حروف مقطعات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا معنی حضور ﷺ جانتے ہیں الخ۔

محترم! مولانا صفدر صاحب اپنے مخالفین کو خوب جانتے ہیں اور اپنے مخالفین کا تعین کرکے ہی ان کے خلاف قلم اٹھایا ہے' ان کے مخالفین وہ ہیں جن کا نظریہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا خاص علم غیب پیغمبر پر ظاہر ہوتا ہے۔ (جاء الحق ص ۵۳) اور جن لوگوں نے اپنا نظریہ یوں بیان کیا ہے کہ اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدائے قدوس کا خاص علم غیب حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا' اب کیا شئے ہے جو علم مصطفیٰ علیہ السلام سے باقی رہ گئی ہے (جاء الحق ص ۶۰' مقیاس حنفیت ص ۳۶۰) جب مولانا صفدر صاحب کے مخالفین اس نظریہ کے حامل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص علم بھی حضور علیہ السلام کو دیا گیا ہے تو آپ نے کیسے کہہ دیا کہ آپ کے مخالفین حضور علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کے خاص علم کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ وہ حروف مقطعات کے بارے میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ان کا معنی جانتے ہیں۔ آپ جیسے مفتی صاحب کی نظر سے مولانا صفدر صاحب کے مخالفین کا اوجھل رہ جانا اور پھر اس حالت میں اعتراض کرنا انتہائی تعجب کا باعث ہے۔

پانچواں اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے پانچواں اعتراض یہ کیا کہ مولانا صفدر صاحب نے تبیانا لکل شئی اور مافرطنا فی الکتاب پر گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں امور دینیہ مراد ہیں حالانکہ کل شئی فصلناہ تفصیلا کی تفسیر کے تحت بشمول امام رازی کی یہ تصریح ہے کہ قرآن میں دین و دنیا کے تمام امور کا بیان ہے الخ۔

محترم! یہاں بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے' مولانا صفدر نے باحوالہ تفاسیر سے نقل کیا ہے کہ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ یہاں امور دینیہ مراد ہیں باقی رہا یہ کہ کل شئی فصلناہ تفصیلاً میں مفسرین کرام نے امور دنیا کا ذکر بھی کیا ہے تو اس سے مولانا صفدر صاحب کے نظریہ کی نہیں بلکہ آپ حضرات کے نظریہ کی تردید ہوتی ہے اس لیے کہ جس کل کے عموم سے آپ حضرات اپنا نظریہ ثابت کرتے ہیں اسی کل سے تخصیص مراد لے کر مفسرین کرام نے عموم کی نفی کی ہے کہ اس کل سے ہر ہر چیز مراد نہیں بلکہ ایسے دینی اور دنیاوی امور مراد ہیں جن کی طرف انسانوں کی احتیاجی ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے تحتاجون الیه فی امور الدین والدنیا (مظہری ج۵ ص۲۳) تفسیر روح المعانی میں ہے تفتقرون الیه فی معاشکم ومعادکم (روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۱) اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشاف میں ہے مما تفتقرون الیه فی دینکم ودنیا کم (کشاف ج ۲ ص ۶۵۲) اور اسی طرح دیگر تفاسیر میں ہے اور ان تمام تفاسیر میں کل کو عموم سے پھیر کر تخصیص مراد لی گئی ہے کہ جن دنیاوی اور دینی امور کی طرف تمہاری احتیاجی ہے اس کی تفصیل ہم نے بیان کر دی ہے' آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ کل شئی فصلناه تفصیلا کی تفسیر کے تحت بشمول امام رازی یہ تصریح ہے کہ قرآن میں دین و دنیا کے تمام امور کا بیان ہے۔ الخ

تو عرض ہے کہ ہمیں تو ان تفاسیر میں سے کسی ایک میں بھی ایسی کوئی عبارت نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ دین و دنیا کے تمام امور کا بیان قرآن کریم میں ہے' آپ نے جن تفاسیر کے حوالے دیئے ہیں اگر آپ ان تفاسیر سے باحوالہ دکھا دیں کہ قرآن کریم میں دین و دنیا کے تمام امور کا بیان ہے تو ہم نہ صرف آپ کے مشکور ہوں گے بلکہ اپنی وسعت کے مطابق آپ کو حق محنت بھی انشاء اللہ العزیز پیش کریں گے۔

چھٹا اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے چھٹا اعتراض یہ کیا ہے کہ مولانا صفدر صاحب نے ایک ہی روایت سے متعلق راویوں کے صحابہ کے مختلف نام لینے کو اضطراب کہا ہے کہ کوئی راوی روایت کا مرکزی راوی حضرت ابن مسعود کو کوئی ابو مسعود کو اور کوئی ابن مسعود انصاری کو قرار دیتا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ صحابی کے نام میں اختلاف ہونے کی وجہ سے روایت میں اضطراب ماننا اور اسے روایت کے رد و ضعف کا سبب قرار دینا کیا علم و دیانت کا خون نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترم قادری صاحب! یہاں بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اس لیے کہ محدثین کرام میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ سند میں صحابہ کے ناموں کے سوا دیگر راویوں کے نام میں اختلاف ہو تو اضطراب ہوتا ہے بلکہ صحابہ کے ناموں میں اختلاف کو بھی اضطراب ہی کہا گیا ہے۔

سردست ایک ہی حوالہ دیا جاتا ہے تاکہ آپ اپنے نظریہ پر غور کرسکیں، ایک روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے سورۃ ھود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے' اس روایت کے بارہ میں امام دارقطنی نے فرمایا کہ اس روایت میں کئی طرح سے اضطراب ہے' ان میں ایک اضطراب یہ بیان کیا کہ بعض نے اسے حضرت ابوبکر کی مسند' بعض اسے حضرت سعد کی اور بعض نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسند شمار کیا ہے اور علامہ سیوطی نے مضطرب کی اس مثال کو صحیح کہا ہے۔ (تدریب الراوی ص ۱۷۲ طبع مصر) یہاں امام دارقطنی نے صحابہ کے ناموں میں راویوں کے اختلاف کو بھی اضطراب کہا ہے اور علامہ سیوطی نے اضطراب کی اس مثال کو صحیح کہا ہے تو کیا ان حضرات نے بھی علم و دیانت کا خون کیا ہے؟

محترم قادری صاحب! یہ علم و دیانت کا خون نہیں بلکہ محدثین کرام کے قاعدہ کے مطابق بات ہے جس تک آپ کی نظر نہیں پہنچ سکی اور پھر آپ نے علامہ ابن حجر کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اس لیے کہ وہ عبارت اضطراب سے متعلق نہیں بلکہ اس بارہ میں ہے کہ اگر راوی کی شخصیت کا تعین ہو جائے مگر اس کے نام کے متعلق اختلاف ہو اور وہ راوی ثقہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو تو اس سے روایت کو کوئی فرق نہیں پڑتا‘ آپ نے جو حوالہ دیا ہے اس میں واضح عبارت ہے واختلاف الرواۃ فی اسم رجل لا یوثر ذالک ایک ہی آدمی کے نام سے متعلق راویوں کے اختلاف سے روایت پر کوئی اثر نہیں پڑتا جبکہ وہ آدمی ثقہ ہو۔ آپ کی نظر سے اضطراب کی تعریف اوجھل رہی ہے اس عبارت کو پیش کرنے سے پہلے آپ کو اضطراب کی تعریف اصول حدیث کی کتابوں سے دیکھ لینی چاہیے تھی۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اضطراب کی وجہ سے اس شخصیت کو فرق نہیں پڑتا جس کے متعلق اختلاف ہوا ہے بلکہ اختلاف کرنے والے راویوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ راوی ضبط نہیں کرسکا (دیکھئے حاشیہ نخبۃ الفکر ص ۶۴‘ تدریب الراوی ص ۱۶۹ طبع مصر) اس لیے آپ کا یہ کہنا کہ جب مرکز روایت صحابی ہو تو پھر اختلاف کیسے ہوگا؟ یہ اصول سے بالکل ناواقفیت کی دلیل ہے اور منصب افتاء کے شایان شان نہیں ہے۔ پھر آپ نے التاریخ الکبیر کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا ترجمہ کرنے میں بھی آپ کو غلطی لگی ہے عبارت میں ہے وقد قالا عن ابی مسعود جس کا ترجمہ ہے کہ ان دونوں حضرات نے عن ابی مسعود کہا ہے جبکہ آپ نے ترجمہ کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابومسعود سے بیان کیا ہے اور یہ ترجمہ بالکل غلط ہے اس لیے وکیع اور ابو نعیم کیسے حضرت ابومسعود سے بیان کرسکتے ہیں جبکہ حضرت ابومسعود کی وفات ۴۰ھ ہے (الاصابہ ج ۲ ص ۴۸۴) اور حضرت وکیع کی ولادت ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ ہے اور ابونعیم کی وفات ۲۳۰ھ ہے اس لیے آپ کو ترجمہ کرنے میں غلطی لگی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتواں اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے ساتواں اعتراض کیا ہے کہ منافقین کے ناموں سے متعلق جو روایت ازالۃ الریب میں بیان کی گئی ہے اس کی تین اسناد ہیں' دو سندوں میں ابو احمد الزبیری راوی نہیں ہے صرف ایک سند میں ہے اور مولانا صفدر صاحب نے اسی ایک سند کو لے کر اس کے راویوں پر جرح کی ہے۔

محترم قادری صاحب! گزارش یہ ہے کہ ان تینوں اسناد میں سے یہی ایک سند بظاہر باقی اسناد سے مضبوط ہے اس لیے اس کو مدنظر رکھا گیا ہے باقی دو اسناد جو آپ نے ذکر کی ہیں ان میں سے ایک سند میں باقی کسی علت کو چھوڑ کر عن رجل عن ابیہ ہے نہ راوی معلوم اور نہ ہی اس کا باپ معلوم تو ایسی سند کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟ اور دوسری سند میں عیاض بن عیاض ہے جس کے بارہ میں بحث ازالۃ الریب میں موجود ہے کہ اس کی توثیق وعدم توثیق کا پتہ نہیں لگ سکا نیز یہ کہ عیاض کی اپنے والد سے اور اس کے والد کی حضرت ابو مسعود سے سماعت محل نظر ہے...... پھر آپ نے ابو احمد الزبیری کے بارہ میں کہا کہ ان میں تشیع تھا مگر اس تشیع کی وجہ سے روایت کو رد نہیں کیا جاسکتا تو یہاں بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ایک ہے روایت کا رد ہونا اور ایک ہے ایسے راوی کی روایت کا درجہ میں کمزور اور ضعیف ہونا۔ بے شک ایسے راوی کی روایت رد تو نہیں ہوتی مگر اس کا درجہ ضرور کم ہو جاتا ہے اور اس کی روایت میں ضعف آ جاتا ہے اور ایسی جرح سے مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی روایت کا درجہ واضح کر دیا جائے' بے شک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس راوی کی روایات صحیحین میں ہیں مگر اس کے باوجود علامہ ابن حجر فرماتے ہیں قلت احتج به الجماعة وما اظن البخاری اخرج له شیئا من افراده عن سفیان واللہ اعلم۔ (مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۰) میرے خیال کے مطابق جب یہ راوی سفیان سے روایت کرنے میں متفرد ہو تو امام بخاری نے اس کی روایت نہیں درج کی' اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ صحیحین کے راویوں میں سے کس درجہ کا راوی ہے کہ امام بخاری تفرد کی صورت میں اس کی روایت لانا مناسب نہیں سمجھتے ہاں اگر دوسرا راوی بھی ایسی روایت کر رہا ہو تو پھر اس کی روایت درج کی ہے۔

آٹھواں اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے آٹھواں اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (مولانا صفدر صاحب کو) اعتراض یہ ہے کہ منافقین والی روایت گھڑی گئی ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس میں بغض علی کو نفاق کی علامت مانا گیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ بات کسی شیعہ نے نہیں گھڑی بلکہ رسول اللہ ﷺ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ بغض علی علامت نفاق ہے الخ۔

محترم قادری صاحب! یہاں بھی آپ کو دو مقام میں غلط فہمی ہوئی' مولانا صفدر صاحب نے اس روایت کو کمزور اور ضعیف کہہ کر اس سے استدلال کو ضرور رد کیا ہے مگر اس کو گھڑی ہوئی قرار نہیں دیا جیسا کہ آپ ان کی جانب یہ منسوب کر رہے ہیں' انہوں نے تو واضح طور پر لکھا ہے کہ الغرض اصول حدیث اور فن روایت کے تحت منافقوں کی تعداد اور ان کے صحیح علم کے متعلق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی روایت صحیح نہیں ہے اور اگر کوئی روایت صحیح ثابت ہو جائے تب بھی وہ خبر واحد ہی رہے گی اور قرآن کریم کا جواب وہ ہرگز نہیں ہوسکتی۔ (ازالۃ الریب ص ۳۱۸، ۳۱۹) اتنی واضح اور صریح عبارت نہ جانے کیوں آپ کی نظر سے اوجھل رہ گئی؟ اور آپ نے کیسے ان کی جانب روایت کے من گھڑت ہونے کی نسبت کر دی ہے؟

محترم! دوسری غلط فہمی آپ کو یہ ہوئی ہے کہ مولانا صفدر صاحب نے بغض علی کو علامت نفاق ہونے کی نفی نہیں کی بلکہ صرف بغض علی کے علامات نفاق ہونے کی نفی کی ہے اور دونوں باتوں میں نمایاں فرق ہے اور جو روایت انہوں نے پیش کر کے اس کا رد کیا اس میں حصر کے الفاظ ہیں کہ ہم صرف حضرت علی سے بغض کو علامت نفاق جانتے تھے تو اس پر مولانا صفدر صاحب نے گرفت کی ہے اور لکھا ہے کہ سوچنے کی بات ہے کہ کیا منافقوں کا بغض صرف حضرت علی سے تھا؟ (ازالۃ الریب ص ۳۱۸) آپ نے غلط فہمی سے بغض علی کو علامت نفاق ہونے اور صرف بغض علی کو علامت نفاق ہونے میں فرق نہ کر کے اعتراض کر دیا ہے اگر یہ فرق ملحوظ رکھتے تو پھر اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہتی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

نواں اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے نواں اعتراض یہ کیا ہے کہ مولانا صفدر صاحب نے کہا ہے کہ عیاض بن عیاض باپ بیٹا دونوں کا تذکرہ کتب اسماء الرجال میں نہیں ملتا حالانکہ تقریباً تمام کتب رجال میں ان کا تذکرہ موجود ہے، اس پر آپ نے چند حوالے دیئے ہیں (۱) التاریخ الکبیر للبخاری ج ۷ ص ۲۳۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترم! آپ تذکرہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھے، تذکرہ کا مطلب صرف ان کے نام کا آجانا نہیں بلکہ تذکرہ کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی ثقاہت یا عدم ثقاہت کو بیان کیا گیا ہو، اسی لیے مولانا صفدر صاحب نے فرمایا کہ ان کی ثقاہت و عدم ثقاہت ثابت نہیں ہوسکی، التاریخ الکبیر کا جو حوالہ آپ نے دیا اس میں ان کی ثقاہت یا عدم ثقاہت کا کہاں ذکر ہے؟ (۲) دوسرا حوالہ آپ نے کتاب الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۴۰۹ کا دیا ہے اس میں بھی ثقاہت و عدم ثقاہت کا کوئی ذکر نہیں۔ (۳) تیسرا حوالہ آپ نے کتاب الثقات لابن حبان کا دیا ہے اس میں بھی سوائے اس کے کوئی تذکرہ نہیں کہ ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۴) چوتھا حوالہ آپ نے تعجیل المنفعۃ کا دیا ہے، اس کے متعلق تو خود مولانا صفدر صاحب نے لکھا ہے کہ تعجیل المنفعۃ میں ہے کہ عیاض نے اپنے باپ سے اور اس کے باپ نے حضرت ابومسعود سے سماعت نہیں کی اور ذمہ داری سے ان کی توثیق اور سماعت کے بغیر اس کی صحت کا ادعاء محض باطل ہوگا۔ (ازالۃ الریب ص ۳۱۸) نیز تعجیل المنفعۃ میں صرف ابن حبان کا اس کو ثقات میں شامل کرنے کا ذکر ہے اور ابن حبان کے نزدیک تو ایسا مجہول الحال راوی جس پر نہ جرح ثابت ہو اور نہ ہی اس کی تعدیل ثابت ہو وہ ثقہ ہوتا ہے (الرفع والتکمیل ص ۳۳۸، تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۰۸) جبکہ محدثین کرام کے نزدیک روایت کے قبول کے لیے راوی کا عادل اور ضابط ہونا ضروری ہے۔

(تدریب الراوی ج ۱ ص ۱۰۵)

محترم! اگر آپ عیاض بن عیاض باپ بیٹے کی توثیق اور ان کی سماعت باحوالہ ثابت کر دیتے تو آپ کی بات کا وزن ہوتا مگر اس جانب آپ نے توجہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی نہیں کی اور نہ ہی باپ بیٹے کی ثقاہت اور سماعت کر سکے ہیں تو ایسی صورت میں آپ کی بات کا کیا وزن رہ جاتا ہے؟

دسواں اعتراض

محترم مفتی قادری صاحب! آپ نے دسواں اعتراض آخر میں یہ کیا ہے کہ مولانا صفدر صاحب نے لکھا ہے کہ مسجد سے چھتیس منافقین کو نکالا گیا تو کیا اور منافق مدینہ میں نہ تھے؟ اس پر آپ نے لکھا کہ آپ کے مخالفین میں سے کسی نے نہیں کہا کہ وہ چھتیس ہی تھے' وہ اس روایت سے اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو افراد منافقین کا علم تھا' پھر آگے آپ نے لکھا کہ امام بیہقی کی وہ روایت جس میں مولانا صاحب کا مطعون راوی نہیں اس کے الفاظ تو ہمارے مدعا کو نہایت واضح کر دیتے ہیں۔

محترم! اس کے بارہ میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ اس بحث کو ازالۃ الریب میں بنظر انصاف دیکھنے والا آپ کے اعتراض کے بوگس ہونے کو بخوبی جان سکتا ہے' ہم یہاں آپ سے صرف یہ تقاضا کرتے ہیں کہ آپ نے جو اس عبارت میں دعویٰ کیا ہے کہ بیہقی کی وہ روایت جس میں مولانا صاحب کا مطعون راوی نہیں' اس روایت کے الفاظ ہمارے مدعا کو نہایت واضح کر دیتے ہیں تو مولانا صفدر صاحب نے اس مسئلہ سے متعلق روایت کے راوی ابو احمد الزبیری اور عیاض بن عیاض پر طعن کیا ہے کہ ان کی وجہ سے روایت کمزور ہے لہٰذا آپ اپنے دعویٰ کے مطابق امام بیہقی کی ایسی روایت پیش فرما دیں جس میں مولانا صاحب کا مطعون راوی نہ ہو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترم مفتی قادری صاحب! آپ کے اشکالات و اعتراضات کے مختصر جوابات دے دیئے گئے ہیں' آپ کو بذریعہ رجسٹری بھی خط کا جواب بھیجا جا رہا ہے اور رسائل کو اشاعت کے لیے بھی دیا جا رہا' اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ نصیب فرمائے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا قارن کے جواب کا تجزیہ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ربنا لاتجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا ربنا انک
رؤف رحیم
اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل
باطلاً وارزقنا اجتنابه

محترم مولانا حافظ عبدالقدوس قارن صاحب

آپ نے ماہنامہ نصرۃ العلوم ماہ دسمبر ۲۰۰۳ء میں اپنے والد گرامی (اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے) کی کتاب ازالۃ الریب پر ہمارے وارد کردہ دس اعتراضات کا جواب تحریر کیا' جس پر ہم مشکور ہیں چونکہ ہم نے یہ خط اپنے ماہنامہ سوئے حجاز ماہ اکتوبر ۲۰۰۳ء میں شائع کیا لہٰذا ہم اپنا فریضہ سمجھتے ہوئے آپ کا جواب اور ساتھ ساتھ کچھ گزارشات بھی اس میں شائع کر رہے ہیں۔

ا۔ اعتراض و جواب

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلا اعتراض و جواب یہ ہے۔

ازالۃ الریب میں متشابہات کے بارہ میں علم نبی ﷺ کے انکار پر آپ (مولانا صفدر صاحب) نے مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی سے کہا ہے کہ مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے جس میں تصریح موجود ہے۔ ولم یظھر احدامن خلقه کہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی مطلع نہیں کیا۔ (ازالۃ الریب ص ۴۷۸) حالانکہ صاحب توضیح کی یہ اگلی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصریح آپ کو بھی دیکھ لینی چاہیے تھی۔ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسبق فی العلم وانه یعلم المتشابه والمجمل فمحال ان یخفی علیه معانی النصوص۔ (التوضیح ص ۴۹۲ فصل فی الوحی)

جواب

محترم مفتی قادری صاحب! آپ کو مولانا صفدر صاحب پر پھبتی کسنے سے قبل بغور دیکھ لینا چاہیے تھا کہ یہ عبارت کس کتاب کی ہے، آپ نے جو عبارت پیش کی ہے وہ التوضیح کی نہیں بلکہ التنقیح کی ہے جو کہ التوضیح کا متن ہے۔ مولانا صفدر صاحب نے مفتی احمد یار خان صاحب کو توضیح دیکھنے کی توجہ دلائی ہے اور آپ ان کے خلاف التنقیح کی عبارت پیش کر کے پھبتی کس رہے ہیں آخر اس کا کیا تک ہے؟ یہ صرف آپ کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ آپ التنقیح اور التوضیح متن اور شرح میں فرق ہی نہیں کر سکے۔ پھر مولانا صفدر صاحب نے تو مفتی احمد یار خان صاحب کو ان کے دعویٰ کے رد کے لیے توجہ دلائی تھی جو انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ حنفی مذہب کا متفقہ نظریہ ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کو جانتے ہیں، اس دعویٰ پر گرفت کرتے ہوئے کہا گیا تھا کہ مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے جس میں تصریح موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی متشابہات پر مطلع نہیں کیا۔ کیا آپ نے جو عبارت پیش کی ہے اس سے مفتی احمد یار خان صاحب کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حنفی مذہب کا متفقہ نظریہ ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وکالت کا کیا فائدہ؟ پھر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ "التنقیح اور التوضیح متن اور شرح کا مصنف ایک ہی ہے اور قاعدہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ اگر کسی آدمی کی عبارات کا بظاہر تعارض ہو تو اس کی بعد والی بات کا اعتبار ہوتا ہے' التنقیح متن ہے اور التوضیح شرح ہے اور متن یقیناً پہلے اور شرح بعد میں ہوتی ہے تو اعتبار التوضیح کی عبارت کا ہوگا جس میں صراحت ہے و لم یظهر احدا من خلقه علیه کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی متشابہات پر مطلع نہیں کیا اور التنقیح کی عبارت کا مفہوم کتاب کے سیاق و سباق کو ملحوظ رکھ کر یہی ثابت ہوتا ہے کہ متشابہ اور مجمل کا اسی قدر علم مراد ہے جس سے نص کے معانی ظاہر ہوں' اسی لیے آگے عبارت ہے فاذا وضح له لزمه العمل پس جب آپ کے سامنے اس (متشابہ اور مجمل) کی وضاحت ہوگی تو اس پر عمل ضروری ہوگا۔ مصنف نے اذا شرطیہ کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ جب وضاحت آپ کے سامنے ہوگی تو عمل ضروری ہوگا اور جب ظاہر نہ ہوگی تو عمل بھی نہیں ہوگا' اگر مصنف کے ہاں مجمل اور متشابہ کا بالکلیہ علم مراد ہوتا تو وہ یوں کہتا کہ جب آپ تمام مجملات اور متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو تمام آپ کے سامنے واضح ہوں گے اس لیے سب متشابہات اور مجملات پر عمل ضروری ہے حالانکہ یہ نہ کسی دلیل سے ثابت ہے اور نہ ہی التنقیح اور التوضیح کی کوئی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے۔

محترم آپ نے جواب میں درج ذیل باتیں تحریر کیں ہیں۔

۱۔ تمہاری پیش کردہ عبارت التوضیح کی نہیں بلکہ التنقیح کی ہے لہٰذا اسے التوضیح کی عبارت قرار دینا زیادتی ہے۔

۲۔ تمہیں ان دونوں کے متن و شرح ہونے کا فرق معلوم نہیں ہو سکا۔

۳۔ ان دونوں کتب کا مصنف ایک ہے۔ التنقیح متن اور التوضیح شرح

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے چونکہ بعد کی ہے لہٰذا اس کا اعتبار ہوگا نہ کہ متن کا اور تمہاری پیش کردہ عبارت متن کی ہے۔

۴۔ پھر وہاں اذا کا لفظ ہے جو شرطیہ ہونے کے ناطے واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ تمام متشابہات کا علم نہیں رکھتے ہاں اگر ان میں سے آپ ﷺ کو علم ہوگیا تو پھر عمل لازم ہوگا ورنہ نہیں۔

۵۔ سب متشابہات اور مجملات کا آپ ﷺ کو علم حاصل ہے یہ نہ کسی دلیل سے ثابت ہے اور نہ ہی التنقیح اور التوضیح کی کوئی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے۔

جواب کا تجزیہ

ہم ان پانچ چیزوں کا نمبر وار تجزیہ کرتے ہیں ان میں سے پہلے پانچویں کو لیتے ہیں کیونکہ پہلا بنیادی اختلاف سامنے یہ آرہا ہے کہ کیا علماء احناف کے نزدیک حضور ﷺ کو متشابہات کا علم ہے یا نہیں؟

اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو باقی معاملات کی ثانوی حیثیت رہ جاتی ہے ہم یہاں آپ کے والد گرامی کی عبارت نقل کر کے علماء احناف کا موقف ذکر کر دیتے ہیں، مولانا لکھتے ہیں:

''مفتی احمد یار خاں صاحب کی جہالت ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں (وما یعلم تاویله الا الله) جواب، اس آیت میں کہاں فرمایا گیا کہ ہم نے متشابہات کا علم کس کو دیا بھی نہیں الی ان قال اس لیے حنفی مذہب کا متفقہ عقیدہ ہے حضور علیہ السلام متشابہات کو جانتے ہیں بلفظہ (جاء الحق ص ۱۱۴)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حنفیوں کا یہ عقیدہ اور وہ بھی اتفاقی؟لاحول ولاقوۃ الا باللہ اس میں خاصا اختلاف ہے مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے جس میں یہ تصریح موجود ہے۔ ولم یظهر احد امن خلقه علیه (ص۱۵) کہ اللہ تعالیٰ نے متشابہات پر اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی مطلع نہیں کیا اور حسامی ص ۱۰ پر ہے وھو مالا طریق لدر که اصلا' متشابہ وہ ہے کہ اس کے حاصل ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو۔ (الزالۃ الریب' ۴۷۸)

اور آپ کا کہنا بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ کا تمام متشابہات اور مجملات کا جاننا "نہ کسی دلیل سے ثابت اور نہ ہی التنقیح اور التوضیح کی کوئی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے۔" (نصرۃ العلوم ص ۳۴)

باپ اور بیٹے کی گفتگو سے یہ بات سامنے آرہی ہے اس پر کوئی دلیل نہیں کہ حضور ﷺ تمام متشابہات و مجملات کا علم رکھتے ہیں اور اگر کوئی ایسی بات کہتا ہے تو اس پر اشکار رہنا چاہیے کہ اس میں خاصا (بہت زیادہ) اختلاف ہے۔

علم نبوی اور متشابہات

اس سلسلہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ اہل علم خصوصاً علماء احناف نے کتاب وسنت کی روشنی میں ہر جگہ بہت ہی واضح الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں اور اگر کسی نے اس کے خلاف بات کی تو اسے قابلِ اعتنا سمجھنا تو درکنار بلکہ اس کی خوب تردید کی اس پر درج ذیل دلائل شاہد ہیں۔

قرآنی دلائل

متشابہات کا علم حضور ﷺ کو حاصل ہے مفسرین کرام نے اس پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآنی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الرحمن علم القرآن — رحمٰن نے قرآن سکھایا

تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صرف الفاظ قرآنی سے ہی نہیں بلکہ اس کے تمام معانی سے بھی آگاہ فرمایا پھر اس پر یہ اشکال وارد ہوا کہ متشابہات کے بارے میں تو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما یعلم تاویلہ الا اللہ — اللہ کے سوا ان کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔

بظاہر ان دونوں آیات میں تعارض ہے امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں یہاں یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے۔

کیف یفهم قوله تعالی علم القرآن' مع قوله تعالی وما یعلم تاویله الا الله — اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی اس نے قرآن سکھایا' کا مفہوم کیا ہوگا جبکہ اس کا ارشاد گرامی ہے اور اس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ دوسری آیت کے بارے میں مفسرین کی دو آراء ہیں۔

۱۔ بعض الا اللہ پر وقف نہیں کرتے بلکہ والرسخون کا اس پر عطف مانتے ہیں تو اب ان کے ہاں تمام قرآن کے معانی رسوخ فی العلم والے بھی جانتے ہیں لہٰذا اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔

۲۔ بعض لفظ اللہ پر وقف کرتے ہیں ان پر اعتراض ہوگا کہ جب بعض

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیات کی تاویل بندہ نہیں جان سکتا تو پھر تمام قرآن سکھانے کا کیا معنی؟

اس کے دو جواب دیتے ہیں۔

ا۔ بندے اگرچہ بالیقین اس کا معنی نہیں جانتے لیکن بقدر طاقت و امکان جانتے ہیں۔

۲۔ اللہ کے سوا نہ جاننے کا مفہوم یہ ہے۔

اما غیرہ فلا یعلم من تلقاء نفسہ مالم یعلم فیکون اشارۃ الی ان کتاب اللہ تعالی لیس کغیرہ من الکتب التی یستخرج مافیھا بقوۃ الذکاء والعلوم (مفاتیح الغیب پ۷،۲۴۷)

کہ اس کے علاوہ از خود کوئی نہیں جانتا جب تک وہ نہ بتائے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ کتاب اللہ دیگر کتب کی طرح نہیں جن سے محض قوت ذکاوت و علوم کے ذریعے مسائل کا استنباط کرلیا جائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے بندے بھی ان کا علم رکھتے ہیں لہٰذا تعارض ختم، تو حضور ﷺ بطریق اولیٰ ان سے آگاہ ہوں گے۔

۲۔ وعدہ کی خلاف ورزی

سورۃ القیامۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرآنہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا

اے حبیب آپ اسے جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور اسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیانه	پڑھانا جب ہم اسے پڑھیں تو اس
(القیامة ١٦ تا ١٩)	پڑھنے کی اتباع کریں پھر ہمارا ہی ذمہ
	ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے جو وعدے فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم آپ کو قرآن کی تمام تفصیل سے بھی آگاہ کریں گے' مفسرین فرماتے ہیں اگر ہم یہ مانیں کہ آپ ﷺ کو کچھ آیات قرآنی (متشابہات) کے معانی سے آگاہی نہیں عطا کی گئی تو یہ وعدہ کی خلاف ورزی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کے خلاف کرنا محال ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی، ۱۲۲۵) لکھتے ہیں اگر مان لیا جائے رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے۔

ولم یکن القرآن باسره بیاناً	تو تمام قرآن بیان و ہدایت نہیں
وهدی ویلزم ایضاً الخلف فی	رہے گا اور اس وعدہ الٰہی ثم ان
الوعد بقوله تعالیٰ ثم ان علینا	علینا بیانه کی بھی خلاف ورزی
بیانه فانه یقتضی ان بیان القرآن	لازم آئے گی حالانکہ اس کا تقاضا یہ
محکمه و متشابه من الله تعالی	ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
للنبی صلی الله علیه وسلم	قرآن کے محکمات اور متشابہات کا
واجب ضروری	حضور ﷺ پر واضح کرنا ضروری اور
(المظہری، ۱۴۰۱)	لازم ہے۔

وما یعلم تاویله الا الله کی تفسیر میں اس مسئلہ پر تفصیلاً گفتگو کرتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے لکھا اس آیت مبارکہ میں اس پر دلالت نہیں ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کے معانی سے آگاہ نہیں۔

کیف و قال اللہ تعالی ثم علینا بیانہ فانہ یقتضی ان بیان القرآن محکمہ و متشابھہ من اللہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واجب ضروری لایجوز ان یکون شئی منھا غیر مبین لہ علیہ السلام والایخلو الخطاب عن الفائدۃ ویلزم الخلف فی الوعد

اور یہ کیسے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے ثم علینا بیانہ جس کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے محکم و متشابہ کا بیان حضور ﷺ کے لیے لازم ہے اور یہ جائز نہیں کوئی شے قرآن کی آپ ﷺ پر واضح نہ ہو ورنہ خطاب فائدہ سے خالی اور وعدہ کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔

(المظھری، ۲: ۱۱)

یہی الفاظ ''ثم علینا بیانہ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ (ایضاً، ۱۰: ۱۳۸)

امت کے دو مؤقف

کیا متشابہات کا علم، اہل علم کو حاصل ہوسکتا ہے؟ اس میں علماء امت کے دو اقوال ہیں۔

۱۔ امت کی اکثریت خصوصاً علماء احناف کا مسلک یہ ہے کہ ان کا علم امت کے اہل علم کو دنیا میں حاصل نہیں ہوسکتا البتہ آخرت میں آگاہی ہو جائے گی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ دیگر اہل علم مثلاً شوافع کی رائے یہ ہے کہ ان کا علم تمام اہل علم کو اگرچہ حاصل نہیں ہوتا مگر رسوخ فی العلم والوں کو حاصل ہو جائے گا۔

اختلاف کی بنیاد

اس علمی اختلاف کی بنیاد بھی اہل علم پر واضح ہے سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۷ کے مقدس الفاظ۔

وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم

میں وقف کہاں ہے؟ اول موقف والے کہتے ہیں۔

اسم جلالت پر وقف ہے معنی ہوگا انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جبکہ دوسروں کا موقف ہے کہ واؤ عاطفہ ہے **الراسخون فی العلم** کا اس پر عطف ہونے کی وجہ سے مفہوم یہ ہے۔ ان کی تاویل اللہ تعالیٰ اور رسوخ فی العلم والے ہی جانتے ہیں، بعض نے اسے جمہور کا موقف بھی قرار دیا ہے۔ امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) لکھتے ہیں۔

والوقف علی قولہ والراسخون قال القاضی ابو المعالی انہ قول الجمھور وھو مذھب ابن مسعود وابی بن کعب و ابن عباس ومانقلہ بعض الناس عنھم بخلاف ذلک فغلط

(البرہان فی علوم القرآن ۲:۱۶۷)

وقف والراسخون پر ہے قاضی ابوالمعالی کے بقول یہی جمہور کا موقف ہے اور یہی حضرت ابن مسعود، ابی بن کعب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے بعض نے ان سے اس کے مخالف جو نقل کیا ہے وہ غلط ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعض نے اسے ہی صحیح وصواب لکھا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد قرطبی نے یہ رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے:

الوقف على هذا يكون عند قوله والراسخون فی العلم قال شيخنا ابو العباس احمد بن عمرو هو الصحيح فان تسميتهم راسخين يقتضي انهم يعلمون اكثر	وقف (والراسخون فی العلم) پر ہوگا ہمارے شیخ ابوالعباس احمد بن عمرو نے فرمایا صحیح یہی ہے کیونکہ ان کو راسخ قرار دینے کا معنی یہی ہے کہ وہ دوسروں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۴:۱۲)

تو بعض اہل علم کی تحقیق کے مطابق جمہور بلکہ امت کا صحیح یہی موقف ہے کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر اہل علم کو بھی حاصل ہے، جب صورت حال یہ ہو تو کیا کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ سے ان کے علم کا انکار کرسکتا ہے؟

ان کی اہم دلیل

یہاں انہوں نے اپنے موقف پر دیگر دلائل دیئے ہیں مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے میں ان راسخین میں شامل ہوں جو متشابہات کی تاویل سے آگاہ ہیں وہاں انہوں نے ایک اہم دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ کوئی آدمی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے آگاہ نہیں یعنی اگر اسم جلالت پر وقف مان لیا جائے تو پھر لازم آئے گا انہیں رسول اللہ ﷺ بھی نہیں جانتے اور ایسا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا لہٰذا وہاں وقف نہ کیا جائے، تو جب ان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلمات حصریہ کے باوجود رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں تو پھر دیگر ربانیین مثلاً صحابہ کا جاننا بھی جائز ہوگا۔

امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) نے اسی دلیل کو ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

لایسوغ لا حد ان یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعلم المتشابہ فاذا جاز ان یعرفہ الرسول مع قولہ (وما یعلم تاویلہ الا اللہ) جاز ان یعرفہ الربانیون من صحابتہ و المفسرون من امتہ الاتری ان ابن عباس کان یقول انا من الراسخین فی العلم...... ونحن لم نرالمفسرین الی ھذہ الغایۃ توقفوا عن شئی من القرآن فقالوا ھو متشابہ لا یعلمہ الا اللہ بل امروہ علی التفسیر حتی فسروا الحروف المقطعۃ (البرھان، ۲: ۸۴)	کسی کا یہ کہنا جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے جب "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف کے باوجود رسول اللہ ﷺ انہیں جانتے ہیں تو پھر امت کے ربانیوں صحابہ اور مفسرین کا انہیں جاننا بھی جائز ہوگا کیا حضرت ابن عباس کا فرمان سامنے نہیں کہ میں راسخین میں شامل ہوں اور ہم کسی مفسر کو نہیں جانتے کہ اس نے تفسیر کرنے میں یہ کہہ کر توقف کیا ہو کہ یہ متشابہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے بلکہ انہوں نے تمام تفسیر کی حتی کہ حروف مقطعات کی بھی۔

امام علاء الدین عبدالعزیز بخاری (۷۳۰) انہی سے نقل کرتے ہیں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر ہم کہیں قرآن کا کچھ حصہ بندوں کی سمجھ سے باہر ہے تو یہ اعتراض اٹھے گا اس خطاب کا کیا فائدہ جو سمجھ ہی نہ آئے۔

وهل يجوز ان يقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يعرف المتشابه واذا جاز ان يعرفه مع قوله وما يعلم تاويله الا الله جاز ان يعرفه الربانيون من الصحابة رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين

تو کیا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے تو جب "وما یعلم تاویله الا الله" پر وقف کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کا انہیں جاننا جائز ہے تو ربانیین صحابہ رضی اللہ عنہم کا جاننا بھی جائز ہوگا۔

(کشف الاسرار، ۱: ۱۵۰)

علماء احناف کا موقف

امت کی اکثریت خصوصاً علماء احناف کا موقف یہ ہے کہ وقف اسم جلالت پر ہے۔

۱۔ امام فخرالدین رازی ۶۰۶ھ نے شافعی ہونے کے باوجود اس کے بارے میں کہا۔

وهو المختار عندنا

ہمارے نزدیک یہی مختار ہے۔

(مفاتیح الغیب پ۳: ۱۴۵)

۲۔ امام ابوعبداللہ محمد قرطبی اس اختلاف کے بارے میں کہتے ہیں:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فالذی علیه الاکثر انه مقطوع مما قبله وان الکلام تم عند قوله الا الله هذا قول ابن عمرو ابن عباس و عائشة و عروة بن الزبیر و عمر بن عبدالعزیز وغیرهم (الجامع لاحکام القرآن، ۱۹:۴)	اکثریت کی رائے یہی ہے کہ والراسخون فی العلم کا تعلق ماقبل سے نہیں جملہ الا اللہ پر مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت ابن عمر، ابن عباس، عائشہ، عروہ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز اور دیگر اہل علم کا موقف ہے۔

۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں۔

ذهب الاکثرون الی ان الواو للاستیناف وتم الکلام عند قوله وما یعلم تاویله الا الله (المظهری پ ۳: ۱۲)	اکثریت اسی طرف گئی ہے کہ واوَ استینافیہ ہے اور جملہ وما یعلم تاویله الا الله پر مکمل ہے۔

وہم کا ازالہ

پیچھے آپ پڑھ چکے اگر سابقہ موقف لیا جائے تو پھر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہم پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ جب امت کے راسخین علماء انہیں جانتے ہیں تو آپ ﷺ بطریق اولیٰ جانتے ہیں، وہم احناف کا موقف اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے کہ الفاظ ہیں۔

وما یعلم تاویله الا الله	ان کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر متشابہ کی تعریف ان کے ہاں یوں ہے۔

هو اسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه ولا يرجى بلدوه اصلاً (المنار مع نور الانوار، ۹۳)

جس لفظ کی معرفت مراد کی امید ختم اور اس کے واضح ہونے کی کبھی امید نہ کی جا سکے۔

بعض نے ان الفاظ میں تعریف کی ہے۔

هو ما لاطريق لدركه اصلاً حتى سقط طلبه (حسامی، ۱۰)

جس کے ادراک کا کوئی راستہ نہ ہو حتیٰ کہ اس کی طلب ختم ہو جائے۔

تو اب شک پیدا ہوا شاید رسول اللہ ﷺ بھی انہیں نہیں جانتے تو اس وہم کا ان علماء نے ہر جگہ ازالہ کرتے ہوئے تصریح کر دی ہے کہ یہ معاملہ امت کے حق میں ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں کیونکہ دیگر آیات قرآنی (جن کا تذکرہ ہم نے ابتداء میں کر دیا ہے) واضح کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآنی متشابہات سے آگاہ ہیں آیئے ہم ان کی تصریحات کا تذکرہ کیے دیتے ہیں، آپ تکرار محسوس نہ کریں کیونکہ ہم نے یہ واضح کرنا ہے کہ جب انسان کسی رائے میں تعصب برتتا ہے تو اسے اپنے مطلب کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

آپ حیران ہوں گے کوئی علوم قرآن اور اصول فقہ کی ایسی کتاب نہیں جس میں یہ تصریح نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

پہلے ہم انہی لوگوں کو لیتے ہیں جنہوں نے متشابہ کی مذکورہ تعریف کی ہے۔

اصحاب اصول فقہ کی تصریحات

ان کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان میں سے بعض نے متشابہ کی بحث میں اور بعض نے باب افعال النبی ﷺ کی بحث میں اس مسئلہ پر تفصیلاً لکھا ہے۔

۱۔ شیخ احمد جیون (۱۱۳۰ھ) تعریف متشابہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس کا علم نہیں ہوسکتا۔

هذا فی حق الامة واما فی حق النبی علیه السلام فکان معلوماً والاتبطل فائدة التخاطب ویصیر التخاطب بالعمل کالتکلم بالزنجی مع العربی

یہ بات حق امت میں ہے، حضور ﷺ کو ان کا علم ہے ورنہ خطاب کا فائدہ باطل اور بے معنی خطاب لازم آئے گا جیسے حبشی کسی عربی سے گفتگو کریں۔

(نورالانوار، ۹۳)

۲۔ علامہ محمد علاء الدین حصنی شرح منار میں فرماتے ہیں یہ جو کہا کہ اس سے مراد کی معرفت کی امید ہی نہیں۔

فی حقنا دون الرسول صلی الله علیه وسلم

یہ ہمارے حق میں ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں۔

(افاضۃ الانوار، ۹۶)

۳۔ امام محمد امین بن عابدین شامی نے اس پر امام فخر الاسلام اور امام شمس الائمہ کا حوالہ بھی نقل کیا۔ (نسمات الاسحار: ۹۶)

۴۔ اسی منار کے شارح امام عزالدین عبداللطیف ابن الملک (۸۰۱) نے اسی مقام پر امام فخر الاسلام کے حوالہ سے لکھا متشابہ کے بارے میں جو کہا گیا اس کا علم دنیا میں ہوسکتا بلکہ آخرت میں ہوگا اور انزال متشابہ کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقصد ابتلاء ہے۔

هذا فی حقنا لان المتشابهات كانت معلومة للنبی علیه السلام
(شرح المنار،۲۶۷)

اور یہ ہماری بات ہے کیونکہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۵۔ امام شمس الدین محمد حمزہ الفناری (۸۳۴) نے متشابہ کی تعریف ہی ان الفاظ میں کر دی ہے:

مالا طریق لدركه للامة اما النبی علیه السلام فربما تعلمه باعلام الله تعالیٰ
(فصول البدائع، ۱: ۸۶)

جس کا ادراک امت کو حاصل نہیں ہو سکتا ہاں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جانتے ہیں۔

۶۔ علامہ محمد فیض الحسن نے حاشیہ حسامی میں ملا جیون کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ (التعلیق الحامی:۱۰)

۷۔ انہوں نے ہی باب افعال النبی ﷺ میں لکھا۔

ورسول الله صلی الله علیه وسلم اكمل الناس فی ذلك حتی كان یعلم المتشابه الذی لا یعلمه احد من الامة
(التعلیق الحامی، ۹۱)

رسول اللہ ﷺ سب سے کامل ہیں حتیٰ کہ ان متشابہات کا علم بھی رکھتے ہیں جنہیں امتی نہیں جان سکتے۔

۸۔ انہوں نے ہی حاشیہ اصول شاشی میں متشابہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا جس کی معرفت دنیا میں نہ ہو سکے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالنسبة الى الامة واما بالنسبة الى النبی علیه الصلاة والسلام فمعلوم وقت نزول القرآن بلاتفرقة بینه و بین سائر القرآن کیلا یلزم السفه لان التخاطب لایفهم المخاطب سفه (عمدۃ الحواشی: ۴۲)	یہ بات امت کے اعتبار سے ہے رہا حضور ﷺ کا معاملہ تو آپ وقت نزول سے انہیں جانتے ہیں آپ کے لیے ان متشابہات اور دیگر قرآن میں کوئی تفریق نہیں ورنہ سفاہت لازم آئے گی کیونکہ غیر مفہوم خطاب لغو ہوتا ہے۔

۹۔ آگے متشابہ کی تقسیم وحکم بیان کرتے ہوئے لکھا قیام قیامت کے بعد ہم بھی اس سے آگاہ ہو جائیں گے۔

هذا فی حق الامة واما فی حق النبی علیه السلام فکان معلوما والاتبطل فائدة التخاطب (ایضاً، ۴۳)	یہ امت کے حق میں ہے لیکن حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں ورنہ خطاب بلا فائدہ ہو جائے گا۔

۱۰۔ مولانا برکت اللہ نے بھی حاشیہ اصول شاشی میں یہی الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ (احسن الحواشی، ۲۵)

۱۱۔ مفسر قرآن شیخ ابو محمد عبدالحق حقانی "حکمہ التوقف فیہ ابدا" (متشابہ میں ہمیشہ خاموشی اختیار کی جائے گی) کے تحت لکھتے ہیں:

فی حقنا لان النبی صلی الله علیه وسلم کان یعلم المتشابهات (النامی، ۱: ۲۱)	یہ ہمارے حوالہ سے بات ہے ورنہ اللہ تعالٰی کے نبی ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۲۔ امام فخر الاسلام ابوالحسن علی بزدوی (۴۸۲) اجتہاد نبوی پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لان الرسول صلى الله عليه وسلم اسبق الناس في العلم حتى وضع له ماخفي على غيره من المتشابه فمحال ان يخفى عليه معاني النصوص (اصول بزدوى مع الكشف ۳: ۳۹۱، غاية التحقيق شرح الحسامي ۳۰۲)	کیونکہ رسول اللہ ﷺ علم میں تمام انسانوں سے آگے ہیں حتی کہ آپ پر متشابہات بھی آشکار ہیں جو دوسروں پر مخفی ہیں لہٰذا نصوص کے معانی کا آپ پر مخفی ہونا محال ہے۔

۱۳۔ اس کی شرح میں شیخ حسام الدین حسین سغناقی (۷۱۴) نے کہا امام کے الفاظ "حتی وضح له ماخفی"

دليل على ان النبي عليه السلام كان يعلم المتشابه (الکافی شرح بزدوی، ۳: ۱۵۶۸)	اس بات پر دلیل ہیں کہ نبی ﷺ متشابہ کے بارے میں جانتے ہیں۔

انہوں نے ہی دوسرے مقام پر متشابہ کی تعریف نقل کر کے کہا۔

هذا في حق الامة واما في حق النبي صلى الله عليه وسلم فانه يعلم المتشابه باعلام الله تعالى (الکافی، ۱: ۲۳۹)	یہ امت کے حوالہ سے ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۴۔ اس کے دوسرے شارح امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰ھ) شیخ بزدوی کے الفاظ کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

واما المعقول فهو ان الاجتهاد مبني على العلم بمعاني النصوص و رسول الله صلى الله عليه وسلم اسبق الناس في العلم اى اكملهم فيه حتى كان يعلم المتشابه الذى لايعلمه احد من الامة بعده	عقلی دلیل یہ ہے کہ اجتہاد معانی نصوص کے علم کی بنا پر ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ علم میں تمام سے کہیں آگے ہیں یعنی سب سے کامل ہیں حتیٰ کہ ان متشابہات سے بھی آگاہ ہیں جنہیں امت میں سے کوئی نہیں جانتا۔

(كشف الاسرار، ۳: ۳۹۱)

۱۵۔ امام صدرالشریعۃ عبیداللہ بن مسعود (۷۴۷ھ) اجتہاد نبوی ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

لانه اسبق الناس في العلم وانه يعلم المتشابه والمجمل فمحال ان يخفى عليه معاني النصوص (التنقيح، ۲: ۴۹۲)	آپ ﷺ علم میں تمام سے کہیں آگے ہیں اور آپ متشابہ اور مجمل سب کو جانتے ہیں تو معانی نصوص کا آپ پر پوشیدہ رہنا محال ہے۔

۱۶۔ امام ابوبکر محمد بن احمد سرخسی (۴۹۰) بھی حضور ﷺ کے اجتہاد مبارک پر رقمطراز ہیں۔ اجتہاد معانی نصوص کے علم پر مبنی ہوتا ہے۔

ولاشک ان درجته في ذلک اعلىٰ من درجة غيره وقد كان	بلاشبہ آپ ﷺ کا اس میں درجہ تمام سے کہیں بلند ہے آپ متشابہات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يعلم المتشابه الذى لايقف احد من الامة بعده على معناه	کا علم رکھتے ہیں جن کے معنی سے کوئی امتی آگاہ نہیں۔

(اصول السرخسیؒ، ۲: ۹۴)

شیخ ملاخسرو (المتوفی ۸۸۰ھ) اسی مسئلہ پر لکھتے ہیں متشابہ کا معلوم نہ ہونا امت کا معاملہ ہے۔

واما النبی علیه السلام فربما يعلمه باعلام الله تعالیٰ	اور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان کا علم رکھتے ہیں۔

(مرأة الاصول فی شرح مرقاة الوصول، ۱: ۴۱۲)

۱۷۔ مولانا عبدالعلی محمد (المتوفی ۱۲۲۵ھ) امام ابن الھمام کی عبارت فیه مالایفهم (قرآن میں ایسی چیزیں ہیں جو ہماری سمجھ سے بالا ہیں) پر لکھتے ہیں امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ نے

خصصا المسألة بما عدا رسول الله ﷺ وهو الاليق والاصوب كيف لا والخطاب بما لايفهمه المخاطب لا يليق بجنابه تعالىٰ	اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کے مخصوص رکھا ہے اور یہی مناسب و درست ہے اور یہ کیسے نہ ہو کہ غیر مفہوم خطاب باری تعالیٰ کے شایان شان نہیں۔

(فواتح الرحموت، ۲: ۲۲)

آگے چل کر اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں اگر کچھ قرآنی آیات کا علم نہ ہو سکے۔ تو پھر خطاب لایعنی ہو جائے جو متصور

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی نہیں ہو سکتا۔

لعل المخاطب به رسول الله صلى الله عليه وسلم و اصحابه الصلاة والسلام وهو فا هم والنزاع انما هو فمين سواه عليه وعلى آله و اصحابه الصلاة والسلام	ممکن ہے وہاں مخاطب صرف رسول اللہ ﷺ ہوں اور آپ اس سے آگاہ ہوں ہمارا نزاع و اختلاف آپ ﷺ کے علاوہ میں ہے۔

(فواتح الرحموت، ۲: ۲۴)

۱۹۔ امام ابن امیر الحاج (۸۷۹ھ) نے بھی ان دونوں آئمہ سے یہی نقل کیا ہے۔ (التقریر والتحبیر، ۱: ۲۱۲)

اعتراضات کا جواب

امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰) نے متعدد اعتراضات نقل کرکے جواب بھی دیا ہے۔ ہم یہاں وہ تمام نقل کر دیتے ہیں۔

سوال: اگر کوئی کہے یہ موقف ظاہر قرآن کے مخالف ہے اگر وقف ''الا اللہ'' پر ہو جیسا کہ سلف کہتے ہیں تو۔

هو يقتضي ان لا يعلمه الرسول كغيره من العباد	اس کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ کو بھی دوسروں کی طرح متشابہ کا علم نہیں۔

اور اگر وقف ''و الرسخون فی العلم'' پر ہو تو لازم آئے گا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لایکون الرسول مخصوصاً بعلمه — ان متشابہات کا علم آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہ رہے۔

جواب: اگر وقف ''الا اللہ'' پر ہو تو آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہوگا۔

وما یعلم احد تاویله بدون تعلیم الله — اللہ کی تعلیم کے بغیر اس کی تاویل کوئی نہیں جان سکتا۔

اس پر ایک اور آیت مبارکہ کو تائید میں لائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله — فرماؤ نہیں جانتا آسمانوں اور زمین کا غیب مگر اللہ۔

(سورة النمل ، ٦٥)

اسی کا مفہوم بھی یہی ہے۔

لایعلم بدون تعلیم اللّٰه الا الله — غیب اللہ کی تعلیم کے بغیر، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تو یہاں الا بمعنی غیر ہے جب صورت حال یہ ہے:

جاز ان یکون الرسول مخصوصاً بالتعلیم بدون اذن بالبیان لغیره فیقی غیر معلوم فی حق غیره — جائز ہے رسول تعلیم کے ساتھ مخصوص ہو اور دوسروں کے لیے بیان کی اجازت نہ ہو تو ان کے حق میں یہ غیر معلوم ہیں۔

دوسرا اعتراض

اس پر دوسرا اعتراض اٹھایا کہ یہاں حصر ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اذا صار الرسول صلی الله علیه وسلم عالماً بالمتشابهات النازلة قبل نزول هذه الاية بالتعلیم لایستقیم الحصر	جب تعلیم الٰہی سے ان متشابہات کا علم اس آیت کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کو حاصل ہے تو حصر کیسے درست ہوگا؟

پھر مناسب یہ تھا کہ لفظ اللہ کے ساتھ رسول کا بھی اضافہ ہوتا "وما یعلم تاویله الا الله ورسوله"

جواب: اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

یجوز ان یکون التعلیم حاصلاً بعد نزول هذه الاية فلایکون الرسول عالماً بالمتشابة قبل نزولها	یہ جائز ہے اس آیت کے نزول کے بعد تعلیم حاصل ہوئی ہو تو اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہ رکھتے ہوں۔

لہٰذا آیت میں حصر درست و قائم رہا۔

دوسرا جواب۔

آیت غیب کی طرح ہی اس آیت میں تاویل ہوگی جس طرح وہاں غیر کے لیے تعلیم غیب کے باوجود حصر باقی رہتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی غیر کو تعلیم سے حصر باقی ہی رہے گا۔

ان الاية دلت علی حصر العلم علی الله عزوجل وعلی من علمه الله بالتاویل الذی ذکر الاتری ان تلک الاية تو جب	آیت مبارکہ نشاندہی کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم رکھتا ہے اور جسے وہ آگاہ فرما دے کیا آیت غیب میں علم غیب کا حصر باری تعالیٰ کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصر علم الغیب علی اللہ تعالی ثم لایمتنع ان یعلمه غیر اللہ بتعلیمه کما قال تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول

(کشف الاسرار، ۳:۹۱، ۳۹)

ساتھ نہیں؟ تو اپنی تعلیم کے ذریعے اس کا کسی دوسرے کو اس پر آگاہ فرمانا ممنوع نہیں جیسا کہ ایک جگہ فرمانِ الٰہی ہے۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔

تو یہاں بھی معاملہ اسی طرح ہی ہے۔

یہ تمام گفتگو امام ابن امیر الحاج (المتوفی ۸۷۹ھ) نے بھی انہی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ (التقریر شرح التحریر ۱:۲۱۴)

اسی کی تائید

درج ذیل اہل علم کی گفتگو بھی اسی کی تائید کر رہی ہے۔ محکم اور متشابہ کی بحث میں وما یعلم تاویله الا اللہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا عبدالعلی محمد نظام الدین انصاری لکھتے ہیں اصحاب کرامات اولیاء کرام سے متشابہات کے معانی منقول ہیں اور انہیں ریاضات اور مجاہدات کے دوران ایسے معانی بغیر قصد وکسب حاصل ہوتے ہیں جو نہ سنے اور نہ دیکھے۔

فالحق ماذ کرنا فی تاویل الایة والسلف انما راموا بعدم مفهومیة المتشابهات عدم المفهومیة بالکسب والنظر

(فواتح الرحموت، ۲:۲۴)

تو تاویل آیت میں حق یہی ہے، اسلاف نے جو کہا متشابہات کے مفہوم سے آگاہی نہیں ہو سکتی تو ان کی مراد کسب و نظر سے حاصل ہونے والا مفہوم ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

واعلم ان دلائل الفريقين منطبقة على العلم بالكسب وعدمه كما في المحكمات فلا يبعد ان يكون فيه لافى العلم الكشفي الذى ينال من غير اختيار من العبد فافهم

فریقین کے دلائل علم کسبی پر منطبق ہوتے ہیں جیسے کہ محکمات، تو اس میں کوئی بُعد نہیں اور یہ علم کشفی سے انکار نہیں کیونکہ یہ تو بندے کو بغیر اختیار وکسب حاصل ہو جاتا ہے۔

(ایضاً، ۲ : ۲۴)

۲۔ اس طرح مولانا محمد عبدالحلیم لکھنوی نے نہایت واضح طور پر لکھا ہے الا اللہ پر ہی وقف ضروری ہے اب اعتراض وارد ہوگا۔

يلزم على هذا ان لايكون الرسول عليه السلام عالما بالمتشابه

اس سے لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کے عالم نہ ہوں۔

حالانکہ آپ ﷺ ان کے عالم ہیں اس کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں:

ان المعنىٰ (ومايعلم تاويله) بدون الوحى الا الله فالنبى ﷺ كان عالماً بتاويله بالوحى لاغيره

وما يعلم تاويله کا مفہوم یہ ہے کہ وحی کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو نبی ﷺ وحی کے ذریعے جانتے ہیں ہاں ان کے علاوہ اسے نہیں جانتے۔

اس کے بعد مولانا بحرالعلوم کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثم اعلم ان الکلام فی العلم الکسبی واما العلم الکشفی الغیر الاختیاری فلو حصل لبعض الاولیاء الکرام فلا امتناع فیه (قمر الاقمار،۱:۱۸۵،۱۸۶)

واضح ہو کہ گفتگو علم کسبی میں ہے، رہا علم کشفی غیر اختیاری اگر بعض اولیاء اللہ کو حاصل ہو جائے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

۳۔ امام تاج الدین عبدالوہاب سبکی (المتوفی ۷۷۱) کے الفاظ ہیں متشابہ کی تعریف یہ ہے۔

ما استأثر اللہ بعلمہ وقد یطلع علیہ بعض اصفیائہ (جمع الجوامع مع البنانی،۱:۲۶۸)

جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہو اور وہ اپنے بعض اولیاء کو اس پر مطلع فرما دے۔

۴۔ اس پر شارح کمال الدین ابن ابی شریف نے کہا یہاں پر اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ اس عبارت میں تضاد ہے ابتدائی الفاظ بتاتے ہیں اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور بعد کے الفاظ اس کی نفی کر رہے ہیں اس کا جواب یوں واضح کرتے ہیں:

المراد بالاستئثار انہ لم یجعل للعباد الی کسبہ طریقاً من الطرق المعہودۃ فی الکسب وھذا لا ینافی الاطلاع عالی غیر الوجہ المعتاد لانہ لیس من الطرق المعہودۃ ثم رأیت شیخ الاسلام اجاب بنحو ذلک (ایضاً)

مخصوص ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اس کے حصول کے لیے بندوں کے لیے معروف کسبی طریقہ نہیں بنایا اور یہ چیز غیر معتاد طریقہ سے حصول کے منافی نہیں کیونکہ یہ طرق معروفہ سے نہیں پھر ہم نے دیکھا شیخ الاسلام نے بھی یہی جواب دیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ جمع الجوامع کے دوسرے شارح شیخ احمد بن قاسم عبادی (المتوفی ۹۹۴) نے بھی بعینہ یہی گفتگو نقل کردی ہے (الایات البینات،۲:۹۷)

۶۔ محشی المنار شیخ یحیٰ الرہاوی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر کیا:

معناه انه لا يعلمه احد الا الله بنفسه لا انه لايعلمه احد اصلا لجواز ان يعلمه بالهام الحق (حاشيه المنار، ۳۶۸)	اس کا معنی یہ ہے کہ اسے بذاتہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یہ نہیں کہ اسے کوئی جان ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ کے الہام کے ذریعہ اسے جانا جاسکتا ہے۔

۷۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (۱۰۶۹) مذہب شافعی کو تقویت دیتے ہوئے متشابہ کے بارے میں رقمطراز ہیں:

والذی اختص الله تعالیٰ به من علم الغيب هو علمه تفصيلاً و زماناً من غير واسطة اصلاً فلاينا فيه علم بعض الاولياء والانبياء عليهم الصلاة والسلام له بواسطة ذلک اوالهام من الله (عناية القاضی علی تفسير البيضاوی ۱:۲۸۶)	اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو علم غیب مخصوص ہے وہ علم تفصیلی و دائمی ہے اس میں بالکل کسی کا واسطہ نہیں تو بعض انبیاء اور اولیاء کو ان کا علم ہو جانا اس کے منافی نہیں کیونکہ اس میں واسطہ اور الہام الٰہی کا ذریعہ موجود ہے۔

کیا اس میں اختلاف نہیں؟

سوال: آپ دھڑا دھڑ حوالہ جات دیتے جارہے ہیں کیا اس مسئلہ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہل علم کا اختلاف نہیں؟ اگر ہے تو اسے بھی نقل کر دیں اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ بندہ نے جن کتب کا حوالہ دیا ہے ان میں کسی جگہ اس سے اختلاف بیان نہیں ہوا، سب نے اسے احناف کا متفقہ فیصلہ قرار دیا ہے اگر ان میں کسی کے مطالعہ میں آئے تو فقیر کو ضرور مطلع کیا جائے ہاں ایک جگہ امام ابن امیر الحاج نے شرح التحریر میں کشف الاسرار کے حوالہ سے امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ پر اعتراض اور اس کا جواب تحریر کیا اور لکھا:

ولا یعری عن بحث لمن تحقق (التقریر والتحبیر، ۱:۲۱۵)	محقق کی بحث سے یہ معاملہ خالی نہیں۔

ان کے علاوہ مذکورہ کتب میں اشارۃً بھی اختلاف ذکر نہیں کیا بلکہ نہایت ہی واضح انداز میں لکھا کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ نے سرور عالم ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور اس پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب بھی دیا جیسا کہ پیچھے تفصیلاً گزرا۔

مگر حق یہی ہے

کچھ کتب میں اختلاف کا تذکرہ ہے مگر انہوں نے بھی تصریح کر دی ہے کہ سرور عالم ﷺ کا متشابہات کو جاننا ہی حق ہے۔

۱۔ علامہ محمد بن ولی ازمیری (المتوفی ۱۱۰۲ھ) ملا خسرو کی عبارت واما النبی علیہ السلام فربما یعلمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

اختلفوا فی ان النبی علیہ السلام ھل علم المتشابھات	اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولا قیل لا وقیل علم ولکن الله تعالی امرہ بکتمہ وعدم اظہارہ قیل و ھو الحق (حاشیہ از میری علی مراۃ الاصول، ۱:۴۱۲)	ہیں یا نہیں؟ بعض نے کہا نہیں، بعض نے کہا رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسے مخفی رکھنے اور عدم اظہار کا حکم دے رکھا ہے اور اسی کو حق قرار دیا ہے۔

۲۔ شیخ محمد عبدالرحمٰن المحلاوی حنفی بحث المتشابہ میں لکھتے ہیں کیا حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں، اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

قیل لا وقیل علم ولکن الله تعالی امرہ بکتمہ و عدم اظہارہ و ھو الحق (تسہیل الوصول، ۱۹۱ مطبوعہ ادارہ الصدیق ملتان)	بعض نے کہا نہیں اور بعض کے نزدیک رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسے مخفی اور اس کے عدمِ اظہار کا حکم دے رکھا ہے اور حق قول بھی یہی ہے۔

۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی حروف مقطعات پر لکھتے ہیں:

والحق عندی انہا من المتشابہات وھی اسرار بین الله تعالی و بین رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (المظہری: ۱، ۱۴)	میرے نزدیک حق یہی ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں۔

اصحاب اصول تفسیر

یہاں تک ہم نے اصحاب اصول فقہ خصوصاً احناف اصولیین کی رائے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمداً پیش کی کیونکہ ان کے ہاں آیت مذکورہ میں وقف ''الا اللہ'' پر ہے اس سے کسی کو مغالطہ ہو سکتا تھا کہ ممکن ہے یہ لوگ حضور ﷺ کے لیے متشابہات کا علم نہ مانتے ہوں لیکن انہوں نے اس وہم کے ازالہ کے لیے ہر مقام پر تصریح کر دی کہ امت متشابہات سے اگرچہ آگاہ نہیں مگر حبیب خدا ﷺ ان سے آگاہ ہیں۔ دیگر اصولیین کے حوالہ جات ہم نے اس لیے ذکر نہیں کیے کہ وہ تو دیگر اہل علم کے لیے بھی متشابہات کا علم مانتے ہیں، اب ہم اصحاب اصول تفسیر کے کچھ حوالہ جات ذکر کر رہے ہیں جن سے ہمارا موقف خوب نکھر کر سامنے آ جائے گا۔

۱۔ امام ابو محمد عبداللہ، بن مسلم بن قتیبہ دینوری (المتوفی ۲۷۶) اس مسئلہ پر نہایت ہی واضح انداز میں رقمطراز ہیں، ہم ان میں سے نہیں جو کہتے ہیں کہ متشابہ کا علم، راسخین فی العلم کو نہیں ہے کیونکہ یہ قول غلط ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن اس لیے نازل کیا۔

لینفع به عباده ویدل به علی معنی اراده فلو کان المتشابه لایعلمه غیره للزمنا للطاعن مقال و تعلق علینا بعلة	تاکہ بندوں کو اس سے نفع ہو اور اپنے منشا سے انہیں آگاہی دے اگر متشابہ کوئی جان ہی نہیں سکتا تو ہم پر ملحدین طعن کرتے ہوئے اعتراض کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وھل یجوز لاحد ان یقول ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یعرف المتشابه؟	کیا کسی آدمی کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کو نہیں جانتے؟ تو جب "وما یعلم تاویله الا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واذا جاز ان يعرفه مع قول الله تعالى وما يعلم تاويله الا الله جاز ان يعرفه الربانيون من صحابته	الله" پر وقف کے باوجود رسول اللہ کا جاننا جائز ہے تو پھر دیگر ربانیین کا جاننا بھی جائز ہوگا۔

اس پر آگے چل کر یہ دلیل بھی دیتے ہیں:

فانالم نرالمفسرين توقفوا عن شئى من القرآن فقالوا هذا متشابه لايعلمه الا الله بل امروه كله على التفسير حتى فسروا الحروف المقطعة فى اوائل السور	ہم نے مفسرین کو نہیں دیکھا کہ قرآن کے کسی حصہ کی تفسیر سے یہ کہتے ہوئے توقف کریں کہ یہ متشابہ ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے بلکہ انہوں نے تمام کی تفسیر کی حتی کہ سورتوں کی ابتداء میں آنے والے حروف مقطعات کی بھی تفسیر کی ہے۔

(تاویل مشکل القرآن:۹۸ تا ۱۰۰)

۲۔ امام بدرالدین زرکشی (المتوفی ۷۹۴ھ) رقمطراز ہیں:

لايسوغ لاحد ان يقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يعلم المتشابه	کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ کہے رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے۔

(البرہان فی علوم القرآن،۲:۸۴)

۳۔ متشابہات کو اہل علم جانتے ہیں یا نہیں؟ اس پر دلائل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس سے یہ اختلاف بھی سامنے آیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هل في القرآن شئي لاتعلم الامة تاويله؟ (ایضاً،۸۵) — کیا قرآن میں ایسی شے ہے جس کے معنی سے امت آگاہ نہ ہو؟

ان کی یہ عبارت نہایت ہی قابل توجہ ہے کیونکہ اس میں سوال یہ ہے کہ کیا ایسا ہے کہ قرآن کے کچھ حصہ سے امت آگاہ نہیں جس سے واضح ہو رہا ہے کہ آگاہ نہ ہونے کا معاملہ امت کا ہوسکتا ہے رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہوسکتا۔ یہی بات بڑی تفصیل کے ساتھ علماء احناف کے حوالہ سے گزری ہے۔

۴۔ آگے متشابہ کی تقسیم کرتے ہوئے کہا ایک یہ ہے اس کا معنی مشتبہ ہو جائے مثلاً فرمان باری تعالیٰ ہے۔

ان البقر تشابه علينا (سورة البقرہ، ۷۰) — بے شک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا ہے۔

دوسرا یہ کہ وہ ایک دوسرے کے موافق ہو مثلاً ارشاد مبارک ہے۔

کتابا متشابها مثانی (سورة الزمر: ۲۳) — کتاب آپس میں مشابہ اور بار بار پڑھی جانے والی ہے۔

اس کے بعد رقمطراز ہیں اگر قرآن میں متشابہ سے اول مفہوم مراد ہے۔

فالظاهر انه لايمكنهم الوصول الى مراده وان جاز ان يطلعهم عليه بنوع من لطفه لانه اللطيف الخبير وان كان المراد الثانی جاز ان يعلموا مراده (ایضاً،۸۵) — تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی مراد تک پہنچنا ناممکن ہے اگرچہ یہ جائز کہ اس کے کرم خاص سے اس سے آگاہی حاصل ہو کیونکہ وہ لطیف خبیر ہے اور اگر مراد دوسرا معنی ہے تو اس کی مراد سے آگاہی حاصل ہوسکتی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور کا جاننا، امت کا متفقہ موقف

پیچھے بھی یہ بات گزری، اوپر بھی امام ابن قتیبہ (التوفی ۲۷۰) اور امام زرکشی (التوفی ۷۹۴) نے اپنے موقف پر نہایت ہی اہم دلیل یہی بیان کی کہ جب "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف کیا جائے تو چاہیے رسول اللہ ﷺ بھی ان سے آگاہ نہ ہوں حالانکہ وہ تمہارے (احناف وغیرہ) ہاں بھی ان سے آگاہ ہیں یعنی اگر وقف پر زور ہے تو رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کا انکار کرو حالانکہ اس کا انکار نہیں بلکہ اعلانیہ کہتے ہو رسول اللہ ﷺ ان سے آگاہ ہیں جیسا کہ ہم نے پیچھے کثیر حوالہ جات درج کر دیئے ہیں کیا اس گفتگو سے یہ آشکار و واضح نہیں ہو رہا کہ رسول اللہ ﷺ تمام (دونوں فریق) کے ہاں متشابہات کا علم رکھتے ہیں خواہ وقف اسم جلالت پر ہو یا راسخون فی العلم پر۔ زیادہ سے زیادہ معاملہ اسم جلالت پر وقف کی صورت میں ہی پریشانی لاحق کرتا ہے تو اس کا ازالہ ان لوگوں نے ہر جگہ کر دیا ہے۔ اور اسی بات کی طرف اشارہ آئمہ تفسیر نے کر دیا ہے اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۵۔ امام جلال الدین سیوطی (التوفی ۹۱۱) امام ابن نقیب کے حوالہ سے علوم قرآن کی تقسیم یوں کرتے ہیں کہ اس کی تین اقسام ہیں۔

ا۔ ایسے علوم جن پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا بلکہ ان اسرار کو اپنے لیے مخصوص فرمایا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من معرفة كنه ذاته و غيوبه التی لا يعلمها الاهو وهذا لايجوز لاحد الكلام فيه بوجه من الوجوه اجماعاً	وہ ذات اقدس کی کنہ کی معرفت اور وہ غیوب جنہیں وہی جانتا ہے بالاتفاق اس میں کسی کے لیے گفتگو جائز نہیں۔

۲۔ ایسے علوم جو اسرار قرآن ہیں ان پر حضور ﷺ کو اس نے آگاہ فرمایا۔

واختصه به وهذا لايجوز الكلام فيه الا لهﷺ اولمن اذن له	اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص ہیں، ان میں سوائے آپ ﷺ کے دوسرا کلام نہیں کرسکتا یا آپ جسے اجازت دیں۔

اس کے بعد امام ابن نقیب فرماتے ہیں۔

واوائل السور من هذا القسم وقيل من القسم الاول (الاتقان، ۲: ۴۵۴)	سورتوں کے اوائل (حروف مقطعات) اس دوسری قسم میں شامل ہیں اور بعض نے انہیں قسم اول میں شامل کیا ہے۔

ان الفاظ میں واضح طور پر انہوں نے حروف مقطعات کا علم سرور عالم ﷺ کے ان علوم میں سے مانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں انہیں آپ ﷺ ہی بیان کرسکتے ہیں یا جنہیں آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفسرین کرام کی آراء

اب تک ہم نے اصولیین (فقہ وتفسیر) کی آراء نقل کی ہیں اب ہم کچھ مفسرین کی آراء اس موضوع پر نقل کیے دیتے ہیں، پچھلی بات ذہن میں تازہ کرلیں کہ احناف کے علاوہ تقریباً تمام اہل علم یہ مانتے ہیں کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ، رسوخ فی العلم رکھنے والوں کو بھی عطا کرتا ہے لہٰذا ان کے نزدیک حضور سرور عالم ﷺ ان سے بطریق اولیٰ آگاہ ہوں گے جیسا کہ پیچھے تفصیل سے آچکا۔

۱۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵) حروف مقطعات پر تفصیلی گفتگو کے دوران لکھتے ہیں:

والحق عندی انها من المتشابهات وهي اسرار بين الله تعالى و بين رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول صلى الله عليه وسلم ومن شاء افهامه من كمل اتباعه (المظهری، ۱: ۱۴)	ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں ان سے مقصود عوام کو آگاہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے کامل اتباع کرنے والوں میں سے جس کو چاہے ان سے آگاہی عطا فرما دے۔

۲۔ صدر اول سے یہی موقف ہے

امام سجاوندی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المروی عن الصدر الاول فی الحروف التهجی انها سربین الله و بین نبیه ﷺ

(ایضاً، ۱:۱۴۰)

صدر اول سے ہی حروف تہجی (مقطعات) کے بارے میں یہی منقول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے راز و رموز ہیں۔

۳۔ خلفاء راشدین کا موقف

اس قول کی تائید امام ناصر الدین قاضی بیضاوی (المتوفی ۶۸۵) کی اس گفتگو سے بھی ہو رہی ہے ان حروف پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قیل انه سراستاثره الله بعلمه وقد روی عن الخلفاء الاربعة وغیرهم من الصحابة مایقرب منه ولعلهم ارادوا انها اسرار بین الله تعالی ورسوله و رموز لم یقصد بها افهام غیره اذیبعد الخطاب بما لایفید

(انوار التنزیل: ۱:۹۳)

منقول ہے کہ یہ راز اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، چاروں خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ سے بھی یہی منقول ہے، ممکن ہے ان کی مراد ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز و رموز ہیں جن سے کسی دوسرے کو سمجھانا مقصود نہیں کیونکہ غیر مفید کے ساتھ خطاب بعید ہوتا ہے۔

امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی، ۱۰۶۹) نے اس عبارت کی تفصیل میں جو کچھ لکھا وہ قابل توجہ ہے لکھتے ہیں بیضاوی کے بعض نسخوں میں "استاثره الله بعلمه" ہے (ہمارے نسخہ میں واقعۃً یہی الفاظ ہیں جیسے کہ اوپر

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبارت شاہد ہے)

الضمير للرسول ﷺ ای اکرمه الله بعلمه دون غيره وهذا القول ارتضاه کثير من السلف والمحققين	ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے علم سے نوازا ہے نہ کہ دوسروں کو، اس قول کو کثیر اسلاف اور محققین نے اختیار وپسند کیا ہے۔
(عنایۃ القاضی، ۱: ۲۷۶)	

آگے "لعلهم ارادوا" پر لکھتے ہیں:

ضمير ارادوا للخلفاء اولهم و للذا هبين الی هذا القول	اس کی ضمیر خلفاء کی طرف فقط یا ان کی طرف اور اس قول کو اختیار کرنے والوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔

پھر لکھتے ہیں علامہ بیضاوی نے ان الفاظ میں حضرت امام شافعی کی تائید کی ہے:

ان الله والراسخين يعلمونه كما سيأتی تحقيقه في آل عمران والذی اختص الله تعالى به من علم الغيب هو علمه تفصيلاً و زمانا من غير واسطة اصلاً فلا ينافيه علم بعض الاولياء والانبياء عليهم الصلاة والسلام له بواسطة ذلک او الهام من الله	اللہ تعالیٰ اور راسخین متشابہات کا علم رکھتے ہیں عنقریب اس کی تحقیق سورۃ ال عمران میں آرہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص علم غیب سے مراد اس کا تفصیلی وزمانی اور بغیر کسی واسطہ کا علم ہے تو بعض اولیاء و انبیاء علیہم السلام کا کسی واسطہ یا اللہ تعالیٰ کے الہام سے انہیں جاننا اس کے منافی نہیں۔
(ایضاً، ۲۷۶)	

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ علامہ پانی پتی لکھتے ہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں مقطعات و متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے:

مافهمه النبي ﷺ ولا احد من اتباعه

حتی کہ انہیں حضور ﷺ اور آپ کے متبعین میں سے کوئی نہیں جانتا۔

اس کا جواب ورد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وهذا بعيد جداً فاان الخطاب للافهام فلولم يكن مفهمة كان الخطاب بها كالخطاب بالمهمل اوالخطاب بالهندی مع العربی ولم يكن القرآن باسره بيانا وهدى ويلزم ايضاً الخلف في الوعد بقوله تعالى ثم ان علينا بيانه فانه يقتضى ان بيان القران محكمه ومتشابهه من الله تعالى للنبي ﷺ واجب ضروری

(المظہری، ۱:۱۴)

یہ بات نہایت بعید ناقابل قبول ہے کیونکہ خطاب سمجھانے کے لیے ہوتا ہے اگر اس سے کچھ سمجھ نہ آئے تو متشابہات کے ساتھ خطاب، بے معانی الفاظ کے ساتھ خطاب یا ہندی زبان میں عربی کے ساتھ خطاب کی طرح ہو جائے گا اور نہ ہی تمام بیان و ہدایت رہے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی بھی خلاف ورزی لازم آئے گی جو ان الفاظ مبارکہ سے ہوئی "ثم ان علينا بيانه" جس کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کا تمام قرآن خواہ محکم ہے یا متشابہ کا بیان لازم و ضروری ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ حاشیہ میں متشابہ کی تقسیم کی اور لکھا حروف مقطعات، ید، وجہ اور استوا علی العرش کا بیان و تفصیل حضور ﷺ سے منقول نہیں اور یہ متشابہ بمعنی الاخص ہے اس قسم کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ان کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہے حتیٰ کہ حضور ﷺ بھی نہیں جانتے اکثر علماء کی یہی رائے ہے، بعض نے کہا حضور ﷺ انہیں جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے متبعین میں سے جسے چاہے ان کا علم عطا فرما دے۔

وهو المختار عندی وما يدل على هذا من اقوال الصحابة مذکور فی الکتاب	ہمارے نزدیک مختار یہی ہے اس پر دال صحابہ کے اقوال متن کتاب میں موجود ہیں۔

(المظهری، ۱: ۱۴)

۶۔ ایک اور مقام پر اسی حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں:

فمن الجائز ان يعلم الله سبحانه رسوله من اسمائه و صفاته بالمقطعات مالم يعلمه قبله غيره	یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو اپنے اسماء صفات اور مقطعات کا علم عطا فرمائے جو دوسروں کو عطا نہیں فرمایا۔

اس کے بعد آگے جا کر لکھتے ہیں۔

فالهم الله سبحانه نبيه ﷺ معنی تلک الحروف وصفتها كما الهم آدم عليه السلام معانی سائر	تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان حروف کے معانی اور صفات کا علم عطا فرمایا جیسا کہ حضرت آدم علیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاسماء

السلام کو تمام اسماء کے معانی سے آگاہ فرمایا۔ (حاشیہ المظہری ج۱، ۱:۱۵)

۷۔ وما یعلم تاویله الا الله کے تحت لکھتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ذاتی طور پر متشابہات کو کوئی نہیں جان سکتا البتہ اگر اللہ تعالیٰ آگاہ فرما دے تو دوسرا جان سکتا ہے تو یہاں حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے اور اسے اضافی قرار دینا ضروری ہے ورنہ لازم آئے گا بعض قرآن کا حضور ﷺ کے لیے بیان نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ثم ان علینا بیانه کے ساتھ بیان قرآن کا آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا ہے اس کی کچھ تفصیل ہم نے بھی ابتداء مقالہ میں دی ہے آئیے قاضی صاحب کے الفاظ پڑھیے۔

ای لایجوز ان یعلمه غیره تعالی الا بتوقیف منه ولایکفی لمعرفته العلم بلغة العرب فالحصر اضافی نظیره قوله تعالی لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله یعنی لایعلم الغیب غیره تعالی الا بتوقیف منه فهذه الآیة لاتدل علی ان النبی ﷺ وبعض الکمل من اتباعه لم یکن عالمین بمعانی المتشابهات کیف، وقد قال الله

متشابہات کو اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر دوسرا نہیں جان سکتا اور ان کی معرفت کے لیے لغت عرب کا علم کافی نہیں تو یہاں حصر اضافی ہے اس کی نظیر یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله" یعنی غیب اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی دوسرا نہیں جانتا تو یہ آیت مبارکہ اس پر دال نہیں کہ حضور ﷺ اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالی ثم ان علینا بیانه فانه یقتضی ان بیان القران محکمه و متشابه من الله تعالی للنبی ﷺ واجب ضروری لایجوز ان یکون شئی منها غیر مبین له علیه السلام والایخلو الخطاب عن الفائدة ویلزم الخلف فی الوعد والحق ماحققنا فی اوائل سورة البقرة ان المتشابهات هی اسراربین الله تعالی و بین رسوله ﷺ لم یقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول و من شاء افهامه من کمل اتباعه بل هی ممالا یمکن بیانها للعامة وانما یدرکها اخص الخواص بعلم لدنی مستفاد بنوع من المعیة الذاتیة او الصفاتیة الغیر المتکیفة

(المظہر ی،۲:۱۱)

بعض کاملین امت متشابہات کے معانی سے آگاہ نہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے "ثم علینا بیانہ" اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کے لیے تمام قرآن محکم و متشابہ کا بیان لازم وضروری ہے اور یہ جائز نہیں کہ اس سے کوئی شئے بیان نہ کی گئی ہو ورنہ خطاب فائدہ سے خالی ہو جائے گا اور وعدہ کی خلاف ورزی لازم آئے گی حق وہی ہے جس کی تحقیق ہم نے سورۃ بقرہ کی ابتدا میں کر دی کہ متشابہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں ان سے عوام کو سمجھانا مقصود نہیں بلکہ اپنے رسول ﷺ اور منتخب بعض کامل اتباع کرنے والوں کو اس سے سمجھانا ہے بلکہ یہ ایسے راز ہیں جن کا بیان عوام کے لیے ناممکن ہے ان کا ادراک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواص کے لیے بذریعہ علم لدنی ہوتا
ہے جو معیت ذاتیہ یا صفاتیہ سے
مستفاد ہے اور ان کی کیفیت سے
آ گاہی نہیں ہو سکتی۔

یاد رہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی مسلم طور پر حنفی عالم ہیں۔

مومن شک بھی نہیں کر سکتا

۸۔ علامہ سید محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰) اوائل سور (حروف مقطعات) پر بڑی تفصیلی گفتگو میں فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ہر کتاب میں اسرار ہوتے ہیں اور قرآنی اسرار، اوائل سور ہیں، امام شعبی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسرار کی طلب مت کرو۔

بین المحبین سرلیس یفشیه قول ولاقلم للخلق یحکیه

(اہل محبت کے درمیان کچھ مخفی ایسے راز ہوتے ہیں جنہیں مخلوق کے لیے کوئی تحریر و تقریر واضح نہیں کر سکتی۔

فلایعرف بعد رسول الله ﷺ الا الاولیاء الورثة فهم یعرفونه من تلک الحضرة وقد تنطق لهم الحروف مما فیها کما کانت تنطق لمن سبح بکفه الحصی و کلمه الضب والظبی (روح المعانی، ۱: ۱۳٦)

رسول اللہ ﷺ کے بعد انہیں آپ کے وارث اولیاء ہی جان سکتے ہیں اور انہیں اس بارگاہ سے ہی یہ فیض نصیب ہوتا ہے تو ان کے ساتھ یہ حروف ہمکلام ہو کر اپنے معانی سے آگاہ کرتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ سے گو، ہرن اور ہتھیلی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پتھروں نے گفتگو کی۔

انہوں نے ہی پیچھے ایک اعتراض نقل کیا تھا کہ اگر متشابہات کو ہم نہیں جانتے تو پھر یہ خطاب مہمل ہو جائے گا جو باطل ہے اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں یہ اعتراض اٹھانے والا خواہ کس قدر فاضل ہو خود اس کا اعتراض مہمل ہے۔

لانه ان اراد افهام جميع الناس فلانسلم انه موجود فی العلمية وان اراد افهام المخاطب بها وهوهنا الرسول صلى الله عليه وسلم فهو مما لايشک فيه مؤمن وان اراد جملة من الناس فياحيهلا اذا رباب الذوق يعرفونها وهم كثيرون فی المحمديين والحمد لله...... وجهل امثالنا بالمراد منها لايضر

(ایضاً)

اس لیے کہ اگر اس کی مرادِ خطاب سے تمام لوگوں کا افہام مراد ہے تو یہ ہم نہیں مانتے کہ علمیت میں موجود ہے اور اگر اس کی مراد افہام مخاطب ہے (اور وہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے) تو کوئی مومن آپ ﷺ کے اس خطاب کے سمجھنے میں شک کر ہی نہیں سکتا اور اگر فی الجملہ لوگوں کا افہام ہے تو آؤ ہم دکھاتے ہیں ارباب ذوق ان کا علم رکھتے ہیں اور حضور ﷺ کے امت میں کثیر لوگ ہیں والحمدللہ...... ہاں ہم جیسے لوگوں کا نہ جاننا کوئی مضر نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقام مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ انکار نہیں کرسکتا

سابقہ عبارت میں علامہ آلوسی نے تصریح کی کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں اس بارے میں کوئی مومن شک ہی نہیں کرسکتا، دوسرے مقام پر اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ جو شخص مقام مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ ہے وہ کبھی بھی اس بات کا انکار نہیں کرسکتا، علماء احناف کی طرف سے آٹھویں سوال کا جواب یوں دیتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے مخاطب ہو اور ابتلاء کے لیے انہیں اس کی معرفت حاصل نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد عبادات ہم پر لازم فرمائی ہیں اور ہم ان کے راز سے آگاہ نہیں اس پر اعتراض اٹھایا اور اگر مراد یہ ہے کہ خلق اسے اپنے کسب وفکر سے نہیں جان سکتی تو یہ درست ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مخلوق اسے مطلقاً نہیں جان سکتی نہ اجمالاً نہ تفصیلاً اور نہ نبی و ولی وحی والہام کے ذریعہ سے جان سکتے ہیں۔

فوجود مثل هذا المخاطب به في القرآن في حيز المنع	تو قرآن مجید میں ایسے کلام کا وجود ہم تسلیم نہیں کرتے۔

یہی وجہ ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متشابہ کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔

لايمنع تعليمه للنبي ﷺ بواسطة الوحي مثلاً ولا القاء في روع الولي الكامل مفصلاً لكن لايصل الى درجة الاحاطة كعلم	وہ بواسطہ وحی، حضور ﷺ کے مفصل حصول علم کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی ولی کامل کے دل میں القاء کا البتہ علم باری تعالیٰ کی طرح یہ علم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الله تعالی و ان لم یکن مفصلاً فلا اقل من ان یکون مجملاً

محیط نہیں ہوگا، اگر ہم اسے مفصل نہ مانیں تو کم از کم مجمل ضرور ہوگا۔

اس کے بعد رقمطراز ہیں۔

ومنع هذا وذاک مما لا یکاد یقول به من یعرف رتبة النبی ﷺ ورتبة اولیاء امته الکاملین وانما المنع الاحاطة ومن معرفته علی سبیل النظر والفکر
(روح المعانی،۳۰:۱۱۶)

ان کا انکار وہ آدمی ہرگز نہیں کرسکتا جو حضور ﷺ کے مقام اور اولیاء کاملین کے رتبہ کو جانتا ہے ہاں اتنا کہا جائے گا وہ ان کا احاطہ اور انہیں اپنے نظر و فکر سے حاصل نہیں کرسکتے۔

اہم نوٹ

یہاں یہ پہلو نہایت ہی اہم ہے کہ تمام عبارات میں صرف رسول اللہ ﷺ کے علم کی تصریح ہی نہیں بلکہ اولیاء کاملین کے بارے میں بھی تصریح ہے کہ وہ بھی اگرچہ کسب سے نہیں ہاں وھب سے ان کا علم رکھتے ہیں تو کیا اس کے بعد یہ کہنے کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں نہیں جانتے؟ یہی وجہ ہے علامہ آلوسی نے تصریح کردی کہ اس معاملہ میں آپ ﷺ کے بارے میں کوئی مومن شک نہیں کرسکتا بلکہ جو مقام نبی علیہ السلام سے آگاہ ہے وہ ہرگز ایسی بات زبان پر نہیں لاسکتا۔

۱۰۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، نے آلٓمٓ کے تحت لکھا:

''ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصل معنی تک اوروں کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسائی نہیں بلکہ یہ بھید ہیں اللہ اور رسول کے درمیان جو بوجہ مصلحت و حکمت ظاہر نہیں فرمائے۔" (تفسیر عثمانی: ۳)

محترم قارن صاحب اب فرمائیے۔

۱۔ کیا اس بارے میں خاصا اختلاف ہے؟

۲۔ کیا کسی نے یہ تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ بعض متشابہات کا علم رکھتے ہیں تمام کا نہیں۔

۳۔ کیا معمولی نوعیت کے اختلاف کو اہل علم (احناف) نے قابل اعتنا سمجھا ہے۔

۴۔ کیا احناف نے مخالفت کرنے والوں کا رد نہیں کیا؟

۵۔ آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں کیا اسی کو حق وصواب قرار نہیں دیا۔؟

۶۔ کیا آپ کے والد گرامی کا فرض نہیں تھا کہ وہ احناف کے اس موقف کو سامنے لاتے جسے امت نے حق وصواب قرار دیا ہے کیونکہ معاملہ مفتی احمد یار خاں نعیمی کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا ہے لیکن جس انداز میں انہوں نے اس موقف کو تحریر کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہی ہے۔

جب متشابہات کے بارے میں حقیقت یہ ہے تو اب باقی معاملات پر گفتگو مناسب دکھائی نہیں دیتی چونکہ آپ نے اٹھائے ہیں اس لیے ان پر بھی کچھ گزارشات کیے دیتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے اکابرین کی بھی سن لیجئے

یہاں ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اکابرین کے کچھ حوالہ جات بھی درج کر دیئے جائیں تا کہ ہمارا موقف خوب مضبوط اور مستحکم ہو جائے اور انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

۱۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے ''الٓمٓ'' کے تحت لکھا:

ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصل معنی تک اوروں کی رسائی نہیں بلکہ یہ بھید ہیں اور رسول ﷺ کے درمیان جو بوجہ مصلحت و حکمت ظاہر نہیں فرمائے۔'' (تفسیر عثمانی:۳)

۲۔ فاضل دیوبند مفتی محمد ابراہیم شرح اصول شاشی میں اسی مسئلہ کو یوں واضح کرتے ہیں:

قرآن کے تمام متشابہات امت کے اعتبار سے متشابہات ہیں نبی علیہ السلام کے اعتبار سے نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام ان سب کے معانی پر واقف تھے۔'' (خلاصۃ الحواشی،۴۶)

۳۔ مولانا سید مظہر الحق سہارنپوری متشابہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس میں بیان کی بھی امید نہیں اور یہ امت کے اعتبار سے ہے ورنہ حضور ﷺ کو ان کے متعلق پوری معلومات حاصل تھیں ورنہ خطاب مہمل ہو جاتا۔'' (مصباح الحواشی،۵۶)

۴۔ فاضل دیوبند مولانا عبدالحفیظ نے شرح نورالانوار میں بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے کہ متشابہات حضور ﷺ پر اشکار ہیں پھر اعتراض کر کے جواب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی دیا۔

اعتراض:

جب مراد صرف اللہ کو معلوم ہے تو سوال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کی مراد معلوم تھی یا نہیں لفظ اللہ پر وقف کے وجوب کا مطلب تو بہرحال یہی ہے کہ اس کی مراد صرف اللہ کو معلوم ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے کو اس کی مراد معلوم نہیں حالانکہ یہ سابقہ بیان کے خلاف ہے جبکہ سابق میں گذر چکا کہ متشابہات کی مراد جناب رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھی ورنہ تخاطب سے کوئی فائدہ ہی نہ ہوگا۔

جواب:

باری تعالیٰ کا فرمان "ومایعلم تاویله الا الله" کے معنی "وما یعلم تاویله بدون الوحی الاالله" یعنی متشابہات کی مراد وحی کے بغیر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور حضور کو وحی کے ذریعے ان کی مراد معلوم تھی اس تاویل کے بعد اللہ کا استثناء بھی درست ہوگا اور جناب رسول اللہ ﷺ کا مراد پر واقف ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ (اشرف الانوار، ۲، ۴۸، ۴۹)

۵۔ استاذ الحدیث دیوبند مولانا جمیل احمد سکروڈوی شرح اصول شاشی میں متشابہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ خیال رہے کہ یہاں سے پہلے ان کی مراد کا معلوم نہ ہونا امت کے ساتھ خاص ہے ورنہ رسول ﷺ ان کی مراد سے واقف تھے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کو بھی ان کی مراد معلوم نہ ہوتو

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کے ساتھ آپ کو خطاب کرنے کا فائدہ باطل ہو جائے گا اس طرح نبی کے حق میں غیر معلوم المراد کی صورت میں مجمل اور متشابہ کے ساتھ کلام کرنا باطل ہوگا اور جو باطل کو مستلزم ہو وہ چونکہ خود باطل ہوتا ہے اس سے نبی کے حق میں مجمل اور متشابہ کا غیر معلوم المراد ہونا بھی باطل ہوگا، اس کی تائید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے۔ "فی کل کتاب سر و سر فی القرآن هذه الحروف" ہر کتاب میں کچھ راز کی باتیں ہوتیں ہیں اور قرآن میں اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان راز کی باتیں یہ حروف ہیں، الحاصل یہ بات ثابت ہوگئی کہ مجمل اور متشابہات کی مراد اگرچہ امت میں سے کسی کو معلوم نہیں ہے لیکن نبی ﷺ کو معلوم ہے۔ (اجمل الحواشی: ۱۳۰)

۶۔ مولانا عبدالغفار دیوبندی نے شرح اصول شاشی میں متشابہ کی بحث میں لکھا۔ تعریف: جس کلام میں اتنا خفا ہو کہ شارع کی طرف سے امت کے حق میں بیان آنے کی امید ہی دنیا میں ختم ہوگئی ہو، امت کی قید اس لیے ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کلام کی مراد کا علم ہوتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ متشابہ اللہ اور رسول کے درمیان ایک راز ہوتا ہے اور یہ راز امت کے لیے آخرت میں کھلے گا۔ (صفوۃ الحواشی، ۱۶۷)

۷۔ استاذ الحدیث دیوبند مولانا جمیل احمد سکروڈوی نے شرح نورالانوار میں اس پر تفصیلاً لکھا ہے۔

شارح نورالانوار ملا جیون نے فرمایا کہ ہم حنفیوں کے نزدیک متشابہ کی مراد کا یقینی طور پر معلوم نہ ہونا امت کے حق میں ہے یعنی یہ بات ہمارے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزدیک مسلم ہے کہ متشابہ کی یقینی طور پر مراد کسی امتی کو معلوم نہیں ہے اور رہا رسول ہاشمی ﷺ کا معاملہ سو آپ کو متشابہات کی مراد معلوم تھی۔ اس لیے کہ اگر رسول اکرم ﷺ کے لیے متشابہات کی مراد کا معلوم نہ ہونا تسلیم کرلیا جائے تو متشابہات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے کا فائدہ باطل ہو جائے گا اور العیاذ باللہ مہمل کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خطاب کرنا لازم آئے گا جیسے کسی آدمی کا عرب کے رہنے والے شخص کے ساتھ حبشی زبان میں کلام کرنا یعنی جس طرح تکلم بالمہمل اور تکلم بالزنجی مع العربی باطل ہے اسی طرح نبی کے حق میں غیر معلوم المراد ہونے کی صورت میں متشابہات کے ساتھ کلام کرنا بھی باطل ہوگا اور جو چیز باطل کو مستلزم ہو وہ چونکہ خود باطل ہوتی ہے اس لیے نبی کے حق میں متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا بھی باطل ہوگا اور جب نبی کے حق میں متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا باطل ہے تو معلوم المراد ہونا ثابت ہوگا، اس کی تائید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی قول سے بھی ہوتی ہے "**فی کل کتاب سرّ و سرّ فی القرآن هذه الحروف**" ہر کتاب میں کچھ راز کی بات ہوتی ہے اور قرآن میں اللہ اور رسول میں راز کی بات یہ حروف یعنی مقطعات قرآن ہیں پس رسول ان حروف کا راز داں اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ رسول ان کی مراد سے واقف ہو۔ بہرحال یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمارے نزدیک متشابہات کی مراد اگرچہ امت میں سے کسی کو معلوم نہیں ہے نہ علمائے راسخین کو نہ علمائے غیر راسخین کو اور نہ عوام الناس کو لیکن نبی کو معلوم ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ اور عامۃ المعتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ نبی کے علاوہ افرادِ امت میں سے علمائے راسخین بھی متشابہات کی مراد سے واقف ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ بعض قرأتوں میں ''الراسخون'' بغیر واؤ کے ہے اور بعض قرأتوں میں ''ویقول الراسخون'' ہے اور ان دونوں صورتوں میں ''الراسخون'' کا ''اللہ'' پر عطف نہیں ہوگا اور جب ''اللہ'' پر ''الراسخون'' کا عطف نہیں ہے تو متشابہات کی مراد کو جاننے میں راسخین اللہ کے ساتھ شریک بھی نہ ہوں گے پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ راسخین کو متشابہات کی مراد معلوم نہیں ہے لیکن اس پر یہ اعتراض واقع ہوگا کہ متشابہات رسول اللہ ﷺ کو بھی معلوم نہ ہو اس لیے کہ ''الا اللہ'' پر وقف واجب ہونے کی صورت میں متشابہات کی مراد کا معلوم ہونا اللہ کے ساتھ خاص ہوگا اور یہ اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ متشابہات کی مراد اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو نہ رسول اللہ ﷺ کو اور نہ راسخین فی العلم کو۔ حالانکہ یہ سابقہ بیان کے خلاف ہے کیونکہ سابق میں گذر چکا ہے کہ متشابہات کی مراد رسول اکرم ﷺ کو معلوم تھی ورنہ تخاطب کا فائدہ باطل ہو جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے قول ''وما یعلم تاویلہ الا اللہ'' کے معنی ہیں ''وما یعلم تاویلہ بدون الوحی الا اللہ'' یعنی متشابہ کی مراد بغیر وحی کے سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعہ متشابہ کی مراد معلوم تھی، پس اس صورت کے اندر آیت میں اللہ کا استثناء بھی درست ہوگا اور رسول اکرم ﷺ کا متشابہ کی مراد سے واقف ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ (قوت الاخیار، ۲: ۵۰، ۵۱)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بقیہ چار کا معاملہ

پہلے جواب کا خلاصہ پانچ چیزیں تھیں اب تک ان میں سے پانچویں پر گفتگو آئی۔

پہلی بات

بقیہ چار میں پہلی بات یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ عبارت التوضیح کی نہیں بلکہ التنقیح کی ہے۔

ا۔ گذارش یہ ہے کہ ہم نے اسے کب توضیح کی عبارت قرار دیا ہے ہم نے اس عبارت کے بارے میں کہا تھا کہ یہ صاحبِ توضیح کی عبارت ہے دیکھئے ہمارے اعتراض میں دو دفعہ یہ الفاظ ہیں۔

الف۔ حالانکہ صاحبِ توضیح کی یہ اگلی تصریح آپ کو بھی دیکھ لینی چاہیے تھی۔ "لان النبی اسبق الناس فی العلم وانہ یعلم المتشابہ"

ب۔ پھر اس عبارت کے ترجمہ کے بعد ہمارے الفاظ ہیں۔

صاحب توضیح تو نہایت ہی اعلانیہ طور پر حضور ﷺ کے لیے متشابہ کا علم مان رہے ہیں ممکن ہے یہ مقام آپ کی نگاہوں سے اوجھل رہ گیا ہو؟

اس پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ خود آپ نے ہمارا جو اعتراض نقل کیا ہے اس میں بھی صاحب توضیح کا ہی لفظ ہے، پھر دیکھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیجیے۔ (نصرۃ العلوم، ۳۳۷)

اب سوال یہ ہے کہ کیا التنقیح (جو انہی کی ہے) کی عبارت کو صاحب توضیح کی عبارت کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کہا جاسکتا ہے تو الحمدللہ ہم سچے ہیں کیونکہ جب پوری کتاب التنقیح کو صاحب توضیح کی کتاب کہا جاسکتا ہے تو اس کی ایک عبارت کے بارے میں ایسا کیوں نہیں کہا جاسکتا ہاں اگر ایسا کہنا درست نہیں تو پھر آپ سچے ہیں، الغرض ہم نے اسے توضیح کی عبارت نہیں لکھا بلکہ اسے صاحب توضیح کی عبارت قرار دیا جو واقع کے مطابق ہے۔

۲۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حوالہ آگے التوضیح کا ہے نہ کہ التنقیح کا، لیکن ہم اس سلسلہ میں عرض کریں گے ہم نے عرف کا خیال رکھتے ہوئے ایسا کیا کیونکہ اس کتاب کا نام "التوضیح والتلویح" ہی مشہور ہے، آپ کسی بھی نصاب کو اٹھائیں اس میں اس کا یہی نام ملے گا۔

۳۔ کیا التنقیح، صاحب توضیح کی کتاب نہیں؟ اگر ہے جیسا کہ آپ نے جواب میں لکھا: "پھر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ التنقیح اور التوضیح متن اور شرح کا مصنف ایک ہی ہے۔ (ایضاً، ۳۳۰)

پھر ہم نے کون سا مغالطہ کھایا، ہم نے بھی یہی کہا کہ صاحب توضیح نے یہ لکھا ہے۔

۴۔ آپ نے جب اسے التنقیح کی عبارت تسلیم کیا ہے تو اسے صاحب توضیح کی کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

۵۔ جب ہماری پیش کردہ عبارت موجود ہے اور وہ صاحب توضیح ہی کی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے پھر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کیا ضرورت؟

دوسری بات

آپ کا فرمان کہ بندہ کو التنقیح اور التوضیح میں فرق معلوم نہیں اس پر کچھ کہنا مناسب نہیں ہاں یہ ضرور کہنا چاہیے کہ آپ کو جب توضیح اور صاحب توضیح کا فرق معلوم ہے تو پھر ہم پر یہ اعتراض کیوں؟

تیسری بات

پھر آپ نے کہا چونکہ التنقیح اور التوضیح کی عبارت میں تعارض ہے اور تعارض کے وقت بعد والی عبارت کا اعتبار ہوتا ہے لہٰذا ہم شرح کی عبارت کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ متشابہات کا علم کسی کو نہیں ملا، آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

"قاعدہ ہے کہ اگر کسی آدمی کی عبارات کا بظاہر تعارض ہو تو اس کی بعد والی بات کا اعتبار ہوتا ہے۔ التنقیح متن ہے اور التوضیح شرح ہے اور متن یقیناً پہلے اور شرح بعد میں ہوتی ہے تو اعتبار التوضیح کی عبارت کا ہوگا جس میں صراحت ہے۔ "ولم یظهر احدا من خلقه علیه" کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی متشابہات پر مطلع نہیں کیا۔ (نصرۃ العلوم ۳۴)

ہماری گذارشات

۱۔ ماتن نے پوری کتاب کی شرح لکھی اگر شرح لکھتے وقت اس کی رائے وہ بن چکی تھی جو آپ بیان کر رہے ہیں تو پھر افعال النبی ﷺ میں جا کر وہ کیوں خاموش گزر گئے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ وہاں ان کا فرض نہیں تھا کہ وہ تصریح کرتے میں نے متن میں جو یہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں یہ غلط ہے اب میری رائے یہ ہے کہ آپ کو بھی ان کا علم نہیں دیا گیا جیسا کہ میں نے ابتدا کتاب میں تصریح کر دی ہے۔

۳۔ عبارات کے درمیان آپ تعارض فرما رہے ہیں مصنف کو یہ تعارض کیوں دکھائی نہ دیا؟

۴۔ کسی شارح یا محشی نے اس تعارض کی نشاندہی کی یا یہ آپ کو ہی محسوس ہوا ہے۔

۵۔ اگر کسی نے ان عبارات میں تعارض مانا ہے تو اس کی نشاندہی آپ کا فرض ہے۔

۶۔ کیا یہ وہی صورت حال نہیں جو پہلے حوالہ جات کے ساتھ واضح کر دی ہے کہ امت پر متشابہات کا علم اشکار نہیں ہاں رسول ﷺ پر اشکار ہیں اور ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں۔ اور یہ بات حواشی اصول شاشی سے لے کر آخر تک تمام کتب میں موجود ہے۔

۱۔ مثلاً جب صاحب اصول الشاشی نے کہا کہ مجمل و متشابہ کی مراد چونکہ بیان سے پہلے کسی پر اشکار نہیں ہوتی لہٰذا اس وقت تک ان کے حق ہونے کا اعتقاد ضروری ہے، اس سے مغالطہ ہوسکتا تھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ پر بھی یہ اشکار نہ ہوں تو اہل علم نے وہاں یہ تصریح کر دی کہ یہ معاملہ فقط امت کا ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا، مزید حوالہ جات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملاحظہ کر لیجئے۔

مولانا برکت اللہ حاشیہ اصول شاشی میں واضح کرتے ہیں متشابہ کی جو تعریف کی گئی ہے کہ دنیا میں اس سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔

بالنسبة الى الامة واما بالنسبة الى النبي عليه الصلاة والسلام فمعلوم وقت نزول القرآن بلا تفرقة بينه و بين سائر القرآن كيلا يلزم السفه لان التخاطب بما لا يفهم المخاطب سفه (احسن الحواشی، ۲۵)

یہ امت کا معاملہ ہے رہا معاملہ حضور ﷺ کا تو آپ انہیں وقت نزول سے جانتے ہیں آپ کے ہاں ان میں اور بقیہ قرآن میں کوئی تفریق نہیں۔ ورنہ سفاہت لازم آئے گی کیونکہ مخاطب کو ایسے الفاظ سے خطاب کرنا بے وقوفی ہوتی ہے جو اسے سمجھ نہ آئیں۔

کچھ دیگر حواشی اصول شاشی کے حوالہ جات پہلے بھی آ چکے ہیں۔

۲۔ جب امام نسفی نے المنار میں متشابہ کی تعریف کی کہ جس کی معرفتِ مراد کی امید ہی ختم اور وہ اس کا معنی ہرگز کسی پر آشکار نہیں ہو سکتا تو شیخ احمد ملا جیون نے اس کی شرح میں لکھا:

هذا في حق الامة واما في حق النبي ﷺ فكان معلوما والا تبطل فائدة التخاطب ويصير التخاطب بالمهمل كالتكلم

یہ امت کے حق میں ہے اور حضور ﷺ کو متشابہات معلوم ہیں ورنہ فائدہ تخاطب باطل اور تخاطب مہمل کے ساتھ لازم آئے گا۔ جیسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالزنجی مع العربی　　　　کوئی حبشی، عربی سے کلام کرے۔

(نورالانوار، ۹۳)

۳۔　　حسامی لے لیجئے (جس کا آپ کے والد گرامی نے بھی حوالہ دیا) متشابہ کی تعریف میں لکھا۔

مالاطریق لدر که اصلا　　　　جس کے درک کا ہرگز کوئی طریق نہیں۔

اس کے تمام شارحین بشمول علماء دیوبند (جیسا کہ پہلے آیا) نے تصریح کی ہے کہ یہ بات امت کے حوالہ سے ہے نہ کہ حضور ﷺ کے حوالہ سے، اس کے ایک مسلم شارح مفسر القرآن شیخ ابومحمد عبدالحق حقانی کے الفاظ درج کر دیتے ہیں جب صاحب حسامی نے کہا اس کی مراد پر دائمی خاموشی لازم ہے تو شارح نے لکھا اور ساتھ اصول فقہ کے امام کا بھی حوالہ دیا۔

فی حقنا لان النبی ﷺ کان　　　　کہ یہ ہمارے (امت) حق میں
یعلم المتشابهات کما صرح به　　　　ہے کیونکہ نبی ﷺ تمام متشابہات کا
فخرالاسلام فی اصوله　　　　علم رکھتے ہیں، جیسا کہ اس پر امام
(النامی، ۳۱)　　　　فخرالاسلام نے اصول بزدوی میں
تصریح کی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کے علم میں ہے کہ یہ تمام حواشی اور شروحات ان متون سے بعد کے ہیں۔

یہاں اس طرف بھی متوجہ ہونا ضروری ہے کہ اگر امام صدرالشریعۃ کی عبارت میں تعارض ہے تو ان تمام اہل علم کی عبارات میں بھی تعارض ماننا پڑے گا لیکن یہ بات کوئی صاحب فہم و شعور نہیں کہہ سکتا کیونکہ انہوں نے عمداً یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصریحات کی ہیں تاکہ کسی کو تعارض نظر ہی نہ آئے الغرض اگر حبیب خدا ﷺ کے لیے متشابہات کا علم نہ مانیں تو تعارض ہی تعارض اور اگر مان لیا جائے تو ایک تعارض ہی نہیں بلکہ تمام اشکالات ختم حتی کہ صحتِ قرآن واسلام پر بھی حرف نہیں آئے گا۔

۴۔ کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ مصنف نے شرح کے وقت بھی اپنا متن والا موقف ہی ثابت رکھا کہ آپ ﷺ متشابہ اور مجمل کا علم رکھتے ہیں۔ کیونکہ اپنے متن۔

لانه اسبق الناس فی العلم وانه یعلم المتشابه والمجمل فمحال ان یخفی علیه معانی النصوص	آپ ﷺ علم میں تمام لوگوں سے کہیں آگے ہیں اور آپ ﷺ تمام متشابہات اور مجملات کا علم رکھتے ہیں تو معانی نصوص کا آپ پر مخفی ہونا محال ہے۔

کے تحت صرف یہ اضافہ کیا۔

المراد بها العلل	معانی سے مراد (ان کی) علل ہیں۔

(التوضیح، ۲: ۴۹۲)

۵۔ ان الفاظ کے ذریعے انہوں نے یہ حقیقت آشکار کر دی کہ آپ ﷺ تو نصوص (متشابہ و مجمل سمیت) سے ہی فقط آگاہ نہیں بلکہ اُن کی علل سے بھی آگاہ ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھی بات

آپ کے پہلے جواب میں چوتھی بات یہ ہے کہ التنقیح کی عبارت میں اذا شرطیہ ہے جو واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ تمام متشابہات کا علم نہیں رکھتے، آپ کے الفاظ ہیں۔

''اور التنقیح کی عبارت کا مفہوم کتاب کے سیاق وسباق کو ملحوظ رکھ کر یہی ثابت ہوتا ہے کہ متشابہ اور مجمل کا اس قدر علم مراد ہے جس سے نص کے معانی ظاہر ہوں اسی لیے آگے عبارت ہے ''فاذا وضح له لزمه العمل'' پس جب آپ کے سامنے اس (متشابہ اور مجمل کے وضاحت ہوگی تو اس پر عمل ضروری ہوگا مصنف نے اذا شرطیہ کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے کہ جس سے مراد یہ ہے کہ جب وضاحت آپ کے سامنے ہوگی تو عمل ضروری ہوگا اور جب ظاہر نہ ہوگی تو عمل بھی نہ ہوگا اگر مصنف کے ہاں مجمل اور متشابہ کا بالکلیۃ علم مراد ہوتا تو وہ یوں کہتا کہ جب تمام مجملات اور متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو تمام آپ کے سامنے واضح ہوں گے اس لیے سب متشابہات اور مجملات پر عمل ضروری ہے۔

(نصرۃ العلوم، ۳۴)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حقیقت یہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ امام صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود (۷۴۲) کی عبارت کا ہرگز یہ مفہوم نہیں جو آپ نے سمجھا ہے کہ ''اگر علم ہوا تو عمل کریں گے اور اگر علم نہ ہوا تو عمل نہیں'' بلکہ وہ تو اعلانیہ طور پر کہہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ تمام نصوص (خواہ وہ مجمل ہیں یا متشابہ) کا علم رکھتے ہیں بلکہ آپ پر معانی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصوص کا مخفی و پوشیدہ رہنا محال ہے اس حقیقت کو آشکار کرنے کے لیے ہم ان کی تمام عبارت سامنے لاتے ہیں۔

مختار یہی ہے کہ حضور ﷺ پر اجتہاد لازم وضروری ہے اس پر چوتھی دلیل دیتے ہوئے لکھا۔

لانه اسبق الناس فی العلم وانه یعلم المتشابه والمجمل فمحال ان یخفی علیه معانی النصوص فاذا وضح له لزمه العمل
(التنقیح مع التوضیح، ۴۹۲)

چونکہ آپ ﷺ علم میں تمام لوگوں سے کہیں آگے ہیں اور آپ متشابہ اور مجمل کا علم رکھتے ہیں کیونکہ آپ پر نصوص کے معانی کا پوشیدہ و مخفی ہونا محال ہے تو جب آپ پر یہ واضح ہیں تو عمل بھی لازم ہوگا۔

پھر جب انہوں نے ان کلمات کی شرح کی تو صرف ان الفاظ کا اضافہ کیا۔

المراد بها العلل

کہ معانی سے مراد علل ہیں۔

کہ آپ ﷺ پر نصوص کے معانی کیسے مخفی ہوں گے جبکہ آپ ﷺ تو ان نصوص کی علل سے بھی واقف ہیں۔

یاد رہے امام صدرالشریعہ نے اجتہاد نبوی ﷺ پر چوتھی دلیل دیتے ہوئے جو الفاظ تحریر کیے ہیں تقریباً امام فخرالاسلام بزدوی (۴۸۲ھ) کے الفاظ بھی یہی ہیں انہوں نے لکھا۔

لان الرسول ﷺ اسبق الناس فی العلم حتی وضح له ماخفی علی غیره من المتشابه فمحال

رسول ﷺ علم لوگوں سے کہیں آگے ہیں حتی کہ آپ ﷺ پر وہ متشابہات بھی آشکار و واضح ہیں

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان یخفی علیه معانی النص واذا وضع له لزمه العمل به لان الحجة للعمل شرعت
(اصول بزدوی، باب تقسیم السنۃ)

جنہیں کوئی نہیں جانتا تو آپ پر معانی نصوص کا پوشیدہ ہونا محال ہے جب آپ کے لیے یہ واضح ہیں تو عمل (اجتہاد) لازم کیونکہ حجت عمل کے لیے مشروع ہے۔

پانچ گواہیاں

ان کی عبارت کا جو مفہوم ہم نے بیان کیا ہے اس پر پانچ گواہیاں پیش کر رہے ہیں۔

پہلی گواہی، شارحین کی تائید

ہمیں ان تمام اہل علم کی تائید حاصل ہے جنہوں نے اس عبارت کی شرح کی ہے۔ مثلاً سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷۹۴) نے امام صدرالشریعہ کے اجتہاد نبوی ﷺ پر پانچ دلائل کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ انہوں نے مختار قول کی پانچ وجوہ بیان کی ہیں۔

الاول وجوب الاجتهاد علیه لعموم قوله تعالی فاعتبروا یا اولی الابصار والثانی وقوعه من غیره من انبیاء علیهم السلام کداود علیه السلام وسلیمان علیه السلام ولاقائل

پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی فاعتبروا یااولی الابصار واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ پر اجتہاد لازم ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالفرق والثالث وقوعه منه عليه السلام فی قصة الخثعمية وجواز قبلة الصائم والرابع انه عالم بعلل النصوص وكل من هو عالم بها يلزمه العمل فی صورة الفرع الذی يوجد فيه العلة وذلک بالاجتهاد والخامس انه عليه السلام شاور اصحابه فی کثير من الامور (التلويح، ۲: ۴۹۲)	نے اجتہاد فرمایا اور کوئی بھی اس حوالہ سے انبیاء میں فرق کا قائل نہیں تیسری وجہ یہ ہے کہ واقعۂ خثعمیۃ اور جواز قبلہ صائم میں آپ ﷺ نے اجتہاد فرمایا چوتھی وجہ یہ کہ آپ ﷺ نصوص کے علل سے واقف ہیں اور جو بھی ان سے آگاہ ہے اس فرع پر عمل لازم ہوگا جس میں وہ علت موجود ہے اور اس کی وجہ اجتہاد ہی ہے پانچویں وجہ یہ کہ آپ ﷺ نے بہت سے امور میں صحابہ سے مشورہ لیا۔

اصول بزدوی کے دو شارحین کی گفتگو نقل کر رہے ہیں جو ہمارے مدعیٰ کو خوب آشکار کر رہی ہے۔

۱۔ امام علاؤ الدین عبدالعزیز بخاری (۷۳۰) اس عبارت کے تحت رقمطراز ہیں، حضور ﷺ کے اجتہاد پر ایک دلیل یہ ہے۔

ان الاجتهاد مبنی علی العلم بمعانی النصوص ورسول ﷺ اسبق الناس فی العلم ای اكملهم فيه حتی كان يعلم	اجتہاد کی بنیاد نصوص کے معانی کا علم ہے رسول اللہ ﷺ علم میں لوگوں سے کہیں آگے ہیں یعنی علم میں ان سے اکمل ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المتشابه الذی لایعلمه أحد من الامة بعده

متشابہات کو بھی جانتے ہیں جنہیں امت میں سے کوئی نہیں جانتا۔

اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں۔

ثم الشیخ رحمه الله ذکرھھنا ان المتشابه وضح للرسول علیه السلام دون غیره وھکذا ذکر شمس الآئمة

شیخ (فخرالاسلام) رحمہ اللہ نے یہاں واضح کر دیا کہ متشابہات حضور ﷺ پر آشکار ہیں کسی دوسرے پر نہیں، امام شمس الائمہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(کشف الاسرار: ۳،۳۹۰)

۲۔ امام حسام الدین حسین سغناقی (۷۱۴ھ) نے امام فخرالاسلام کے الفاظ۔ حتی و ضح له ما خفی کے تحت لکھا۔

دلیل علی ان النبی علیه السلام کان یعلم المتشابه

یہ الفاظ دلیل ہیں کہ آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

(الکافی شرح بزدوی، ۳،۱۵۶۸)

کیا یہ تمام شارحین واضح نہیں کر رہے کہ متشابہات اور مجملات حضور ﷺ پر آشکار ہیں بلکہ وہ تو متشابہات کے علم پر اسے دلیل بنا رہے ہیں مگر آپ والا مفہوم تو کسی نے بھی نہیں لیا کہ اگر یہ آپ پر واضح ہوں گے تو آپ اجتہاد فرمائیں گے ورنہ نہیں۔

دیگر اہل علم کی تائید

اگرچہ پہلے متعدد عبارات گزری ہیں جن میں اذا کا وجود ہی نہیں لیکن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہاں بھی کچھ کا ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ ہمارے موقف میں کوئی خفا نہ رہ جائے۔

۱۔ امام شمس الائمہ ابوبکر بن احمد سرخسی (۴۹۰) حضور ﷺ کے اجتہاد پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اجتہاد چونکہ نصوص کے معانی کے علم پر مبنی ہوتا ہے۔

ولاشک ان درجته علیه السلام فی ذلک اعلیٰ من درجة غیره وقد کان یعلم المتشابه الذی لا یقف احدمن الامة بعده علی مغاه

بلاشبہ آپ ﷺ کا درجہ دوسروں سے کہیں اعلیٰ و بلند ہے آپ ﷺ تو متشابہات کا بھی علم رکھتے ہیں جن کے معنی پر کوئی امت میں سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔

(اصول السرخی، ۲، ۹۴)

۲۔ شارح منار امام ابن الملک (۸۰۱) نے اسی کو آشکار کرتے ہوئے لکھا:

ان المتشابهات کانت معلومة للنبی ﷺ (شرح المنار:۳۶۶)

حضور ﷺ کو متشابہات کا علم ہے۔

۳۔ علامہ محمد فیض الحسن متشابہ کی تعریف واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، امت تو اس کے مفہوم سے دنیا میں آگاہ نہیں ہوسکتی رہا معاملہ رسول اللہ ﷺ کا۔

فمعلوم وقت نزول القرآن بلا تفرقة بینه و بین سائر القرآن

(عمدۃ الحواشی، ۷۲)

تو آپ ﷺ وقت نزول سے انہیں جانتے ہیں، آپ کے لیے ان متشابہات اور دیگر قرآن میں کوئی تفریق نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ تو التنقیح والتوضیح کی عبارت پر گفتگو تھی۔

عبارت حسامی کی تشریح، استاذ حدیث وتفسیر دیو بند کی زبانی

آپ کے والد گرامی نے حسامی کی بھی ایک عبارت عدمِ علم پر نقل کی ہے۔ ہم پہلے وہ عبارت نقل کر دیتے ہیں پھر اس کی تشریح دارالعلوم دیو بند کے استاد حدیث وتفسیر مولانا جمیل احمد سکروڈوی کی زبانی ذکر کر دیتے ہیں، حسامی کی عبارت ہے۔ "**وھو مالا طریق لدرکہ اصلاً**"

اس کی تشریح کرتے ہوئے موصوف استاد لکھتے ہیں:

یہ خیال رہے کہ متشابہات کی مراد کا معلوم نہ ہونا امت کے ساتھ خاص ہے ورنہ رسول اکرم ﷺ متشابہات کی مراد سے واقف تھے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر رسول اکرم ﷺ کے لیے متشابہات کی مراد کا معلوم نہ ہونا تسلیم کرلیا جائے تو متشابہات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرنے کا فائدہ باطل ہو جائے گا اور العیاذ باللہ مہمل کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خطاب کرنا لازم جیسے کسی حبشی کا عربی کے ساتھ حبشی زبان میں کلام کرنا درآں حالیکہ عربی حبشہ کی زبان سے ناواقف ہو پس جس طرح تکلم بالمہمل اور تکلم بالزنجی مع العربی باطل ہے اسی طرح نبی کے حق میں غیر معلوم المراد ہونے کی صورت میں متشابہات کے ساتھ کلام کرنا بھی باطل ہوگا اور جو چیز باطل کو مستلزم ہو وہ چونکہ خود باطل ہوتی ہے اس لیے نبی کے حق میں متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا بھی باطل ہوگا اور جب نبی کے حق میں متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا باطل ہے تو معلوم المراد ہونا ثابت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اس کی تائید صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے "فی کل کتاب سر وسر فی القرآن هذه الحروف" ہر کتاب میں کچھ راز کی باتیں ہوتی ہیں اور قرآن میں اللہ اور رسول کے درمیان راز کی باتیں یہ حروف یعنی متشابہات قرآن ہیں۔ پس رسول اللہ متشابہات کے راز داں اسی وقت ہوسکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ان کی مراد سے واقف ہوں۔ بہرحال یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ متشابہات کی مراد اگرچہ امت میں سے کسی کو معلوم نہیں لیکن نبی ﷺ کو معلوم ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ باری تعالیٰ کے قول "وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم" میں اگر الا اللہ پر وقف کیا گیا تو متشابہات کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہوگا اور امت کے لوگوں کی طرح رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات کی مراد سے ناواقف ہوں گے اور جب ایسا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا متشابہات کی مراد جاننے والوں سے استثناء کرنا کیسے درست ہوگا اور اگر الا اللہ پر وقف نہ کیا جائے بلکہ الراسخون پر کیا جائے تو متشابہات کے علم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ خاص نہ ہوں گے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ راسخین بھی متشابہات کی مراد سے واقف ہوں گے اور جب ایسا ہے تو متشابہات کی مراد نے جاننے والوں سے صرف رسول اللہ کا استثناء درست نہ ہوگا بلکہ راسخین فی العلم بھی اسی زمرہ میں شامل ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ...... الا اللہ پر وقف ہے اور نزول آیت سے پہلے متشابہات کا علم صرف اللہ کو تھا لیکن نزول آیت کے بعد رسول اللہ کو بذریعہ وحی اس کی تعلیم دے دی گئی اور آپ بھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متشابہات کی مراد واقف ہو گئے۔ اور جب ایسا ہے تو الا اللہ پر وقف کرنے کے باوجود یہ کہنا درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات کی مراد سے واقف تھے۔ آگے جا کر لکھتے ہیں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو ناخواندہ اور جاہل ہیں ان کی آزمائش تو یہ ہے کہ وہ علم حاصل کریں اور علم سیکھنے میں مشغول ہوں اور دوسرے لوگ عالم اور پڑھے لکھے ہیں ان کی آزمائش یہ ہے کہ وہ متشابہات اور راز و نیاز کی باتوں میں سر نہ کھپائیں کیونکہ متشابہات اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز کی باتیں ہیں انہیں اللہ اور رسول کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں جانتا ہے۔ دونوں قسموں کی آزمائش اس طور پر ہوئی کہ ہر ایک آزمائش اس کی تمنا اور خواہش کے برعکس ہوتی ہے۔ پس جاہل کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ علم کی تحصیل اور اس میں غور و فکر کرنے کو ترک کر دیا جائے لہٰذا اس کو تحصیل علم اور اشتغال علم کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہے۔ اور عالم کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز سے مطلع رہے لہٰذا اس کو ہمہ دانی کے جذبہ کو ترک کرنے کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہے۔ الحاصل متشابہات نازل فرما کر جہلاء کو تو تحصیل علم کی ترغیب دی گئی ہے اور علماء کو متشابہات میں غور و فکر کرنے سے روکا گیا ہے۔

(فیض سبحانی شرح حسامی، ۱۶۹ تا ۱۷)

دوسری گواہی، عبارت میں قرینہ

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ خود امام صدر الشریعۃ اور امام فخر الاسلام کی عبارت میں واضح طور پر قرینہ موجود ہے کہ آپ ﷺ تمام نصوص کے معانی سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگاہ ہیں خواہ وہ مجمل ہیں یا متشابہ، کیا ان کے یہ الفاظ نہیں۔

فمحال ان یخفی علیه معانی النصوص (التنقیح: ۲، ۴۹۲)

یہ محال ہے کہ حضور ﷺ پر نصوص کے معانی پوشیدہ ومخفی رہیں۔

کیا ان نصوص میں مجمل و متشابہ شامل نہیں؟

تیسری گواہی، عبارت میں تضاد

وہ شامل بلکہ یقیناً شامل ہیں تو اب اگر دونوں جگہ تمام نصوص بشمول مجمل و متشابہ مراد لیے جائیں تو عبارت میں تضاد نہ ہوگا اور اگر آپ والا مفہوم لیا جائے تو ان کی عبارات میں تضاد ہوگا پہلے فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ پر نصوص کے معانی مخفی نہیں اور پھر فرما رہے ہیں اگر واضح ہوں گے تو پھر عمل ہوگا ورنہ نہیں۔

اس لیے ہم پر لازم ہے کہ وہی معنی کریں جو ان کا مقصود ہے اور جسے دیگر شارحین نے بھی واضح کر دیا ہے۔

چوتھی گواہی، مجمل کا عدمِ علم

اگر آپ کا بیان کردہ مفہوم تسلیم کرلیا جائے تو پھر متشابہ ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کو مجمل کا بھی علم نہ ہوگا کیونکہ ان کی عبارت میں جیسے پہلے متشابہ کا ذکر ہے اس طرح مجمل کا بھی تذکرہ ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔

انه کان یعلم المتشابه والمجمل جب آپ نے اذا شرطیہ بنا کر اگر مگر کا مسئلہ پیدا کر دیا تو یہاں سے یہ بھی لازم آجائے گا کہ آپ ﷺ تمام مجملات کا علم بھی نہیں رکھتے کیونکہ تمہارا کہنا یہ ہے۔

"مصنف نے اذا شرطیہ کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے جس سے مراد یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اگر مصنف کے ہاں مجمل و متشابہ کا بالکلیہ علم مراد ہوتا تو وہ یوں کہتا کہ جب آپ تمام مجملات اور متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو تمام آپ کے سامنے واضح ہوں گے اس لیے سب متشابہات اور مجملات پر عمل ضروری ہے حالانکہ یہ نہ کسی دلیل سے ثابت اور نہ ہی التنقیح اور التوضیح کی کوئی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے۔ (نصرۃ العلوم:۳۴)

اگر آپ ﷺ تمام مجملات کا علم بھی نہیں رکھتے تو پھر قرآنی اجمالات کے بیان کی ذمہ داری آپ پر کیسے ہوگی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ ذمہ داری سونپی ہے۔

یہ بات اسقدر واضح ہے کہ گفتگو کی حاجت نہیں مگر پھر بھی قارئین کے سامنے چند آیات قرآنی اور ان کی تفسیر لے آتے ہیں تا کہ کوئی الجھن ہی نہ رہے۔

ا۔معانی سے آگاہی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار مقامات پر حضور ﷺ کے فرائض نبوت یہ بیان فرمائے ہیں۔

(۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب
(۳) تعلیم حکمت (۴) تزکیہ

آپ کسی بھی تفسیر کا مطالعہ کریں اس میں ان کے تحت مفسرین نے آشکار کیا ہے کہ آپ ﷺ نے امت کو جیسے قرآن کے الفاظ سے آگاہ کیا ایسے ہی ان کے معانی سے بھی حسب مرتبہ آشکار فرمایا یہاں یہاں اجمال تھا اسے اپنے قول اور عمل سے دور کر دیا تا کہ تاقیامت لوگ اس سے رہنمائی پا سکیں اور

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں کوئی الجھن درپیش نہ رہے۔

۲۔بیان اجمالِ حضور کی ذمہ داری

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہاں تک واضح کر دیا کہ لوگوں کے لیے قرآنی اجمال کا دور کرنا حضور ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد رب العزت ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون (سورة النحل، ۴۴)	اور ہم نے نازل فرمایا آپ کی طرف ذکر تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ فکر کریں۔

یہاں ایک سوال ہوا کہ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمام قرآن مجمل ہے، اس کا جواب دیتے ہوئے امام فخر الدین رازی (۶۰۶) رقمطراز ہیں:

ان القرآن منه محکم ومنه متشابه والمحکم یجب کونه مبینا فثبت ان القرآن لیس کله مجملا بل فیه مایکون مجملا فقوله (لتبین للناس مانزل الیھم) محمول علی المجملات	بعض قرآن محکم اور بعض متشابہ ہے محکم کا واضح ہونا لازم ہے تو ثابت ہو گیا قرآن تمام کا تمام مجمل نہیں بلکہ اس کا بعض مجمل ہے تو یہ ارشاد ربانی (تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا) قرآنی مجملات کے بارے میں ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظاهر هذه الاية يقتضى ان يكون الرسول صلی اللہ علیہ وسلم هو المبين لكل ما انزله الله تعالىٰ على المكلفين

اس آیت کا ظاہر تقاضا کر رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام بیان فرما دیا جو مکلفین پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔

اس پر مانعین قیاس کا اعتراض نقل کیا کہ پھر قیاس کی ضرورت کیا؟

جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انه صلی اللہ علیہ وسلم لما بين ان القياس حجة فمن رجع فى تبيين الاحكام والتكاليف الى القياس كان ذلك فى الحقيقة رجوعاً الى بيان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

(مفاتيح الغيب، جز ۲۰، ۲۱۲)

حضور ﷺ نے ہی واضح کیا کہ قیاس حجت ہے تو جو تفصیل احکام و تکالیف میں قیاس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ درحقیقت بیان رسول ﷺ کی طرف ہی رجوع کر رہا ہوتا ہے۔

۲۔ امام ابوعبداللہ محمد احمد قرطبی (۶۷۱) لکھتے ہیں۔

فالرسول مبين عن الله عزوجل مراده مما اجمله فى كتابه من احكام الصلاة والزكاة وغير ذلك مما لم يفصله

(الجامع الاحکام القرآن: ۱۰، ۹۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں جو احکام نازل فرمائے مثلاً نماز، زکوٰۃ اور دیگر اور ان کی تفصیل وہاں نہیں فرمائی ان تمام کو رسول اللہ ﷺ اللہ کے حکم سے بیان فرمانے والے ہیں۔

۳۔ امام عماد الدین اسماعیل ابن کثیر (۷۷۴) نے کیا ہی خوبصورت تفسیر کی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ای من ربهم لعلمک بمعنی ما انزل اللّٰہ الیک وحرصک علیه واتباعک له ولعلمنا بانک افضل الخلائق وسید ولد آدم فتفصل لهم ما اجمل وتبین مااشکل	(جو نازل کیا گیا ہے) ان کے رب کی طرف سے کیونکہ آپ ﷺ ان کے معانی سے آگاہ ہیں جو آپ کی طرف نازل ہوا۔ آپ اس کا خوب شوق رکھتے ہوئے اس کی اتباع بھی کرتے ہیں اور اس لیے بھی کہ ہم جانتے ہیں تم تمام مخلوق سے افضل اور اولاد آدم کے سربراہ ہو تو ان کے لیے مجملات کی تفصیل اور مشکلات کا بیان کرو۔
(تفسیر القرآن، ۲، ۵۴۷۱)	

۴۔ شیخ صدیق حسن خاں قنوجی (۱۳۰۷) نے لکھا قرآن کی تفصیل سنت ہے:

والمبین لذلک المجمل هو الرسول ﷺ...... فهذه الآیة محمولة علی ما اجمل فیه دون المحکم المبین المفسر	ان مجملات کو بیان کرنے والے فقط رسول اللہ ﷺ ہی ہیں...... تو یہ آیت مبارکہ قرآن کے اجمالات کے حوالہ سے ہے نہ کہ محکم اور واضح احکام کے حوالہ سے۔
(فتح البیان، ۴: ۳۳)	

۵۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رقمطراز ہیں۔

آج تم کو (اے محمد ﷺ) ہم نے ایسی کتاب دے کر بھیجا جو تم کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیائے سابقین کے علوم کی مکمل یادداشت ہے آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کے لیے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں اور اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کر دیں۔
(تفسیر عثمانی:۱۴)

۶۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی کے الفاظ ہیں۔

''اور رسول اللہ ﷺ کو اس آیت میں مامور فرمایا ہے کہ آپ قرآن کی نازل شدہ آیت کا بیان اور وضاحت لوگوں کے سامنے کر دیں اس میں اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف اور احکام کا صحیح سمجھنا رسول کریم ﷺ کے بیان پر موقوف ہے۔ (معارف القرآن:۵،۳۴۸)

۷۔ امام تاج الدین سبکی (۷۷۱) نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ''لتبین للناس'' کے تحت کیا خوب فرمایا ہے۔ یہ مبارک الفاظ بتا رہے ہیں اجمالات کا۔

ان الرسول ﷺ هو المبين لا غيره
(رفع الحاجب:۴،۳۱۳)

بیان کرنے والے حضور ﷺ ہی ہیں آپ کے علاوہ کسی کی یہ شان نہیں۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

والحق انه ﷺ هو المبين اذا لكل ورد على لسانه ﷺ فكان المبين للكل بالكتاب تارة وبالسنة تارة
(ایضاً، ۳۰۹)

حق یہ ہے کہ آپ ﷺ ہی مبین ہیں کیونکہ تمام کا صدور آپ ﷺ کی زبان مقدس سے ہوا تو تمام کے بیان فرمانے والے آپ ہی ہیں کبھی قرآن سے کبھی سنت سے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ بیان قرآن، وعدہ الٰہی

قرآن مجید میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن کے تمام معانی و تشریح سے آگاہ فرما دیا خواہ ان کا تعلق قرآنی اجمالات سے ہے یا متشابہات سے، ارشاد باری تعالیٰ ہے اے نبی ﷺ۔

لاتحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه و قرانه فاذا قرانه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه

(سورۃ القیامۃ، ۱۶،تا۱۹)

اپنی زبان کو اس کے سیکھنے کے لیے جلد حرکت میں نہ لاؤ بلاشبہ ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور پڑھنا پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو اس پڑھنے کی اتباع کرو پھر ہمارا ہی ذمہ ہے اسے کھول کر بیان کرنا۔

ا۔ امام اسمٰعیل بن کثیر (م۷۷۴ھ) اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تکفل الله له ان یجمعه فی صدره وان ییسره لا دائه علی الوجه الذی القاه الیه وان یبینه له ویفسره و یوضحه

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا کہ وہ اسے آپ کے سینہ میں جمع، اس کے من وعن پہنچاتے اور اسے آپ کے لیے واضح اور خوب بیان فرمائے گا۔

اس کے بعد فرماتے ہیں یہ تین انعامات ہوئے:

فالحالة الاولی جمعه فی صدره والثانیة تلاوته والثالثة تفسیره وایضاح معناه

(تفسیر القرآن العظیم، ۴، ۴۴۹)

پہلی حالت اسے آپ کے سینہ اقدس میں جمع کرنا دوسری اس کی تلاوت اور تیسری اس کی تفسیر اور اس کے معنی کا واضح کرنا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی کے الفاظ یہ ہیں۔

"ثم ان علینا بیانہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہ فکر بھی اپنے اوپر نہ رکھیں کہ نازل شدہ آیات کا صحیح مفہوم اور مراد کیا ہے اس کا بتلانا سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے ہم قرآن کے ہر ہر لفظ اور اس کی مراد کو آپ پر واضح کر دیں گے...... رسول اللہ ﷺ کو ان چار آیتوں میں یہ تسلی دی گئی کہ آپ تو بھول بھی سکتے ہیں نقل میں غلطی کا امکان بھی ہوسکتا ہے مگر حق تعالیٰ ان سب سے بالا و برتر ہے ان چیزوں کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے اس لیے آپ قرآن کے کلمات کو محفوظ رکھنے یا ان کے معانی سمجھنے میں غور کرنے کی زحمت چھوڑ دیں یہ سب کا حق تعالیٰ خود انجام دیں گے۔

(معارف القرآن:۸،۶۷۸)

امام فخر الدین رازی (۶۰۶) نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا کہ تمام مجملات کا بیان فرمانا وعدہ الٰہی ہے جو اس نے کامل طور پر پورا فرمایا:

قولہ تعالی ثم ان علینا بیانہ بدل علی ان بیان المجمل واجب علی اللہ تعالی عندنا بالوعد والتفضل واما عند المعتزلۃ بالحکمۃ (مفاتیح الغیب جز ۳۰: ۲۲۹)	اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک (پھر بلاشبہ ہمارا ذمہ ہے اس کا بیان) واضح کر رہا ہے کہ مجملات کا واضح کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر (ہمارے نزدیک وعدہ و فضل اور معتزلہ کے ہاں ان حکمت کی وجہ سے) لازم کر رکھا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچویں گواہی، ایک اور کھلی حقیقت

اگر اب بھی کسی کو اشکال ہو تو ہم ایک اور کھلی حقیقت سامنے لا دیتے ہیں جس سے کسی کو فرار نہیں ہو سکتا امت کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اجتہاد فرمایا اور آپ کا اجتہاد فقط قیاس تک ہی محدود ہے، جس طرح امت کے مجتہدین، الفاظ کے معانی پر غور کرتے ہیں، معانی مشترکہ میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے اور نصوص میں ترجیح کے لیے مقدم و موخر کی پہچان کے لیے عمر بھر جدوجہد کرتے ہیں، حضور ﷺ ان تمام سے بالاتر ہیں آپ پر الفاظ اور نصوص کے معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازخود آشکار ہیں اسی طرح نصوص کی تقدیم و تاخیر کا آپ کے لیے کوئی مسئلہ نہیں، آپ تمام کے بارے میں جانتے ہیں کون سی نصوص مقدم اور کون سی موخر ہے، کونسی ناسخ اور کون سی منسوخ ہے، حتیٰ کہ آپ ﷺ نصوص کی علل سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔

اس معاملہ کو سمجھانے کے لیے انہوں نے ہر جگہ تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ پر تمام نصوص کے معانی آشکار ہوتے ہیں خواہ ان کا تعلق مشترک سے ہو یا مجمل و متشابہ سے، آیئے ہر ایک کے بارے میں اہل اصول کی تصریحات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

شانِ اجتہادِ نبوی ﷺ

سب سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ حضور ﷺ کے اجتہاد کی شان کیا ہے؟

۱۔ اجتہاد فقط قیاس

۱۔ امام کمال بن الھمام (۸۶۱) حضور ﷺ کے اجتہاد کے بارے میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احناف کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، احناف کے ہاں مختار یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ پیش آئے تو اولاً آپ ﷺ وحی کا انتظار کریں، جب وقت انتظار گزر جائے تو

ثانیاً، اجتہاد کریں۔

(وھو) الاجتھاد (فی حقه) ﷺ یخص القیاس

حضور ﷺ کے حق میں اجتہاد فقط قیاس تک ہی محدود ہے بخلاف دیگر مجتہدین کے۔

۲۔ ان الفاظ کی شرح امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) نے یوں کی ہے۔

وھو فی حقه ﷺ یخص القیاس بخلاف غیرہ

(التحریر مع التقریر، ۳: ۳۹۲)

اور حضور ﷺ کا اجتہاد فقط منصوص کا حکم غیر منصوص کے لیے ثابت کرنا ہے جبکہ دیگر مجتہدین کا معاملہ فقط یوں نہیں۔

۳۔ اس کے دوسرے شارح علامہ محمد امین المعروف امیر بادشاہ نے یہ الفاظ بڑھائیں ہیں۔

(بخلاف غیرہ) من المجتھدین فانه لایخص اجتھادھم القیاس

(تیسر التحریر، ۴، ۱۸۳)

بخلاف دیگر مجتہدین کے ان کا اجتہاد قیاس تک محدود نہیں۔

۴۔ شیخ محب اللہ بہاری (۱۱۱۹) مسئلہ "ھل کان یجوز له علیه الصلاۃ والسلام الاجتھاد فی الاحکام" (کیا حضور ﷺ کے لیے اجتہاد

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا عمل جائز ہے) کے تحت اجتہاد نبوی کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

وھو فی حقه القیاس فقط — آپ ﷺ کا اجتہاد فقط قیاس ہی ہے۔

اس کے تحت مولانا بحر العلوم محمد بن نظام الدین انصاری (۱۲۲۵) نے خوبصورت نوٹ لکھا۔

لامعرفة المنصوصات — منصوصات کی معرفت کے لیے آپ ﷺ کو جدوجہد کی ضرورت نہیں۔ (فواتح الرحموت: ۲، ۸ ۴۱)

یعنی آپ ﷺ صرف منصوص حکم، غیر منصوص میں علت کی بنا پر جاری فرما دیں گے نہ آپ ﷺ کو الفاظ کے معنیٰ میں غور وفکر اور نہ دیگر شرائط قیاس کی معرفت کی محتاجی بلکہ یہ تمام کی تمام چیزیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتداً ہی حاصل ہیں اسی لیے اصولیین نے اجتہاد نبوی ﷺ کی یہ شانیں اور امتیازات بیان کیے ہیں۔

۲۔ دیگر مجتہدین الفاظ میں غور وفکر کے محتاج

پیچھے آیا دیگر مجتہدین کا اجتہاد قیاس تک محدود نہیں جبکہ آپ ﷺ کا اجتہاد فقط قیاس ہے دوسرا امتیاز یہ ہے کہ دیگر مجتہدین کو دلالت الفاظ میں بھی غور وفکر کی محتاجی ہے کیونکہ بعض الفاظ میں خفا و اشتباہ اور اشتراک ہوتا ہے تاکہ ان کی مراد سے مطلع ہو کر اجتہاد کر سکیں۔

اس بات کو امام ابن الھمام (۸۶۱) نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

بخلاف غیرہ ففی دلالات الالفاظ — آپ ﷺ کے علاوہ مجتہدین کو الفاظ کی دلالت میں غور وفکر کی محتاجی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی شرح کرتے ہوئے امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) لکھتے ہیں ان کی دلالت سے مراد یہ ہے:

علی ماھو المراد منھا لعروض خفاء واشتباہ فیہ یکون لغیرہ من الاجتھاد

کہ دوسروں کو اجتہاد کے الفاظ کی مراد سے آگاہی ضروری ہے کیونکہ ان میں خفا و اشتباہ ہوتا ہے۔

اس متن کی شرح میں علامہ امیر بادشاہ (۹۸۷) کے الفاظ بہت ہی قابل توجہ ہیں۔

ای فقد یکون الاجتھاد فی دلالۃ الالفاظ علی ماھو المراد منھا ایضاً کما فی المجمل والمشکل، والخفی والمتشابہ علی قول من یقول ان الراسخین فی العلم یعلمون تاویلہ فان الخفاء یستدعی کون المراد نظریاً محتاجاً الی نظر واجتھاد

(تیسیر التحریر، ۴، ۱۸۳)

ان مجتہدین کو دلالت الفاظ میں بھی غور و فکر کی محتاجی ہے جیسا کہ مجمل و مشکل کا معاملہ ہے اس طرح خفی و متشابہ میں بقول ان کے جو کہتے ہیں راسخین فی العلم متشابہات کی تاویل جانتے ہیں کیونکہ خفا کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی مراد نظری و استدلال کی محتاج ہے۔

۳۔ مخصص عام اور مشترک وغیرہ میں

اس طرح مجتہدین کے لیے مخصص عام، مشترک اور دیگر اقسام کی معرفت اور مراد سے آگاہی کی محتاجی ہے اسے امام ابن الھمام نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وفی البحث عن مخصص العام والمراد من المشترک وباقیها	مجتہدین عام کے لیے مخصص اور مشترک اور دیگر اقسام کی مراد پر آگاہی کے حاجتمند ہوتے ہیں۔

اس کے تحت امام ابن امیر الحاج نے باقی سے مراد واضح کرتے ہوئے لکھا۔

ای الاقسام التی فی دلالتها علی المراد خفاء من المجمل والمشکل والخفی والمتشابه علی قول القائلین الراسخ فی العلم یعلم تاویله	یعنی وہ اقسام جن کی دلالت مراد میں خفا ہے مثلاً مجمل ومشکل، خفی اور متشابہ بقول ان کے جو کہتے ہیں ان کی تاویل راسخین فی العلم جانتے ہیں۔

(التقریر، ۳، ۲۹۲)

دوسرے شارح علامہ محمد امین امیر بادشاہ باقی اقسام کی تفصیل اور معرفت کی حکمت یوں لکھتے ہیں:

ای وباقی الاقسام التی فی دلالتها خفاء، من المجمل واخواته، اما البحث عن مخصص العام فلان احتمال التخصیص غیر التخصیص بعید ولذاقیل مامن عام وخص عنه البعض واما البحث عن المراد من المشترک فلابدمنه وهو ظاهر (تیسیر التحریر، ۴، ۱۸۴)	یعنی باقی اقسام جن کی دلالت معنی میں خفا ہو مثلاً مجمل اور اس کے ہم مثل، عام کے مخصص سے بحث اس لیے ضروری ہے کہ ایک تخصیص کا احتمال دوسری سے بعید ہے اس لیے کہا گیا ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے۔ باقی مشترک کی مراد سے بحث کرنا ضروری ہے اور اس کی حکمت تو ظاہر ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ بوقت تعارض دلائل میں ترجیع

چونکہ دیگر مجتہدین اس سے کماحقہ آگاہ نہیں ہوتے کہ کونسی دلیل مقدم ہے اور کون سی موخر، لہٰذا ان کے ہاں دلائل میں تعارض آ جاتا ہے جس کی وجہ سے انہیں ترجیح کے لیے متعدد قرائن کی محتاجی پیش آتی ہے۔

امام ابن الھمام نے اس ضرورت کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے۔

و(فی) الترجیع عندالتعارض لعدم علم المتأخر	بوقت تعارض ترجیع میں بحث و فکر ضروری ہے کیونکہ انہیں متاخر کا علم نہیں ہوتا۔
(التحریر مع التقریر: ۳، ۲۹۲)	

امام محمد امین امیر بادشاہ لکھتے ہیں کہ ماتن واضح کر رہے ہیں۔

یعنی لابدمن المتأخر فی نفس الامر غیر انہ لیس بمعلوم عندالمجتھد	نفس الامر میں ایک دلیل بلاشبہ مؤخر ہوتی ہے مگر مجتہدین اس سے آگاہ نہیں ہوتے۔
(تیسر التحریر، ۴، ۱۸۴)	

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان کا خلاصہ

ان چار چیزوں کو خلاصتہً یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کا فعل صرف قیاس ہے جیسے علامہ عبدالعلی محمد (۱۲۲۵) نے ان الفاظ میں بیان کر دیا۔

الحاق مسکوت بمنطوق	مسکوت کو منطوق کے ساتھ لاحق کرنا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبکہ دیگر مجتہدین کا اجتہاد قیاس کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا۔ انہیں ہزار ہا پاپڑ ویلنے پڑتے ہیں۔

۲۔ دیگر مجتہدین کو مرادِ الفاظ کی تلاش میں سرگرداں ہونا پڑتا ہے مثلاً مجمل کا اجمال، مشکل کا اشکال اور خفی کا خفا ان کے آڑے آ رہا ہوتا ہے اس طرح متشابہ کا تشابہ، بقول ان لوگوں کے جو متشابہ کا علم راسخین کے لیے مانتے ہیں۔

۳۔ اس طرح انہیں خاص، عام، مشترک، مؤول کے مفاہیم اور مخصوص مقامات پر ان کے تعین کی محتاجی ہوتی ہے۔

۴۔ انہیں دلائل میں تعارض پیش آتا ہے پھر ترجیح کے لیے تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔

مقام و شان اجتہادی نبوی ﷺ

جب یہ تمام گفتگو آپ نے پڑھ لی تو اب موقعہ آیا کہ ہم حبیب خدا ﷺ کے اجتہاد کے مقام و شان کو آشکار کریں اور وہ بھی ایسے آئمہ اسلام کی زبانی، جن کے علم و فضل اور دیانت پر امت مسلمہ فخر کرتی ہے۔

حضور پر مجمل و متشابہ ازخود آشکار

۱۔ امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) فرماتے ہیں باقی مجتہدین کو مشترک، مجمل، خفی اور متشابہ وغیرہ کی مراد سے واقفیت کے حصول کے لیے زندگی بھر محنت و جدوجہد کرنا پڑتی ہے مگر۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکل ھذا واضح لدیہ بلا اجتھاد (التقریر، ۳،۲۹۲)	حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تمام کے تمام بلا محنت و غور فکر آشکار و واضح ہوتے ہیں۔

۲۔ اس طرح علامہ محمد امین بادشاہ نے لکھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام یہ ہے۔

واما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالمراد عندہ ظاھر بین لایحتاج الی نظرو اجتھاد (تیسر التحریر، ۴، ۱۸۳)	کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام کی مراد ازخود ظاہر و بین ہوتی ہے آپ کو کسی نظر و فکر کی محتاجی نہیں۔

پھر آگے چل کر کہا کہ مجتہدین کو مشترک، مجمل اور ان کے دیگر ساتھیوں کی معرفت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس کے بعد لکھا۔

وکل ذلک ظاھر عندہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحتاج الی نظر و فکر (ایضاً، ۱۸۴)	یہ تمام کے تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ازخود ظاہر و آشکار ہیں لہذا آپ کو کسی نظر و فکر کی محتاجی نہیں۔

حضور کے لیے دلائل میں تعارض بھی نہیں

جس طرح تمام مجملات اور متشابہات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آشکار ہیں اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں دلائل میں کوئی تعارض بھی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ کونسی دلیل مقدم ہے اور کون سی مؤخر۔ امام ابن امیر الحاج اس بات کو ان الفاظ میں آشکار کر رہے ہیں۔

واما النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر متأت فی حقہ لانتفاء تحقق التعارض	لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایسی چیز آڑے نہیں آ سکتی کیونکہ آپ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالنسبة اليه (التقریر، ۳، ۳۸۲) کے علم میں تعارض ہرگز ہو ہی نہیں سکتا۔

امام امیر بادشاہ کے الفاظ ہیں۔

لایتصور عدم العلم بالمتاخر فیحقہ علیہ وسلم ﷺ (تیسیر التحریر، ۴، ۱۸۴) متاخر کا عدم علم حضور ﷺ کے حق میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

مولانا بحرالعلوم عبدالعلی محمد (۱۲۲۵) کے الفاظ بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ علامہ محب اللہ بہاری کے الفاظ "ھو فی حقه القیاس فقط" کے تحت لکھتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کو۔

لامعرفة المنصوصات (لان المرادت) من النصوص (واضحة عنده علیه وآله الصلاة والسلام فلیس اجتهاده فی معرفة من المشترک ونحوه (ولا تعارض عنده) فلیس الاجتهاد لدفعه (فواتح الرحموت: ۲، ۳۱۸) منصوصات کی معرفت کے لیے غور وفکر کی محتاجی نہیں کیونکہ تمام نصوص کی مرادات آپ ﷺ پر واضح ہوتی ہیں تو آپ ﷺ کا مشترک وغیرہ کی معرفت میں اجتہاد نہ ہوگا۔ اور نہ ہی آپ کے ہاں کوئی تعارض ہے کہ اس کے دفاع واختتام کے لیے اجتہاد کریں۔

اگر "ثم ان علینا بیانه" کے تحت مفتی محمد شفیع دیوبندی کی عبارت پر نظر ڈال لیں تو ہمارا بیان کردہ معاملہ بہت ہی آشکار ہو جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ یہ فکر بھی اپنے اوپر نہ رکھیں کہ نازل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شدہ آیات کا صحیح مفہوم اور مراد کیا ہے اس کا بتلانا، سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے ہم قرآن کے ہر ہر لفظ اور اس کی مراد کو آپ پر واضح کر دیں گے...... رسول اللہ ﷺ کو ان چار آیتوں میں یہ تسلی دی گئی کہ آپ تو بھول بھی سکتے ہیں، نقل میں غلطی کا بھی امکان ہوسکتا ہے مگر حق تعالیٰ ان سب سے بالا و برتر ہیں ان چیزوں کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے اس لیے آپ قرآن کے کلمات کو محفوظ رکھنے یا ان کے معنی سمجھنے میں غور کرنے کی زحمت چھوڑ دیں یہ سب کام حق تعالیٰ خود انجام دیں گے۔ (معارف القرآن: ۸، ۶۲۷)

اب تو معاملہ اس قدر آشکار ہو چکا ہے کہ اذا پر گفتگو کرنے کی ضرورت ہی نہیں البتہ یہ توجہ دلانا ضروری ہے کہ۔

۱۔ التنقیح میں صرف اذا نہیں بلکہ فاذا ہے۔

۲۔ اذا کے مدخول کا متحقق و یقینی ہونا لازم ہے خواہ فی الحال ہو یا آئندہ۔

۳۔ ہمارا دعویٰ ہے اس مقام پر اذا شرطیہ ہرگز نہیں، اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس پر کسی وقت قلم اٹھائیں گے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوسرا اعتراض و جواب

اعتراض: آپ نے امام سیوطی علیہ الرحمہ کے حوالے سے متشابہ کے بارے میں نقل کیا۔

ومتشابه لا يعلمه الا الله تعالى	اور اللہ تعالیٰ کے بغیر متشابہ کو اور کوئی
ومن ادعى علمه سوى الله	نہیں جانتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ فھو کاذب   اور متشابہ کے علم کا مدعی ہو تو وہ

(ازالۃ الریب، ۴۷۷)   سراسر جھوٹا ہے۔

حالانکہ اگر اصل کتاب تفسیر طبری جلد ا ص ۵۴ طبع، دارالفکر روایت ۶۲ (جس سے یہ سیوطی نے نقل کیا) آپ ملاحظہ فرماتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ کلبی سے ہی روایت ہے۔ جس کے بارے میں آپ نے ازالۃ کے ص ۴۱۴ سے لے کر ص ۴۱۶ تک ثابت کیا کہ یہ کافر ہے۔ یہ جھوٹا ہے اور شاید آپ کی نظر نہیں پڑی۔ خود سیوطی نے پہلے اشارہ کیا تھا ثم رواہ مرفوعاً بسند ضعیف جب حقیقت حال یہ ہے تو آپ نے یہ حوالہ کیسے دے دیا؟ اگر کلبی کی روایت دوسرے پیش کریں تو وہ جاہل اور ناواقف از اصول قرار پا جاتے ہیں۔ تو اب آپ کیا کہلائیں گے؟

جواب: اگر آپ تفسیر طبری میں صرف روایت کو ہی نہ دیکھتے بلکہ امام طبری کے انداز کو بھی ملاحظہ فرماتے اور اسی کی روشنی میں ازالۃ الریب میں اس روایت کو پیش کرنے کے انداز کو دیکھتے تو آپ کے سامنے حقیقت واضح ہو جاتی۔ امام ابن جریر طبری نے پہلے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا اور پھر اس کی تائید میں یہ کلبی والی روایت نقل کی وقدروی بنحوما قلنا فی ذالک ایضاً عن رسول اللہ ﷺ خبر فی اسنادہ نظر (کہ ہم نے جو قول کیا ہے اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے بھی ایک ایسی خبر ہے جس کی سند میں نظر ہے) امام ابن جریر اس روایت کو احتجاج کے لیے نہیں بلکہ تائید کے لیے پیش کر رہے ہیں اور حضرت مولانا صفدر صاحب نے بھی پہلے وہ عبارات پیش کیں جن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے استدلال کیا ہے اور پھر فرمایا نیز اسی صفحہ میں اس سے قبل نقل کرتے ہیں تو یہ عبارت واضح کر رہی ہے کہ آگے کی عبارت تائید میں پیش کی جا رہی ہے اور تائید میں کلبی جیسے راوی کی کمزور روایت پیش کی جا سکتی ہے۔ کلبی پر اگرچہ سخت سے سخت الفاظ جرح نقل کیے گئے ہیں مگر اس کے بارہ میں نظریہ یہی ہے کہ اس کی روایت ضعیف اور کمزور ہوتی ہے اس کو احتجاج اور استدلال کے طور پر تو نہیں لیا جا سکتا البتہ تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خود مولانا صفدر صاحب نے ملا کاتب چلپی کی کشف الظنون ج ا ص ۳۷۵ کے حوالہ سے لکھا کہ صحت کے اعتبار سے بخاری اور مسلم کے بعد ترمذی کا درجہ ہے کیونکہ مصلوب اور کلبی کی روایات نقل کر کے امام ترمذی نے ان کی تضعیف کی ہے تا کہ کوئی ان کی روایات سے مغالطہ نہ کھائے یا ان کو محض متابعات اور شواہد میں لائے ہیں ان کی روایت سے استدلال نہیں کیا (خزائن السنن ج ا ص ۶) اور ازالۃ الریب میں کلبی سے مروی روایت سے متعلق لکھا ہے مگر یہ سند کمزور اور ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ اس سے احتجاج کیا جا سکے (ازالۃ الریب ص ۳۱۳) ازالۃ الریب میں جہاں کلبی پر سخت جرح نقل کی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی روایت سے قرآن کریم کے مفہوم کے برخلاف استدلال کیا گیا ہے اس لیے فرمایا یہ ہیں وہ شیر جن کی روایت سے دیگر اہل بدعت حضرات عموماً اور مفتی احمد یار خان صاحب خصوصاً قرآن کریم کی نص قطعی کو کاٹنا چاہتے ہیں تا کہ ان کے غلط اور باطل عقیدے پر زد نہ پڑے (ازالۃ الریب ص ۳۱۶) کلبی جیسے راوی کی روایت سے استدلال درست نہیں مگر تائید میں اس کو پیش کیا جا سکتا ہے اور ایسی روایت کا احتجاج میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیش کرنا غلط اور تائید میں پیش کرنا صحیح ہونے کے بارہ میں تو فن حدیث سے معمولی دسترس رکھنے والا بھی جانتا ہے نہ جانے آپ جیسے مفتی صاحب کی نظر سے یہ نمایاں اور واضح بات کیوں اوجھل رہ گئی؟

درج ذیل باتیں

محترم آپ نے اس جواب میں درج ذیل باتیں کہی ہیں۔

۱۔ آپ نے طبری میں صرف روایت ہی دیکھی ان کا انداز ملاحظہ نہیں کیا۔

۲۔ جس طرح طبری نے اس روایت کو بطور تائید ذکر کیا اسی طرح مولانا صفدر صاحب نے بھی اسے بطور تائید ہی ذکر کیا ہے۔

۳۔ کلبی کی روایت کو بطور تائید ذکر کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ کلبی کی روایت ضعیف ہوتی ہے نہ کہ موضوع۔

۵۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی نے کلبی کی روایت کو بطور استدلال قرآنی نص قطعی کو کاٹنے کے لیے ذکر کیا اس لیے مولانا صفدر صاحب نے کلبی پر سخت جرح کی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جواب کا تجزیہ

الحمدللہ، آپ نے جواب میں تسلیم کرلیا کہ یہ روایت کلبی سے ہے ہمارا مقصد بھی اسی طرف توجہ دلانا تھا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام طبری کا اندازہ

اعتراض سے پہلے ہم نے نہ صرف طبری کی روایت دیکھی تھی بلکہ اچھی طرح اس کا انداز بھی ملاحظہ کیا تھا، اسی ملاحظہ نے ہی ہمیں اعتراض پر مجبور کیا، آپ کے کہنے پر ہم پھر ملاحظہ کر لیتے ہیں۔ آئیے طبری کا انداز آپ کے ہی الفاظ میں سامنے لے آتے ہیں۔

"امام ابن جریر طبری نے پہلے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا اور پھر اس کی تائید میں کلبی والی روایت نقل کی وقد روی بنحو ماقلنا فی ذلک ایضاً عن رسول اللہ ﷺ خبر فی اسنادہ نظر (تفسیر طبری ج ۱ ص ۳۴) کہ ہم نے جو قول کیا ہے اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے بھی ایک ایسی خبر ہے جس کی سند میں نظر ہے۔ (نصرۃ العلوم: ۳۴)

امام سیوطی کا انداز

امام جلال الدین سیوطی (۹۱۴) نے بھی اسے امام طبری کے حوالہ سے نقل کیا ان کے الفاظ ہیں۔

ثم رواہ مرفوعاً بسند ضعیف (الاتقان: ۲، ۴۵۲) پھر امام طبری نے اسے بطور قول نبی سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا۔

ان دونوں بزرگوں نے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا قول نقل کیا پھر کلبی والی روایت نقل کی مگر ساتھ ہی یہ تصریح بھی کر دی کہ اس سند ضعیف ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا صفدر کا انداز

اب ہم مولانا سرفراز صفدر کا انداز سامنے لاتے ہیں اسے ملاحظہ کرکے فیصلہ دیجئے کیا ان کا انداز وہی ہے جو ان دونوں بزرگوں نے اپنایا مولانا کی گفتگو یہ ہے۔

''خان صاحب (مولانا احمد رضا) کا تو یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم ہر ایک چیز کا بیان ہے اور قرآن کریم جن علوم پر مشتمل ہے وہ سب جناب نبی کریم ﷺ کو حاصل ہیں۔

مگر امام سیوطی لکھتے ہیں کہ

۱۔ واعلم ان علوم القرآن ثلاثة......

۲۔ اور نیز لکھتے ہیں۔

واما مالا یعلمه الا الله تعالیٰ فهو یجری......

۳۔ نیز اسی صفحہ میں اس سے قبل نقل کرتے ہیں۔

ومتشابه لا یعلمه الا الله تعالی ومن ادعی علمه سوی الله تعالی فهو کاذب (الاتقان ج۲، ۱۸۲)

اور اللہ تعالیٰ کے بغیر متشابہ کو اور کوئی نہیں جانتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور متشابہ کے علم کا مدعی ہو تو وہ سراسر جھوٹا ہے (یعنی علم قطعی جو مختلف فیہ ہے نہ کہ ظنی)

(نوٹ۔ نمبرنگ ہماری طرف سے ہے)

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام ابن نقیب کی عبارت

یہاں مولانا نے جو پہلی عبارت "اعلم ان علوم القرآنِ ثلاثة" نقل کی ہے یہ امام محمد بن سلیمان ابن النقیب کی ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ امام سیوطی نے "النوع الثامن والسبعون فی معرفة شروط المفسر وادابه" میں لکھا۔

وقال ابن النقيب جملة ماتحصل في معني التفسير بالرأى خمسة اقوال	شیخ ابن النقیب کہتے ہیں تفسیر بالرائے کے مفہوم کے بارے میں پانچ اقوال ہیں۔

پھر ان کا تذکرہ کر کے لکھا۔

ثم قال واعلم ان علوم القرآن ثلاثة اقسام	انہوں نے ہی کہا واضح رہے کہ علوم قرآن کی تین اقسام ہیں۔

اس کے بعد تینوں اقسام ذکر کیں اور واضح کیا کہ مختار موقف یہی ہے کہ اوائل سور (حروف مقطعات) کا علم حضور سرور عالم ﷺ کے لیے مخصوص ہے اس کی تفصیل آرہی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام زرکشی کی عبارت

مولانا نے جو دوسری عبارت "واما مالا يعلمه الا الله فهو يجرى" الاتقان سے نقل کی ہے یہ امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) کی ہے جو انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(دیکھیے البرہان فی علوم القرآن:۲،۱۸۳)،

الاتقان فی علوم القرآن۲،۴۵۲)

ضعیف روایت

پھر مولانا نے جو تیسری عبارت "متشابه لا یعلمه الا الله تعالیٰ"

ذکر کی یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی سند میں کلبی ہیں۔

جب آپ نے تینوں عبارات سے آگاہی حاصل کر لی تو اب ہماری گذارشات ملاحظہ کر لیجیے۔

۱۔ بتایئے مولانا صفدر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے ہرگز نہیں حالانکہ ان دونوں بزرگوں نے نقل کیا ہے۔

۲۔ ان دونوں نے اس روایت کے بارے میں تصریح کر دی کہ اس کی سند میں ضعف ہے، مولانا نے اس کا ذکر تک نہیں کیا آخر کیوں؟

۳۔ مولانا نے اس روایت سے پہلے صرف دو اہل علم (شیخ ابن نقیب اور امام بدرالدین زرکشی) کے اقوال اور عبارات نقل کیں ہیں۔

۴۔ مولانا کا انداز واضح طور پر نشاندہی کر رہا ہے کہ وہ ان تینوں عبارات سے استدلال کر رہے ہیں کیونکہ تینوں کے لیے الفاظ ہیں۔

(۱) امام سیوطی لکھتے ہیں (۲) اور نیز لکھتے ہیں کہ (۳) نیز اس صفحہ میں اس سے قبل نقل کرتے ہیں کہ۔ (ازالہ:۴۷۷)

لفظ نیز بھی ہماری مدد کر رہا ہے کہ مولانا کی تیسری عبارت بھی بطور استدلال ہے نہ کہ بطور تائید اولین دو عبارات کو آپ نے بھی بطور استدلال تسلیم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا ہے، آپ کے الفاظ ہیں۔

''اور حضرت مولانا صفدر صاحب نے بھی پہلے وہ عبارات پیش کیں جن سے استدلال کیا ہے۔'' (نصرۃ العلوم:۳۴)

ان دو عبارات سے کس نے استدلال کیا ہے؟ اگر مولانا نے کیا ہے تو آپ درست کہتے ہیں اور اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ امام طبری نے کیا ہے تو ہم نہیں مانتے کیونکہ انہوں نے تو بطور استدلال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا، نہ کہ ان دو علماء کے اقوال کیونکہ یہ دونوں طبری سے بعد کے ہیں۔

یہ بات بھی اپنی زبانی سن لیجئے۔

''امام ابن جریر طبری نے پہلے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا اور پھر اس کی تائید میں یہ کلبی والی روایت نقل کی۔'' (نصرۃ العلوم:۳۴)

اور امام سیوطی نے بھی یہی طریق اپنایا ہے پہلے امام طبری کے حوالہ سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کر کے کہا ''ثم رواہ مرفوعاً بسند ضعیف'' (الاتقان:۲،۴۵۲)

اگر آپ ہمیں اپنی بات منوانا چاہتے ہیں تو دکھایئے مولانا نے اس ضعیف روایت سے پہلے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہاں نقل کیا؟ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے دو بزرگوں کے اقوال وعبارات نقل کیں ہیں جیسا کہ اوپر تفصیل آ چکی ہے۔

تو اسے امام طبری کا انداز بیٹے کے علاوہ کون مانے گا؟ اگر آپ بضد

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں کہ یہ انداز امام طبری والا ہی ہے تو ہم آپ کی توجہ ایک ایسی چیز کی طرف دلاتے ہیں جسے آپ تسلیم فرمائیں گے۔

تائید پر قرینہ

امام طبری اور سیوطی کی عبارات میں اس پر واضح قرینہ موجود ہے کہ وہ اس روایت کلبی کو بطور تائید لائے ہیں نہ کہ بطور استدلال کیونکہ ان دونوں نے روایت نقل کرنے سے پہلے واضح کر دیا اس کی سند میں ضعف ہے۔

۱۔ امام طبری کے الفاظ آپ کے ترجمہ کے ساتھ حاضر ہیں۔

وقد روی بنحو ماقلنا فی ذلک ایضاً عن رسول اللہ ﷺ خبر فی اسنادہ نظر (تفسیر طبری، ۱، ۳۴)	کہ ہم نے جو قول کیا ہے اس کے مطابق رسول ﷺ سے بھی ایک ایسی خبر ہے جس کی سند میں نظر ہے۔

۲۔ امام سیوطی کے الفاظ میں۔

ثم رواہ مرفوعاً بسند ضعیف (الاتقان، ۲، ۲، ۴۵)	پھر اسے انہوں نے سند ضعیف کے ساتھ بطور ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے۔

تو ان دونوں کی یہ تصریح واضح طور پر قرینہ ہے کہ وہ اسے بطور تائید لا رہے ہیں نہ کہ بطور استدلال مولانا نے جب ایسی کوئی بات کی ہی نہیں تو اسے کیسے ہم بطور تائید قرار دے دیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہاں صحابی کا قول

چلو اگر ہم مان لیں کہ بطور تائید عبارت ہے تو پھر بھی ہم امام طبری کا انداز اسے قرار نہیں دے سکتے کیونکہ انہوں نے اس روایت سے صحابی رسول ﷺ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تائید کی ہے لیکن مولانا نے ایسا نہیں کیا بلکہ انہوں نے دو علماء کی تائید کے لیے اسے ذکر کیا ہے، کہاں صحابی کا غیر اجتہادی قول (جو حکم مرفوع میں ہوتا ہے) اور کہاں غیر صحابیؒ کا قول۔ اس کے بعد بھی مولانا کے انداز کو آپ امام طبری کا انداز ہی قرار دیں تو ہم منع کرنے والے کون ہوتے ہیں؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذکر دلائل میں گڑبڑ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلائل کا جائزہ

مولانا محمد سرفراز صفدر نے ازالۃ الریب میں حضور ﷺ کے متشابہات کے عدم علم پر یہی تین دلائل دیئے ہیں۔

(۱) امام ابن نقیب کا قول (۲) امام زرکشی کا قول

(۳) روایت کلبی

ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں ان تینوں میں مولانا نے جو گڑ بڑ کی ہے اس کی نشاندہی کر کے بارگاہ الٰہی میں اور اہل علم کے سامنے سرخرو ہوں۔

تینوں دلائل میں گڑ بڑ

ان تینوں دلائل میں گڑ بڑ یہ ہے کہ ہر ایک کی بات پوری تحریر نہیں کی گئی بلکہ وہ حصے چھوڑ دیئے جو مولانا کے خلاف جاتے تھے اسی بات کی نشاندہی ہم نے مولانا کے نام خط میں کی تھی۔ اس نشست میں اسے تفصیلاً لیتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ تینوں سے عدمِ علم نبوی پر استدلال درست ہی نہیں بلکہ پہلی دونوں عبارات سے تو واضح طور پر حضور ﷺ کے لیے متشابہات کا علم ثابت ہو رہا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلی دلیل کا جائزہ

اوپر تفصیلاً آیا ہے کہ پہلی عبارت امام سیوطی نے امام محمد بن سلیمان قدسی حنفی المعروف ابن نقیب کی نقل کی ہے ہم پوری عبارت مع ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقال ابن النقيب جملة ماتحصل في معنى حديث. التفسير بالرأی خمسة اقوال. احدها التفسر من غير حصول العلوم التي يجوز معها لتفسير الثاني تفسير المتشابه الذی لايعلمه الا الله

ابن نقیب کہتے ہیں کہ تفسیر بالرائے والی حدیث کے کل پانچ معانی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ان علوم کے حصول کے بغیر تفسیر کرنا جو تفسیر کے لیے ضروری ہیں، دوسرا رائے سے اس متشابہ کی تفسیر کرنا جسے اللہ ہی جانتا ہے۔

والثالث المقرر للمذهب الفاسد، بان يجعل المذهب اصلاً والتفسير تابعاً فيرد اليه بای طريق امكن وان كان ضعيفا الرابع التفسير بان مراد الله كذا على القطع من غير دليل والخامس التفسير بالا ستحسان والهوى

تیسرا یہ کہ مذہب فاسد کے لیے تفسیر کرنا مثلاً مذہب کو اصل اور تفسیر کو تابع بنا کر جو بن سکا بنایا اگرچہ وہ مذہب ضعیف ہی کیوں نہ ہو چوتھا یہ کہ بغیر دلیل تفسیر کر کے کہنا قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کی مراد یہی ہے پانچواں یہ کہ خواہش نفس کے تابع اور مطابق تفسیر کرنا۔

آگے ان کی عبارت ہے (مولانا نے یہاں سے عبارت شروع کی ہے)۔

ثم قال واعلم ان علوم القرآن ثلاثة اقسام الاول علم لم يطلع الله عليه احدا من خلقه وهو ما

ابن نقیب کہتے ہیں علوم قرآن کی تین اقسام ہیں پہلی ایسا علم جس پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استأثر به من علوم اسرار كتابه من معرفة كنه ذاته وغيوبه لا يعلمها الاهو وهذا لايجوز لاحدالكلام فيه بوجه من الوجوه اجماعاً

مطلع نہیں فرمایا یہ اس کتاب کے علوم اسرار ہیں جسے وہ ہی جانتا ہے مثلاً معرفت کنہ ذات اور ایسے غیوب جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اس قسم میں بالاتفاق کسی طرح بھی کوئی کلام و گفتگو نہیں کرسکتا۔

مولانا صفدر نے صرف یہاں تک عبارت نقل کی ہے۔

اگلی عبارت یہ ہے

الثانی ما اطلع الله عليه نبيه ﷺ من اسرار الكتاب واختصه به وهذا لايجوز الكلام فيه الا له اولمن اذن له قال واوائل السور من هذا القسم وقيل من القسم الاول الثالث علوم علمها الله نبيه مما اودع كتابه من المعانى الجلية والخفية وامره بتعليمها (الاتقان: ۲، ۴۵۴)

دوسری قسم ایسا علم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اسرار کتاب کا عطا فرمایا اور اسے آپ ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص کیا اس میں آپ ﷺ یا جسے آپ اجازت دیں کے علاوہ کوئی گفتگو نہیں کرسکتا اور فرمایا اوائل سور، حروف مقطعات (متشابہات) اس دوسری قسم میں شامل ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ پہلی قسم میں شامل ہیں۔ تیسری قسم ایسے علوم جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ودیعت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائے اور حضور ﷺ کو سکھائے

خواہ وہ جلی تھے یا خفی اور آپ ﷺ

کو ان کو آگے بتانے کا بھی حکم دیا۔

امام ابن نقیب کے الفاظ "واوائل السور من ھذا القسم" (حروف مقطعات اس دوسری قسم میں شامل ہیں) جو حبیب خدا ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔

محترم قارن صاحب کیا یہ عبارت صراحۃً مولانا کے موقف کے مخالف نہیں یہی وجہ ہے کہ مولانا نے پہلی قسم نقل کر دی مگر دوسری ترک کر دی اسی بات کا تذکرہ بندہ نے خط میں یوں کیا تھا۔

''اگر آپ پر دوسری قسم اوجھل نہ رہتی تو ان (مخالفین) کا موقف درست ثابت ہو جاتا۔ چلو وہ ہم سامنے لے آتے ہیں پھر اوپر والی عبارت نقل کر دی۔ (ماہنامہ سوئے حجاز، ۶۴، اکتوبر ۲۰۰۳ء)

یاد رہے ڈاکٹر محمد حسین ذہبی نے بھی شیخ ابن نقیب کی عبارت اپنے الفاظ میں یوں نقل کی ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

النوع الثانی ما اطلع اللہ علیہ نبیہ ﷺ من اسرار الکتاب واختصہ وھذا لایجوز الکلام فیہ الا لہ ﷺ اولمن اذن لہ قیل ومنہ الحروف المقطعۃ فی	دوسری قسم ایسے علوم جن پر اللہ تعالیٰ نے بصورت اسرارِ کتاب اپنے نبی ﷺ کو مطلع کیا اور انہیں آپ ہی کے ساتھ مخصوص کر دیا ان میں آپ ﷺ گفتگو کر سکتے ہیں یا جنہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوائل السور ومن العلماء من یجعلها من النوع الاول (التفسیر والمفسرون، ۱:۲۷۶)	آپ اجازت دیں قول یہ ہے کہ اوائل سور حروف مقطعات اسی قسم میں شامل ہیں بعض اہل علم کے ہاں وہ قسم اول میں سے ہیں۔

حمایت ثابت نہ ہوئی

آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں انہوں نے اس معاملہ میں اختلاف نقل کیا ہم عرض کریں گے کہ یہاں اور خط میں بھی ہم نے پوری عبارت مع ترجمہ نقل کی تاکہ اختلاف بھی سامنے رہے مگر معاملہ تو یہ ہے کہ جس آدمی کی عبارت تم اپنے موقف پر نقل کر رہے تھے وہ تو تمہارا حامی ثابت ہی نہ ہوا بلکہ وہ تو واضح طور پر فرماتے ہیں کہ اوائل سور کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود آپ لوگوں نے اس حصہ عبارت کو سامنے نہیں آنے دیا نہ کتاب میں اور نہ جواب میں۔ اسے آپ کیا نام دیتے ہیں آپ پر چھوڑتے ہیں اور ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ امت کے ہاں حق و صواب یہی ہے کہ آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوسری دلیل کا جائزہ

دوسری عبارت جو مولانا نے امام سیوطی سے نقل کی ہے اوپر ہم نے واضح کیا تھا کہ یہ امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) کی ہے، امام سیوطی نے اسے پورا نقل کیا مگر مولانا نے اس کا ترجمہ دیا اور عربی الفاظ ترک کر دیئے، ہم اور پوری عبارت مع ترجمہ مولانا صفدر صاحب ذکر کیے دیتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واما مالا يعلمه الا الله تعالى فهو ما يجرى مجرى الغيوب نحو الآى المتضمنة قيام الساعة والحروف المقطعة وكل متشابه فى القرآن عند اهل الحق فلا مساغ لاجتهاد فى تفسيره ولا طريق الى ذلك الابالتوقيف بنص من القرآن او الحديث اواجماع الامة على تاويله

(الاتقان، ۲، ۲۵۲، ۲۵۳)

اور بہرحال وہ علم جس کو اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی نہیں جانتا تو وہ غیوب کی مد میں ہے مثلاً وہ آیتیں جو قیامت اور روح کی تفسیر اور حروف مقطعات پر مشتمل ہیں اور اسی طرح قرآن کریم میں جملہ متشابہات کا بھی اہل حق کے نزدیک یہی نظریہ ہے کیونکہ ان کی تفسیر میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے اور ان کے حاصل ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ قرآن کریم یا حدیث شریف یا اجماع امت سے حاصل ہوں (اور ایسی کوئی دلیل موجود نہیں)۔

امام زرکشی کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں:

فاذا الم یرد فیه توقیف من هذه الجهات علمنا انه مما استاثر الله تعالیٰ بعلمه

(البرہان فی علوم القرآن، ۲، ۱۸۳)

پس جب ان صورتوں میں سے کسی سے واقفیت حاصل کرنے کی کوئی روایت مروی نہیں تو ہم نے جان لیا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کے سننے میں اللہ تعالیٰ یگانہ ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان دونوں عبارات کا ترجمہ ہم نے آپ کے اور آپ کے والد گرامی کے الفاظ میں کیا ہے۔

ان عبارات میں درج ذیل مسائل کا بیان ہے۔

۱۔ قرآنی متشابہات کی تفسیر عقل وکسب سے نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ متشابہات کی تفسیر ان تین طریق میں سے کسی ایک کے ساتھ ہی ہوگی۔

۱۔قرآنی نص (اللہ تعالٰی خود بیان فرما دے) ۲۔ بیان رسول ﷺ

۳۔اجماع امت۔

۳۔ اگر ان میں متشابہ کی تفسیر موجود نہ ہوئی تو اس کا علم اللہ تعالٰی کے ساتھ ہی مخصوص ہوگا۔

الغرض متشابہات کی تفسیر کسبی شے نہیں بلکہ توقیفی ہے یعنی ان کی تفسیر کے ذرائع یہی ہے ان کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

مولانا صفدر صاحب کے اوپر ترجمہ کے الفاظ پر نظر ڈالیے۔

اس طرح قرآن کریم میں جملہ متشابہات کا بھی اہل حق کے نزدیک یہی نظریہ پر ہے کیونکہ ان کی تفسیر میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے اور ان کے حاصل ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ قرآن کریم یا حدیث شریف یا اجماع امت سے حاصل ہوں۔ (ازالہ:۴۷۷)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ کا ارشاد مبارک

اس کے ساتھ ہی ہم حضرت امام شافعی کا ارشاد مبارک نقل کر دیتے ہیں جسے امام سیوطی نے فائدہ کے طور پر ذکر کیا ہے۔ کہ امام شافعی نے مختصر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

البویطی میں فرمایا ہے۔

لایحل تفسیر المتشابه الابسنة عن رسول الله ﷺ او خبر من احد من اصحابه او اجماع العلماء (الاتقان، ۲، ۲۵۷)

متشابہ کی تفسیر جائز نہیں مگر سنت رسول ﷺ یا خبر صحابی یا اجماع امت سے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ۱، ۳۸۸)

کیا مولانا صفدر صاحب کے ترجمہ اور امام شافعی کے قول میں ہمارے موقف کی تائید نہیں؟

تصور ہی غلط

اگر متشابہات ان توقیفات (قرآن و سنت) سے حاصل ہی نہیں ہوسکتے جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں پھر یہ کہنا اور تصور کرنا ہی غلط ہے بلکہ صاف کہہ دیا جاتا کہ چونکہ متشابہات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں لہٰذا ان کی مراد سے آگاہی نہیں ہوسکتی نہ اجتہاد سے اور نہ کسی اور ذریعہ سے حالانکہ یہ تمام اہل علم تصریح فرما رہے ہیں کہ ان ذرائع سے ان کی تفسیر ہوسکتی ہے فقط اجتہاد سے نہیں ہوسکتی تو یہ تبھی درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں جانتے ہوں ورنہ آپ سے ان کی تفسیر منقول ہونے کا کیا مفہوم؟

تیسری دلیل کا جائزہ

اب آیئے مولانا کی تیسری دلیل کا جائزہ لیتے ہیں، امام سیوطی کے حوالہ سے رقمطراز ہیں۔

نیز اسی صفحہ میں اس سے قبل نقل کرتے ہیں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ومتشابه لا یعلمه الا الله تعالی ومن ادعی علمه سوی الله تعالی فهو کاذب (الاتقان، ۲، ۱۸۲)	اور اللہ تعالیٰ کے بغیر متشابہ کو اور کوئی نہیں جانتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور متشابہ کے علم کا مدعی ہو تو وہ سراسر جھوٹا ہے (یعنی علم قطعی جو مختلف فیہ ہے نہ کہ ظنی)

کلبی سے روایت

ہم سب نے تسلیم کرلیا ہے کہ یہ کلبی سے روایت ہے، اختلاف یہ ہے کہ اسے بطور دلیل لایا گیا ہے یا بطور تائید، ہمارا موقف یہی ہے کہ مولانا نے اسے بطور دلیل ذکر کیا ہے جیسا کہ پیچھے آیا ہے کہ لفظ نیز ہماری مدد کر رہا ہے پھر امام طبری اور امام سیوطی کی عبارات میں قرینہ موجود ہے کہ انہوں نے اسے بطور دلیل نہیں بلکہ بطور تائید ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے واضح الفاظ میں نشاندہی کر دی کہ اس کی سند میں نظر ہے، لیکن مولانا نے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

کلبی پر جرح

حالانکہ مولانا نے اپنی اسی کتاب میں کلبی پر جو جرح کی ہے اس کے پیش نظر ان پر لازم تھا کہ وہ قارئین کو بتا دیتے کہ یہ روایت کلبی کی ہے ہم یہاں اس جرح کی جھلکیاں سامنے لا دیتے ہیں تا کہ قارئین خود محسوس کرلیں کہ حضور ﷺ کے علم مقدس کے خلاف کس درجہ کے راوی کی روایت بھی مولانا قبول فرما کر اسے بطور دلیل و تائید ذکر کر دیتے ہیں اور اگر وہ روایت آپ ﷺ کی علمی شان کے حق میں ہو اور اس میں محض یہ اختلاف ہو کہ یہ حضرت ابن مسعود یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تو اسے موثر اضطراب قرار دے کر مسترد کر دیتے ہیں جیسا کہ آگے تفصیل آ رہی ہے، شیخ کلبی پر جرح ان کے الفاظ میں ہی سنیئے

کلبی کا حال بھی سن لیجئے کلبی کا نام محمد بن السائب بن بشر ابوالنضر کلبی ہے۔ امام معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے جھوٹے تھے، ایک کلبی اور دوسرا سدی۔ امام ابن معین کہتے ہیں کہ لیس بشیء امام بخاری فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ اور ابن مہدی نے اس کی روایت بالکل ترک کر دی تھی۔ امام ابن مہدی فرماتے ہیں کہ ابو جزء نے فرمایا کہ میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں کہ کلبی کافر ہے۔ میں نے جب یہ بات یزید بن زریع سے بیان کی تو وہ بھی فرمانے لگے کہ میں نے بھی ان سے یہی سنا کہ اشھد انه کافر اس کے کفر کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ:

یقول کان جبرائیل یوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام النبی لحاجته وجلس علی فاوحی الی علی	کلبی کہتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی طرف وحی لایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کسی حاجت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی جگہ حضرت علی بیٹھ گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے ان پر وحی نازل کر دی۔

(یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام مورد وحی اور مہبط (مھبط) وحی کو نہ پہچان سکے اور حضرت علی کو رسول سمجھ کر ان کو وحی سنا گئے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانتا ہے کہ اس بھولے بھالے جبرائیل علیہ السلام نے آگے پیچھے کیا کیا ٹھوکریں کھائی ہوں گی اور کن کن پر وحی نازل کی ہوگی اور نہ معلوم حضرت علی کو بھی وہ اس خفیہ وحی میں کیا کچھ کہہ گئے ہوں گے۔ ممکن ہے یہ خلافت بلافصل ہی کی وحی ہو جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت علی کے کان میں پھونک گئے ہوں گے۔ بات ضرور کچھ ہوگی۔ آخر کلبی کا بیان بلاوجہ تو نہیں ہوسکتا۔ اور کلبی کے اس نظریہ کے تحت ممکن ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی ہی وحی میں بھول کر حضرت محمد ﷺ کو وحی سنا گئے ہوں اور مقصود کوئی اور ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ حضرت علی ہی ہوں۔ آخر کلبی ہی کے کسی بھائی کا یہ نظریہ بھی تو ہے کہ:

جبرائیل کہ آمد چوں از خالق بے چوں

بہ پیش محمد شد و مقصود علی بود

معاذ اللہ تعالیٰ، استغفر اللہ تعالیٰ کلبی نے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ ﷺ اور وحی کو ایک ڈراما اور کھیل بنا کر رکھ دیا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ثم العیاذ باللہ تعالیٰ۔ (صفدر) بلکہ کلبی نے خود یہ کہا ہے کہ جب میں بطریق ابو صالح عن ابن عباسؓ کوئی روایت اور حدیث تم سے بیان کروں تو فھو کذب (وہ جھوٹ ہے) امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام سب اس امر پر متفق ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اس کی کسی روایت کو پیش کرنا صحیح نہیں ہے امام نسائی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی۔ علی بن الجنید، حاکم ابو احمد اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور ساقط ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کی روایت پر جھوٹ بالکل ظاہر ہے اور اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔ ساجی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اور بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا کیونکہ وہ غالی شیعہ ہے۔ حافظ ابوعبداللہ الحاکم کہتے ہیں کہ ابوصالح سے اس نے جھوٹی روائتیں بیان کی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

وقد اتفق ثقات اهل النقل علی ذمه و ترک الروایة عنه فی الاحکام و الفروع (تہذیب التہذیب ج۹ ص ۱۷۸ تا ص ۱۸۱ ملتقطا)	تمام اہل نقل ثقات اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ کلبی کی تفسیر اول سے لے کر آخر تک سب جھوٹ ہے اس کو پڑھنا بھی جائز نہیں۔ (تذکرہ الموضوعات ۸۲ ص) (ازالہ ۳۱۴ تا ۳۱۵)

قارئین جب کلبی، کافر، کذاب غالی شیعہ، حضرت علی کو نبی ماننے والا، وحی کو ڈراما اور کھیل قرار دینے والا ہے تو پھر مولانا کو اس کی روایت ذکر ہی نہیں کرنی چاہیے تھی نہ بطور دلیل اور نہ بطور تائید اور اگر حضور ﷺ کے علم کی نفی پر کوئی اور دلیل نہ ہونے کی وجہ سے اسے ذکر کرنے پر مجبور وہ تھے تو پھر کم از کم ان کے بارے میں کچھ تو بتا دیا جاتا تا کہ معلوم ہو جاتا یہ روایت کس درجہ کی ہے جس سے حضور ﷺ کے علم مقدس کی نفی کی جا رہی ہے۔

کم درجہ کی جرح

پھر اسی کتاب میں متعدد ایسی احادیث کو مولانا نے رد کیا ہے جس کے راویوں پہ کلبی سے کہیں کم درجہ کی جرح ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ ان کا تعلق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کے اثبات سے تھا بلکہ بعض مقامات پر مولانا نے یہ فرمایا کہ چونکہ یہ روایت فلاں طبقہ کی کتاب سے ہے لہذا یہ صحیح نہیں۔

ایک مثال

کچھ تفصیل آگے تجزیہ میں آئے گی یہاں ایک مثال عرض کیے دیتے ہیں علماء امت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علم مقدس کی وسعت کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ھذا جلیان من اللہ جلاہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کما جلا للنبیین قبلہ

اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو میرے سامنے رکھ دیا، میں، دنیا اور اس میں تا قیامت ہونے والے امور کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے میں اس اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں یہ علم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا جیسے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کو بھی عطا فرمایا۔

یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان علمی کی وسعتوں کو واضح کر رہی ہے۔

اس پر مولانا کا تبصرہ ملاحظہ کیجیے پھر ہم اپنی بات عرض کرتے ہیں۔

یہ روایت حلیہ لابی نعیم ج ۶ ص ۱۰۱ میں سعید بن سنان الرہاوی کی سند سے مذکور ہے بلاشک یہ روایت فریق مخالف کے لیے بڑی کارآمد بلکہ اکسیر تھی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر کاش کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام طبرانی کی جملہ تصانیف حضرات محدثین کرام کے نزدیک کتب حدیث کے طبقہ ثالثہ میں داخل ہیں اور اس طبقہ کے بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ ''واکثر آں احادیث معمول بہ نزد فقہاء نشدہ اند بلکہ اجماع برخلاف آنہا منعقد گشتہ'' (عجالۂ نافعہ ص ۷) جب تک اس حدیث کی اصول حدیث کی رو سے صحت ثابت نہ کی جائے اس سے احتجاج درست نہیں ہے اور امام ابونعیم کی جملہ تالیفات طبقہ رابعہ سے ہیں جن کے بارے میں فیصلہ یہ ہے ''ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ دراثبات عقیدہ یا عملے بانہا تمسک کردہ شود (ایضاً ص ۷) نہ صرف یہ کہ یہ روایت محض طبقہ ثالثہ اور رابعہ کی ہے بلکہ ضعیف بھی ہے چنانچہ مشہور حنفی محدث حافظ علی متقی (المتوفی ۹۷۵ھ) لکھتے ہیں کہ سندہ ضعیف (کنزالعمال ج ۶ ص ۹۵) کہ اس کی سند ضعیف ہے اور علامہ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی (المتوفی ۸۰۷ھ) استاد حافظ ابن حجر طبرانی کے حوالہ سے یہ روایت حضرت عمر سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں جس میں کفی ھذہٖ کے الفاظ بھی موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کے باقی راوی تو ثقہ ہیں مگر علی ضعف کثیر فی سعید بن سنان الرھادی۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۷)

اس میں سعید بن سنان الرھادی بہت ہی زیادہ ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث کی جناب نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت اور پھر اس سے نصوص قطعیہ کے خلاف عقیدہ ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ خان صاحب نے ایک مقام پر کیا ہی خوب کہا کہ: ''حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے بے ثبوت نسبت جائز نہیں اور قول مذکور ثابت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔" (بلفظہٖ عرفان شریعت حصہ سوم ص ۲۷)

اور یہی کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں اور آنحضرت ﷺ کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں اور نہ اس سے کوئی عقیدہ ثابت کیا جاسکتا ہے۔

(ازالہ، ۵۳۴، ۵۳۵)

آپ نے دیکھا اس روایت کے کسی ایک راوی پر بھی کلبی جیسی جرح نہیں بلکہ متعدد محدثین نے ان کی توثیق بھی کی ہے لیکن مولانا نے اس کا کیا حشر ونشر دیا ہم مان گئے سعید بن سنان راوی بہت ہی ضعیف لیکن کیا اس پر کلبی جیسی جرح ہے کسی نے اسے کافر، حضرت علی کو خدا ماننے والا، وحی الٰہی کو ڈراما قرار دینے والا کہا ہے۔ ایسی کوئی جرح ان پر موجود نہیں، مولانا نے اس کی روایت کو اس قدر مسترد کیا کہ اس کی نسبت بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا عدمِ انصاف قرار دیا حالانکہ تمام محدثین احادیث ضعاف کو رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے ہی بیان کرتے چلے آرہے ہیں ہاں ان کے ضعف کی نشاندہی کر دیتے ہیں، کیا امام نعیم بن حماد مروزی (۲۸۸) امام ابونعیم (۴۳۰) امام نورالدین علی ھیثمی (۸۰۷) امام علی متقی (۹۷۵) اور امام طبرانی () نے اس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرکے انصاف کے خلاف کیا، ہرگز نہیں۔

آپ نے کیوں نسبت کی؟

اگر حدیث ضعیف کی نسبت بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط اور انصاف کے خلاف ہے تو پھر آپ نے روایت کلبی کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف کیوں کی؟ بلکہ آپ نے تو اس کا ضعف بھی بیان نہیں کیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم اپنا موقف ثابت کرنے اور دوسرے کے رد میں مقرر حدود پھلانگ جاتے ہیں جس سے امت کو شدید نقصان پہنچا؟

کیا اجازت ہے؟

اگر آپ روایت کلبی سے اقوال علماء پر تائید لا سکتے ہیں تو دیگر اہل علم کو آپ اجازت دیں کہ وہ دلائل قطعیہ مثلاً **علمک مالم تکن تعلم** (اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے) **ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی** (اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر شے کی تفصیل ہے) کی تائید میں یہ حدیث لے آئیں۔ **ان اللہ رفع لی الدنیا**۔ تا کہ علم نبوی ﷺ کے حوالہ سے امت کا ذہن تذبذب کا شکار نہ رہے۔

ایک اور اہم بات

مولانا کی تیسری دلیل روایت کلبی کے حوالہ سے ایک اہم بات یہ ہے جب قرآنی آیات "**وما یعلم تاویلہ الا اللہ**" کا مفہوم اہل علم نے دیگر آیات و دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بیان کیا کہ یہ حضور ﷺ کو متشابہات کا علم دیئے جانے کے خلاف نہیں جیسا کہ پہلے بڑی تفصیل سے آچکا ہے خصوصاً علماء احناف جو الا اللہ پر ہی وقف لازم قرار دیتے ہیں انہوں نے واضح کر دیا کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں اور اس میں کسی کا نزاع نہیں اس کے بعد روایت کلبی کا معاملہ بھی از خود حل ہو جانا چاہیے کہ اس میں بھی جو ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس سے مراد امت کے علم کی نفی ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اس کی تاویل وہی کی جائے جو آیت قرآنی کی گئی ہے تو اب دیگر دلائل اور اس کے درمیان توافق پیدا ہو جائے گا۔

یہ تھے مولانا کے کل دلائل جو انہوں نے حضور ﷺ کے متشابہات کے عدم علم پر پیش کیے۔ کیا اس تجزیہ نے آشکار نہیں کر دیا کہ یہ تینوں دلائل حضور ﷺ کے متشابہات کے علم پر دال ہیں نہ کہ اس کی نفی پر۔

اظہار العیب میں دلائل

آپ اگر فرمائیں کہ یہ والد گرامی نے ازالۃ الریب میں چلتے چلتے یا سرسری یا اختصاراً دلائل دیئے تھے آپ ان کی اظہار العیب دیکھ لیتے تو معاملہ حل ہو جاتا ہم نے اسے بھی دیکھا۔

ایک تو وہاں انہوں نے مخالفین کی وسعت علم نبوی پر قرآنی دلیل۔

نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو ہر شے کا روشن بیان ہے۔

کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ مخالفین کی مراد کیا ہے؟

کہ قرآن کریم میں جتنی چیزیں مذکور ہیں ان میں سے کسی چیز میں خفا نہیں ہے تب بھی باطل ہے اس لیے کہ قرآن کریم میں حروف مقطعات اور متشابہات کا ذکر بھی ہے اور اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر مخلوق پر ان کے معانی مخفی ہیں۔ اس کے بعد اس پر تین عبارات اہل علم کی نقل کیں۔

۱۔ جلالین کی عبارت کہ متشابہات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لایفھم معانیھا کا وائل السور	ان کے معانی نہیں سمجھے جاسکتے جیسا کہ سورتوں کی ابتداء (میں حروف مقطعات ہیں)

۲۔ اس کے بعد واضح کیا کہ وقف الا اللہ پر ہے اور یہ حضرات صحابہ وغیرہ موقف ہے اس پر حاشیہ جلالین اور تفسیرات احمدیہ از ملا جیون کے حوالہ جات دیئے اس کے بعد لکھا۔

''معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں دیگر متشابہات کے علاوہ حروف مقطعات کا معنی بھی جمہور کے نزدیک کسی کو معلوم نہیں اور ان کا مطلب مخفی ہے۔

(اظہار العیب،۴۳،۴۴)

پہلے بڑی تفصیل کے ساتھ آچکا کہ الا اللہ پر وقف ہی ہمارا مختار واضح ہے لیکن تمام امت نے واضح کر دیا ہے کہ یہاں امت کے علم کی نفی ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے علم کی نفی، اس پر ہم متعدد تصریحات اہل علم سامنے لا چکے ہیں یہاں ہم صرف شیخ احمد ملا جیون حنفی (۱۱۳۰) کی عبارت ذکر کیے دیتے ہیں کیونکہ مولانا نے وقف پر یہاں انہی کے دو حوالے دیئے ہیں۔

تعریف متشابہ کی شرح و وضاحت میں لکھتے ہیں کہ اس کا علم نہیں ہوسکتا۔

ھذا فی حق الامۃ واما فی حق النبی علیہ السلام فکان معلوما والابطل فائدۃ التخاطب ویصیر التخاطب	یہ حق امت میں ہے، حضور ﷺ کو ان کا علم ہے ورنہ خطاب کا فائدہ باطل اور بے معنی ومقصد خطاب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالمهمل کالتکلم بالزنجی مع العربی — لازم آئے گی جیسے حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔

(نور الانوار، ۹۳)

یاد رہے ان کی نور الانوار، تفسیرات احمدیہ سے بعد کی تصنیف ہے کیونکہ انہوں نے نور الانوار میں جابجا کہا ہے کہ اس کی تفصیل تفسیرات احمدیہ میں دیکھیں۔

الغرض الا اللہ پر وقف جمہور امت کا موقف ہے اور بعض کا اس سے اختلاف ہے لیکن حضور ﷺ کا متشابہات کا جاننا تمام امت کا موقف ہے لہٰذا مولانا کا یہ کہنا کہ جمہور کے نزدیک حروف مقطعات کسی کو معلوم نہیں حضور ﷺ کے بارے میں نہیں بلکہ امت کے بارے میں ہے جس پر خوب تفصیل گزر چکی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفتی احمد یار خاں نعیمی کا انداز

ہم یہاں مفتی احمد یار خاں نعیمی کا انداز بھی نقل کر دیتے ہیں تا کہ معاملہ خوب آشکار ہو جائے، پہلے ہم آپ کے الفاظ نقل کرتے ہیں تا کہ بات پوری سمجھ آ سکے۔

''ازالۃ الریب میں جہاں کلبی پر سخت جرح نقل کی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی روایت سے قرآن کریم کے مفہوم کے برخلاف استدلال کیا گیا ہے اس لیے فرمایا یہ وہ شریر جن کی روایات سے دیگر اہل بدعت حضرات عموماً اور مفتی احمد یار خاں صاحب خصوصاً قرآن کریم کی نص قطعی کو کاٹنا چاہتے ہیں تا کہ ان کے غلط اور باطل عقیدے پر زد نہ پڑے۔ (ازالہ، ۳۱۶)

یاد رہے مولانا کی شیروں سے مراد سدی کبیر اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن، کلبی اور سدی صغیر ہیں۔ (ازالہ، ۳۱۴:۳۱۶)

ہم یہاں بالکل واضح اور دوٹوک الفاظ میں اعلان کر دینا چاہتے ہیں کہ اس موقع پر مفتی احمد یار خاں نے ایسی کوئی روایت نقل ہی نہیں کی کہ اس کی سند میں کلبی ہو انہوں نے دو روایات کا تذکرہ کیا ایک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور دوسری سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان دونوں کی اسناد میں ان میں سے کوئی موجود نہیں البتہ جس تیسری روایت کا حوالہ دیا اس میں سدی ہیں کلبی اس کی سند میں بھی نہیں۔

تفصیل ملاحظہ ہو

ہم مفتی صاحب کی پوری عبارت سامنے لے آتے ہیں تا کہ قارئین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیصلہ کر سکیں۔ مفتی صاحب نے حضور علیہ کے علم غیب پر اعتراضات نقل کرتے ہوئے نمبر۹ کے تحت لکھا۔ لاتعلمهم نحن نعلمهم (تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں) اس آیت سے مخالفین دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور علیہ السلام دربار میں آنے والے منافقوں کو نہ پہچانتے تھے۔ پھر علم غیب کیسا؟ مگر مفسرین نے اس آیت کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس آیت کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ "لتعرفنهم في لحن القول (اور ضرور تم ان کو بات کے طریقہ سے پہچان لو گے لہٰذا یہ آیت منسوخ یا یہ توجیہ ہے کہ بغیر ہمارے بتائے ان کو نہیں جانتے ...... اگر اس آیت کی توجیہیں نہ کی جاویں تو ان احادیث کی مخالفت ہوگی جن سے ثابت ہے کہ حضور علیہ منافقوں کو پہچانتے تھے مگر پردہ پوشی سے کام لیتے تھے عینی شرح بخاری جلد ۴ ص ۲۲۱ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة فقال اخرج يا فلاں فانک منافق فاخرج منهم ناساً ففضحهم	حضور علیہ السلام نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا بس فرمایا کہ اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کر کے نکال دیا۔

شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس كان المنافقون من الرجال ثلثة مائة ومن النساء مائة وسبعين	ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منافقین مرد تین سو تھے اور عورتیں ایک سو ستر۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم اثبات علم غیب میں ایک حدیث پیش کر چکے ہیں جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم پر ہماری امت پیش کی گئی لہٰذا ہم نے منافقوں اور کفار اور مومنین کو پہچان لیا۔ اس پر منافقین نے اعتراض کیا اور قرآن کی آیت ان کے جواب میں آئی۔ (جاء الحق۔ا،۱۰۴ تا ۱۰۵)

مولانا صفدر صاحب نے مفتی صاحب کی جو عبارت نقل کی وہ یہ ہے۔

مفتی احمد یار خان صاحب کا مفتیانہ کرشمہ

مفتی صاحب نے اس آیت کے جواب میں جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت ولتعرفنهم فی لحن القول سے منسوخ ہے جیسا کہ جمل میں اس آیت کے تحت لکھا ہے عینی شرح بخاری ج ۴ ص ۲۲۱ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور فرمایا اے فلاں نکل جا کیونکہ تو منافق ہے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کر کے نکال دیا شرح شفا ملا علی قاری جلد اول ص ۲۴۱ میں ہے ابن عباس سے روایت ہے کہ منافقین مرد تین سو اور عورتیں ایک سو ستر تھیں۔

(محصلہ جاء الحق:۹۹)

الغرض مفتی نعیمی صاحب نے علم نبوی ﷺ پر سورۂ محمد کی آیت مبارکہ

ولتعرفنهم فی لحن القول — اور آپ یقیناً انہیں پہچان لیتے ہیں بات کے ڈھنگ سے۔

پیش کی۔ اس کے بعد تین روایات ذکر کیں اور ان تمام کی اسناد میں کلبی موجود ہی نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حالانکہ مولانا نے مفتی صاحب کا رد کرتے ہوئے اور روایات نقل کیں جن کی سند میں کلبی موجود ہیں پھر کلبی پر کفر تک جرح نقل کی جس سے قارئین کو یہ تاثر دیا کہ یہ کیسے اہل علم ہیں جو کلبی کی روایات کا سہارا لے کر قرآن کے خلاف چل رہے ہیں۔

مولانا کی اس عبارت پر نظر ڈال لیجئے یہ ہیں وہ شیر جن کی روایات سے دیگر اہل بدعت الخ (نصرۃ العلوم: ۳۵)

اس پر شہادت

ہمارے پاس اس پر شہادت خود مولانا کی اگلی گفتگو ہے جو انہوں نے ان روایات پر جرح کرتے ہوئے کی ہے۔

روایت ابن عباس پر جرح

مولانا نے مفتی صاحب کی نقل کردہ روایت از ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ان الفاظ سے جرح کی ہے "رہی حضرت ابن عباس کی وہ روایت جو شرح شفا میں ملا علی قاری نے نقل کی ہے کہ منافق مرد تین سو اور عورتیں ایک سو ستر تھیں، تو اس کی سند انہوں نے کوئی بیان نہیں کی، ظن غالب میں ہے کہ اس سند میں بھی کوئی کلبی اور سدی جیسا شیر موجود ہے۔ (ازالہ: ۳۱۷)

مولانا کی یہ عبارت بار بار پڑھیے اور ان کی علمی تحقیق کو داد دیجئے۔

گویا اس روایت کی سند میں مولانا نے خود کلبی کو شامل کیا ہے، حالانکہ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ بلا سند روایت ہے چاہیے یہ تھا کہ جو بلا سند روایات کا حکم ہے وہ سامنے لے آتے لیکن ممکن ہے اس سے ان کے موقف پر ضرب کا خطرہ ہو۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر جرح

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت پر جو جرح مولانا نے کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ اس کی سند میں اضطراب ہے۔

۲۔ اس کے راوی ابواحمد زبیری شیعہ ہیں۔

۳۔ اس کے راوی سلمہ بن سہیل ہیں یہ بھی شیعہ ہیں۔

۴۔ اس میں عیاض بن عیاض ہیں باپ بیٹے کا ضعیف و ثقہ ہونا نامعلوم ہے۔

مولانا کی جرح سے واضح ہو رہا ہے کہ اس کی سند میں بھی کلبی نہیں۔

الغرض واضح ہوگیا کہ مفتی صاحب کی پیش کردہ، روایات کی سند میں کلبی موجود نہیں اب دونوں کا جو انداز سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ:

مولانا صفدر صاحب نے حضور ﷺ کے علم متشابہات کا انکار کرتے ہوئے اس پر دو علماء کے اقوال نقل کیے اور یہ کلبی کی روایت ذکر کی۔

مفتی صاحب نے علم منافقین پر آیت مبارکہ پیش کی اور پھر ایسی روایات ذکر کیں جن میں کلبی کا نام ونشان نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراض و جواب

تیسرا اعتراض

آپ نے امام سیوطی کے حوالے سے متشابہ کے بارے میں نقل کیا۔

ومتشابہ لایعلمہ الا اللہ تعالی ومن ادعی علمہ سوی اللہ تعالی فھو کاذب

(ازالۃ الریب،۷۷۴)

اور اللہ تعالیٰ کے بغیر متشابہ کو اور کوئی نہیں جانتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی اور متشابہ کے علم کا مدعی ہو تو وہ سراسر جھوٹا ہے۔

حالانکہ اگر اصل کتاب تفسیر طبری جلد ۱ ص ۵۴ طبع، دارالفکر روایت ۶۲ (جس سے یہ سیوطی نے نقل کیا) آپ ملاحظہ فرماتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ کلبی سے ہی روایت ہے۔ جس کے بارے میں آپ نے ازالۃ کے ص ۳۱۴ سے لے کر ص ۳۱۶ تک ثابت کیا کہ یہ کافر ہے۔ یہ جھوٹا ہے اور شاید آپ کی نظر نہیں پڑی۔ خود سیوطی نے پہلے اشارہ کیا تھا ثم رواہ مرفوعاً بسند ضعیف۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو آپ نے یہ حوالہ کیسے دے دیا؟ اگر کلبی کی روایت دوسرے پیش کریں تو وہ جاہل اور ناواقف از اصول قرار پا جاتے ہیں۔ تو اب آپ کیا کہلائیں گے؟

اسی طرح آپ نے سیوطی سے نقل کیا کہ

وکل متشابہ فی القرآن عند اھل الحق فلا مساغ للاجتھاد فی تفسیرہ

(ازالۃ،۷۷۴)

قرآن کریم میں جملہ متشابہات میں بھی اہل حق کے نزدیک یہی نظریہ ہے کیونکہ ان کی تفسیر میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ اس سے ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ حضور ﷺ متشابہات کے بارے میں نہیں جانتے۔ حالانکہ اس سے متصل اگلے الفاظ آپ کی تردید کر رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے

ولاطریق الی ذلک الا بالتوقیف بنص من القرآن او الحدیث او اجماع الامة علی تاویله	اور متشابہ سے آگاہی کی صورت قرآن کی نص یا حدیث یا اجماع امت ہے۔

(الاتقان، ۲: ۴۵۳)

وہ تو واضح کر رہے ہیں کہ حدیث کے ذریعے سے اس کا علم ہوسکتا ہے اور یہ تبھی ہوگا جب حضور ﷺ اس سے آگاہ ہوں گے بلکہ سیوطی نے یہ امام زرکشی سے لیا ہے۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں

ولاطریق الی ذلک الا بالتوقیف من احد ثلاثة اوجه امانص من التنزیل او بیان من النبی ﷺ او اجماع الامة علی تاویله فاذا لم یروفیه توقیف من هذه الجهات علمنا انه مما استاثر الله تعالی بعلمه	ان متشابہات کا علم ان تین میں سے ایک ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے۔ قرآنی نص یا حضور ﷺ کی طرف سے بیان یا اجماع امت سے اس کی تاویل ہو۔ اگر ان میں سے کوئی رہنمائی نہ ملے۔ تو ہم جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(البرہان فی علوم القرآن، ۲، ۱۸۳)

آپ نے اپنی تائید میں اس مسئلہ پر امام سیوطی سے علوم قرآن کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقسیم نقل کرتے ہوئے صرف اول قسم نقل کی۔ جس میں بتایا گیا کہ ''کنہ ذات باری اور وہ غیوب جو اس کا خاصہ ہیں'' کا علم کسی کو نہیں ہوسکتا۔

(ازالہ ص ۴۷۷)

حالانکہ حضور علیہ السلام کے لیے تمہارے مخالفین یہ دعویٰ کرتے ہی نہیں۔ بلکہ وہ بھی مانتے ہیں کہ یہ باری تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ البتہ وہ حروف قطعات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا معنی حضور علیہ السلام جانتے ہیں۔ اگر آپ پر دوسری قسم اوجھل نہ رہتی تو ان کا موقف درست ثابت ہو جاتا۔ چلو وہ ہم سامنے لے آتے ہیں۔ یہاں یہ واضح رہے کہ سیوطی نے یہ تمام گفتگو امام محمد بن سلیمان المعروف ابن نقیب کی نقل کی ہے۔

الثانی ما اطلع الله علیه نبیه من اسرار الکتاب واختصه به وهذا لا یجوز الکلام فیه الا له اولمن اذن له واوائل السور من هذا القسم وقیل من القسم الاول

(الاتقان، ۲: ۳۵۴)

دوسری قسم علوم قرآن کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اسرار قرآن پر حضور علیہ السلام کو مطلع کرے۔ اور آپ ہی کے ساتھ انہیں مخصوص فرما دے۔ اب ان میں گفتگو آپ علیہ السلام کے لیے ہی جائز ہوگی یا جس کو اجازت ہو اور حروف مقطعات اس قسم ثانی میں شامل ہیں۔ البتہ بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ اول قسم میں ہے۔

اس میں امام ابن نقیب نے واضح طور پر حروف مقطعات کے بارے میں واضح کر دیا کہ ان کا حضور علیہ السلام کو علم دیا گیا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب

محترم مفتی قادری صاحب! ازالۃ الریب میں علامہ سیوطی کے حوالہ سے یہ نقل کیا ہے ومتشابہ لایعلمہ الا اللہ تعالی ومن ادعی علمہ سوی اللہ تعالی فھو کاذب اس پر اعتراض کرتے ہوئے آپ نے لکھا حالانکہ اگر اصل کتاب تفسیر طبری جس سے سیوطی نے نقل کیا ہے۔ آپ ملاحظہ فرماتے تو واضح ہو جاتا کہ یہ کلبی سے ہی روایت ہے جس کے بارہ میں آپ نے ثابت کیا کہ یہ کافر ہے، یہ جھوٹا ہے الخ۔

محترم! اگر آپ تفسیر طبری میں صرف روایت کو ہی نہ دیکھتے بلکہ امام طبری کے انداز کو بھی ملاحظہ فرماتے اور اسی کی روشنی میں ازالۃ الریب میں اس روایت کو پیش کرنے کے انداز کو دیکھتے تو آپ کے سامنے حقیقت واضح ہو جاتی۔ امام ابن جریر طبری نے پہلے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا اور پھر اس کی تائید میں یہ کلبی والی روایت نقل کی وقد روی بنحو ماقلنا فی ذالک ایضا عن رسول اللہ ﷺ خبر فی اسنادہ نظر (تفسیر طبری ج ۱ ص ۳۴) (کہ ہم نے جو قول کیا ہے اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے بھی ایک ایسی خبر ہے جس کی سند میں نظر ہے،) امام ابن جریر اس روایت کو احتجاج کے لیے نہیں بلکہ تائید کے لیے پیش کر رہے ہیں اور حضرت مولانا صفدر صاحب نے بھی پہلے وہ عبارات پیش کیں جن سے استدلال کیا ہے اور پھر فرمایا نیز اسی صفحہ میں اس سے قبل نقل کرتے ہیں تو یہ عبارت واضح کر رہی ہے کہ آگے کی عبارت تائید میں پیش کی جا رہی ہے اور تائید میں کلبی جیسے راوی کی کمزور روایت پیش کی جا سکتی ہے، کلبی پر اگرچہ سخت سے سخت الفاظ جرح نقل کئے گئے ہیں مگر اس کے بارہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں یہ ہی ہے کہ اس کی روایت ضعیف اور کمزور ہوتی ہے اس کو احتجاج اور استدلال کے طور پر تو نہیں لیا جا سکتا البتہ تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے جیسا کہ خود مولانا صفدر صاحب نے ملا کاتب چلپی کی کشف الظنون ج ۱ ص ۳۷۵ کے حوالہ سے لکھا کہ صحت کے اعتبار سے بخاری اور مسلم کے بعد ترمذی کا درجہ ہے کیونکہ مصلوب اور کلبی کی روایات نقل کر کے امام ترمذی نے ان کی تضعیف کی ہے تا کہ کوئی ان کی روایات سے مغالطہ نہ کھائے یا ان کو محض متابعات اور شواہد میں لائے ہیں ان کی روایت سے استدلال نہیں کیا (خزائن السنن ج ۱ ص ۶) اور ازالۃ الریب میں کلبی سے مروی روایت سے متعلق لکھا ہے مگر یہ سند کمزور اور ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ اس سے احتجاج کیا جا سکے (ازالۃ الریب ص ۳۱۳) ازالۃ الریب میں جہاں کلبی پر سخت جرح نقل کی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی روایت سے قرآن کریم کے مفہوم کے برخلاف استدلال کیا گیا ہے اس لیے فرمایا یہ ہیں وہ شیر جن کی روایات سے دیگر اہل بدعت حضرات عموماً اور مفتی احمد یار خان صاحب خصوصاً قرآن کریم کی نص قطعی کو کاٹنا چاہتے ہیں تا کہ ان کے غلط اور باطل عقیدے پر زد نہ پڑے (ازالۃ الریب ص ۳۱۶) کلبی جیسے راوی کی روایت سے استدلال درست نہیں مگر تائید میں اس کو پیش کیا جا سکتا ہے اور امام ابن جریر نے بھی اس کو تائید کے لیے پیش کیا ہے اور مولانا صفدر صاحب نے بھی تائید ہی کے لیے پیش کیا ہے اور ایسی روایت کا احتجاج میں پیش کرنا غلط اور تائید میں پیش کرنا صحیح ہونے کے بارہ میں تو فن حدیث سے معمولی دسترس رکھنے والا بھی جانتا ہے نہ جانے آپ جیسے مفتی صاحب کی نظر سے یہ نمایاں اور واضح بات کیوں اوجھل رہ گئی؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس جواب میں آپ نے یہ باتیں کیں

۱۔ بندہ نے امام زرکشی اور سیوطی کی عبارات کا غلط مفہوم لیا ہے وہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور علیہ متشابہات کا علم نہیں رکھتے اور بندہ انہیں علم نبی علیہ کے ثبوت پر محمول کر رہا ہے۔

ان کا مقصود

آپ کے نزدیک ان عبارات کا مدعیٰ و مقصد یہ ہے کہ چونکہ حضور علیہ متشابہات کا علم نہیں رکھتے اس لیے ان کے بارے میں آپ علیہ سے کچھ بھی منقول نہیں، جب آپ علیہ سے کچھ ان کے بارے میں مروی و منقول نہیں تو ہم انہیں متشابہ تسلیم کرلیں گے، آپ نے لکھا۔

حالانکہ امام سیوطی تو فرما رہے ہیں کہ متشابہات کی تفسیر اجتہاد سے نہیں کی جاسکتی بلکہ ان کو جاننے کے لیے ان تین صورتوں میں سے ایک کی ضرورت ہے اور جب ان میں سے کوئی صورت بھی نہیں پائی جا رہی تو ان کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا آپ نے نہ جانے کہاں سے یہ نتیجہ نکال لیا جو آپ نے بیان کیا ہے پھر آگے آپ نے امام زرکشی کی عبارت جو نقل کی اگر آپ نے اس کا ترجمہ جان بوجھ کر غلط نہیں کیا تو گذارش ہے کہ ترجمہ کرنے میں آپ کو غلطی لگی ہے اس لیے کہ عبارت ہے۔

فاذا لم یروفیه توقیف من هذه الجهات علمنا انه مما استاثر الله تعالی بعلمه	اس کا ترجمہ یوں ہے کہ پس جب ان صورتوں میں سے کسی سے واقفیت حاصل کرنے کی کوئی روایت
(نصرة العلوم ص ۳۵ تا ۳۶)	مروی نہیں تو ہم نے جان لیا کہ یہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان چیزوں میں سے ہے جن کے
جاننے میں اللہ تعالیٰ یگانہ ہے۔

ان ائمہ کا موقف

قبل اس کے کہ ہم اس پر گفتگو کریں کہ ہمارا کیا ہوا عبارات کا ترجمہ غلط ہے یا درست، اس پر گفتگو ضروری ہے کہ ان ائمہ کا موقف واضح کریں کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے متشابہات کا علم مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ حضور ﷺ کے لیے متشابہات کا علم مانتے ہیں تو ہمارا ترجمہ درست اور اگر وہ اس سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے تو تمہارا ترجمہ ہی نہیں بلکہ دعویٰ بھی درست ہے۔

اہم نوٹ

ان عبارات کے حوالہ سے یہ بات ذہن نشین کر لینا نہایت ہی ضروری ہے کہ امام زرکشی نے انہیں امام ابن قتیبہ (۲۷۶) سے لیا اور امام سیوطی نے انہیں امام زرکشی سے لیا ہے۔ گویا ان عبارات کا مدار دو اہل علم پر ہے۔

۱۔ امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (۲۷۶)
۲۔ امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴)

امام زرکشی کا اعلان

چونکہ یہ عبارات امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) کی ہے جیسا کہ پیچھے آ چکا، ہم انہی کا ایک اعلان ان کے الفاظ میں ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ اسے سامنے رکھ کر ان کی اس عبارت کو سمجھ لیا جائے۔ ''النوع السادس والثلاثون معرفة

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المحکم من المتشابه" کے تحت سورۂ ال عمران کی آیت نمبرے کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اس کے الفاظ "الا اللہ والراسخون فی العلم" میں وقف کہاں ہے؟ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ یہاں واو کون سی ہے استینافیہ یا عاطفہ، بعض نے اسے استینافیہ قرار دیتے ہوئے الا اللہ پر وقف کیا اور مفہوم یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہم پر کچھ ایسی عبادات لازم کیں ہیں جن میں ہماری عقل کو دخل نہیں اس طرح اس نے اپنی کتاب مقدس میں ایسی آیات نازل کیں جن کا ہمیں علم نہیں، انہیں اللہ ہی جانتا ہے اور ان کا نام متشابہات ہے، بعض نے واو کو عاطفہ کہا اور یہ دلیل دی کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو کسی ایسی چیز کا مکلف نہیں بناتا جسے وہ نہ جانتے ہوں اور پہلے قول کو ضعیف گردانتے ہوئے کہا

لأن الله لم ينزل اشياء من القرآن الا لينتفع به عباده ويدل به على معنى اراده فلو كان المتشابه لا يعلمه غير الله للزمنا	کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کا ہر حصہ اس لیے نازل فرمایا ہے کہ بندے اس سے نفع پائیں اور ان پر اس کی مراد آشکار ہو اگر متشابہات کو اللہ کے سوا کوئی نہ جانے تو ہم پر ملحدین کا طعن ثابت ہو جائے گا۔

اس کے بعد ان مخالفین کے سامنے ایک ایسی دلیل رکھی۔ جسے وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بتاؤ ان متشابہات کو رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں یا نہیں؟ جب حضور ﷺ کے جاننے کا تم انکار نہیں کر سکتے تو پھر الا اللہ پر وقف پر زور کیوں؟

ان کے الفاظ پڑھیے

ولايسوغ لاحد ان يقول ان	کسی انسان کے لیے یہ کہنا ہرگز جائز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول الله لم يعلم المتشابه فاذا جاز ان يعرفه الرسول مع قوله (وما يعلم تاويله الا الله) جاز ان يعرفه الربانيون من صحابته والمفسرون من امته ...... ونحن لم نرالمفسرين الى هذه الغاية توقفوا عن شئى من القرآن فقالوا هو متشابه لا يعلمه الا الله بل امروه على التفسير حتى فسروا الحروف المقطعة

(البرهان فی علوم القرآن ص، ۸۳،۸۴)

ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے۔ جب "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف کے باوجود متشابہات کو رسول اللہ ﷺ کا جاننا جائز ہے پھر ربانیوں صحابہ اور امت کے مفسرین کا بھی جاننا جائز ہوگا...... پھر ہم نے مفسرین کو نہیں دیکھا کہ وہ یہ کہتے ہوئے قرآن کے کسی حصہ کی تفسیر سے رک جائیں کہ یہ متشابہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا بلکہ انہوں نے تمام حتی کہ حروف مقطعات کی بھی تفسیر کی ہے۔

امام ابن قتیبہ کا اعلان

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور اصل میں یہ اعلان امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری (۲۷۶) کا ہے انہوں نے مخالفین قرآن کو رد کرتے ہوئے اس مسئلہ پر نہایت ہی دوٹوک انداز میں کہا ہمارا تعلق ان لوگوں سے نہیں جو راسخین کے لیے متشابہات کا علم نہیں مانتے۔ کیونکہ ان کا یہ قول سراسر غلط ہے۔

ولم ينزل الله شيأ من القرآن الا لينفع به عباده ويدل به على

اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن اس لیے نازل فرمایا تاکہ بندوں کو اس سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنی اراده فلوکان المتشابه لایعلمه غیره للزمنا للطاعن مقال، وتعلق علینا بعلة وهل یجوز لأحد أن لاحد أن یقول ان رسول الله لم یکن یعرف المتشابه؟ واذا جاز أن یعرفه مع قول الله تعالی (وما یعلم تاویله الا الله) جاز ان یعرفه الربانیون من صحابته، فقد علم (علیا) التفسیر ودعا (لابن عباس) فقال (اللهم علمه التأول، وفقهه فی الدین) وروی عبدالرزاق، عن اسرائیل، عن سماک بن حرب عن عکرمة، عن (ابن عباس) أنه قال، کل القرآن أعلم الا اربعا غسلین، وحنانا، والاواه، والرقیم وکل هذا من قول (ابن عباس) فی وقت ثم علم ذلک بعد حدثنی محمد

نفع ہو اور اس کے ذریعے انہیں اپنے منشا سے آگاہ فرمائے۔ کیا کسی آدمی کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کو نہیں جانتے تو جب "ومایعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف کے باوجود رسول اللہ ﷺ کا متشابہات کو جاننا جائز ہے تو پھر دیگر ربانی صحابہ کا جاننا بھی جائز ہوگا، آپ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تفسیر قرآن کا علم دیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ دعا دی اے اللہ انہیں تاویل کا علم اور دین میں رسوخ عطا فرما۔

امام عبدالرزاق نے اسرائیل سے انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے حضرت عکرمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا میں ان چار الفاظ کے علاوہ تمام قرآن کو جانتا ہوں غسلین، حنان، الاوہ، الرقیم، (یادرہے یہ ان کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن عبدالعزیز، عن موسی بن مسعود، عن شبل، عن ابن أبی نجیح، عن (مجاهد) قال: تعلمونه وتقولون: آمنا به

ولو لم یکن للراسخین فی العلم حظ فی المتشابه الا أن یقولوا: (آمنا به کل من عند ربنا) لم یکن للراسخین فضل علی المتعلمین، بل علی جهلة لمسلمین، لأنهم جمیعاً یقولون: (آمنابه کل من عند ربنا) وبعد: فانا لم نر المفسرین توقفوا عن شئی من القرآن فقالوا: هذا متشابه لایعلمه الا الله، بل أمروه کله علی التفسیر، حتی فسروا (الحروف المقطعة) فی أوائل السور، مثل: آلر، وحم، وطه، وأشباه ذلک وستری ذلک فی الحروف المشکلة، ان شاء الله

قول پہلے کا ہے بعد میں ان کا بھی انہیں علم حاصل ہوگیا تھا)۔

ہمیں محمد بن عبدالعزیز عن موسیٰ بن مسعود عن شبل عن ابن ابی نجیح کے حوالہ سے ہے کہ حضرت مجاہد نے فرمایا راسخین تاویل کو جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، اگر راسخین کو متشابہ کا علم نہ ہو تو انہیں متعلمین بلکہ جہاں مسلمین پر کوئی فضیلت نہ ہوگی کیونکہ وہ تمام بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ مفسرین، قرآن کے کسی حصہ کی تفسیر سے یہ کہتے ہوئے نہیں رکتے کہ یہ متشابہ ہے اس کا علم فقط اللہ تعالیٰ کو ہی ہے بلکہ وہ تمام حتیٰ کہ اوائل سور میں آنے والے حروف

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فان قال قائل: كيف يجوز في اللغة أن يعلمه الراسخون في العلم، والله تعالى يقول: (وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم يقولون آمنابه) وأنت اذا أشركتَ الراسخين في العلم انقطعوا عن (يقولون)، وليست هاهنا واونسق توجب للراسخين فعلين وهذا مذهب كثير من النحويين في هذه الآية، ومن جهته غلط قوم من المتأولين؟

قلناله: (ان يقولون) هاهنا في معنى الحال، كأنه قال: الراسخون في العلم قائلين: آمنابه

(تاویل مشکل القرآن،۹۸تا۱۰۰)

مقطعات مثلاً الرٰحم، طٰہٰ وغیرہ کی تفسیر بھی کرتے ہیں عنقریب اس پر حروف مشکلہ کی فصل میں انشاء اللہ گفتگو آئے گی۔

اعتراض: لغت کے پیش نظر راسخین فی العلم متشابہات کو کیسے جان سکتے ہیں جب کہ ارشاد ہے (وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ) جب تم نے راسخین فی العلم کو یقولون سے الگ کر کے انہیں علم میں شریک کر دیا حالانکہ یہاں واونسق نہیں جو راسخین کے لیے دو افعال کو ثابت کرے، کثیر نحاۃ کا اس آیت میں یہی مذہب ہے، اسی وجہ سے تفسیر کرنے میں کچھ لوگوں نے غلطی کھائی۔

جواب، یہاں یقولون حال ہے تو معنی ہوگا حالانکہ راسخین فی العلم کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفسیر حروف مقطعات

آپ نے دیکھا امام ابن قتیبہ (۲۷۶) اور امام زرکشی (۷۹۴) اور دیگر اہل علم نے یہ تصریح کی کہ مفسرین نے حروف مقطعات کی بھی تفسیر کی ہے حالانکہ بشمول شوافع کے مانتے ہیں کہ حروف مقطعات، متشابہات میں سے ہیں۔

۱۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱) 'فصل ومن المتشابہ اوائل السور' کے تحت اس بارے میں رقمطراز ہیں۔

المختار فیها ایضا انها من الاسرار التی لایعلمها الا الله تعالی	ان میں یہ بھی مختار ہے کہ یہ حروف ان اسرار و رموز میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اس پر تائید بھی لائے، امام ابن المنذر اور دیگر مفسرین نے حضرت امام شعبی تابعی سے نقل کیا کہ ان سے اوائل سور کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا:

ان لکل کتاب سرا وان سرهذا القرآن فواتح السور	یعنی یہ اللہ و رسول کے درمیان اسرار و رموز ہیں جن پر کوئی دوسرا آگاہ نہیں ہوسکتا۔

(الاتقان ۱، ۱۱۶)

جیسا کہ پہلے یہ مفہوم متعدد اہل علم سے آچکا ہے۔

۲۔ خود امام زرکشی کی زیر بحث عبارت کے الفاظ پر نظر ڈالیے جہاں انہوں نے دیگر علوم مثلاً قیامت، نزول غیث اور تفسیر روح کو اللہ تعالیٰ کے علوم مخصوصہ میں شامل کیا وہاں لکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والحروف المقطعة وكل متشابه في القرآن عند اهل الحق فلا مساغ للاجتهاد في تفسيره ولا طريق الى ذلك فلا مساغ للاجتهاد في تفسيره ولا طريق الى ذلك، الا بالتوقيف من احد ثلاثة اوجه

(البرهان، ۲، ۱۸۳)

حروف مقطعات اور تمام متشابہات قرآنی، اہل حق کے ہاں ان کی تفسیر، اجتہاد سے نہیں ہوسکتی، ان کے معانی کے حصول کا طریقہ تین میں سے ایک ہی ہے۔

کیا یہ تفسیر اجتہادی ہے؟

ہمارے درمیان جو اختلاف ہوا ہے کہ متشابہات کی تفسیر قرآن وسنت سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اب تو ختم ہو جانا چاہیے کیونکہ ان سب نے تصریح کر دی کہ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں (بلکہ امام زرکشی کا انداز بتلاتا ہے یہ متشابہات سے بڑھ کر ہیں) اور ان کی تفسیر مفسرین کرتے ہیں، بتایئے انہوں نے یہ تفسیر اپنے اجتہاد کی بنا پر کی؟ ہرگز نہیں تو پھر ان کے سامنے کتاب وسنت کے نصوص ہی ہوں گے جن کی روشنی میں انہوں نے تفسیر کی اور یہ بات تب کہی جاسکتی ہے جب پہلے یہ مانا جائے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے معانی سے آگاہ ہیں اور زیر بحث عبارت میں اسی بات کی نشاندہی ہے جسے آپ تسلیم نہیں فرما رہے بلکہ توجہ دلانے والے کو ہاتھ میں چراغ لے کر چوری کرنے والا قرار دے رہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں ہم تو پھر بھی ہدایت کی ہی دعا دیں گے کیونکہ اس طعن و تشنیع نے امت کو بہت نقصان پہنچایا ہم اللہ کی توفیق وعنایت سے کسی بھی جگہ سنجیدگی، احساس ذمہ داری اور علمی وقار کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمارے ترجمہ کی صحت

ہم یہاں سے وہ عبارت نقل کر کے اپنا ترجمہ لکھتے ہیں پھر اس کے بعد اسی عبارت کا ترجمہ آپ کے والد گرامی اور مولانا انصاری سے نقل کر دیتے ہیں خود فیصلہ کیجئے کیا ہمارے والا ترجمہ انہوں نے کیا ہے یا نہیں؟ اگر انہوں نے ترجمہ ہمارے والا ہی کیا ہے تو پھر کم از کم ہم چور نہیں۔

امام زرکشی کی عبارت یہ ہے۔

ولاطریق الی ذلک الا بالتوقیف من احد ثلاثۃ اوجہ اما نص من التاویل اوبیان من النبی صلی اللہ علیہ وسلم او اجماع الامۃ علی تاویلہ فاذا لم یروفیہ توقیف من ھذہ الجھات علمنا انہ مما استأثر اللہ تعالیٰ بعلمہ (البرھان، ۲، ۱۸۳)	ہمارا ترجمہ: ان متشابہات کا علم ان تین میں سے ایک ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے قرآنی نص یا حضور ﷺ کی طرف سے بیان یا اجماع امت سے اس کی تاویل ہو اگر ان میں سے کوئی رہنمائی نہ ملے تو ہم جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز اکتوبر ۲۰۰۳ء)

۱۔ آپ کے والد گرامی مولانا سرفراز صفدر نے ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

''ان کی تفسیر میں اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے اور ان کے حاصل ہونے کا کوئی راستہ نہیں مگر یہ کہ وہ قرآن کریم یا حدیث شریف یا اجماع امت سے حاصل ہوں اس کے بعد لکھا (اور ایسی کوئی دلیل موجود نہیں۔) (ازالہ: ۴۷۷)

بتایئے ان تراجم میں کیا فرق ہے دونوں سے ہی بات آشکار ہو رہی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ متشابہات کی تفسیر اجتہاد سے نہیں ہوسکتی ہاں قرآن، حدیث اور اجماع سے ہوسکتی ہے، مولانا کے یہ الفاظ:

''مگر یہ کہ وہ قرآن کریم یا حدیث شریف یا اجماع امت سے حاصل ہوں'' اور ہمارے الفاظ ''قرآنی نص یا حضور علیہ السلام کا بیان یا اجماع امت سے اس کی تاویل ہو۔''

میں کیا تفاوت ہے؟

مولانا انصاری کا ترجمہ

امام سیوطی کی کتاب الاتقان (جس میں زرکشی کی یہی عبارت ہے) کا اردو ترجمہ مولانا محمد علیم انصاری نے کیا۔ ادارہ اسلامیات لاہور اور مکتبہ العلم لاہور نے اسے شائع کیا ہم وہ ترجمہ بھی قارئین کے سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ ہماری چوری سے خوب آگاہی حاصل کرسکیں۔ وہ امام زرکشی کی یہ عبارت ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

اور وہ باتیں جن کا علم خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوتا وہ امور غیب کی قائم مقام ہیں جس طرح قیام قیامت، تفسیر روح اور حروف مقطعہ کو متضمن آیتیں اور اہل حق کے نزدیک ہر ایک متشابہ قرآن کی تفسیر میں اجتہاد سے کام لینا مناسب نہیں ہوتا اور ان کے معانی پر آگاہی پانے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ خاص ہی کسی نص یا حدیث کی نص صریح سے وہ معنی توقیفی طور پر معلوم ہوں یا امت کے اس کی تاویل پر اجماع کر لینے سے۔

(ترجمہ الاتقان، جلد۲ ص ۴۱۱) مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور)

امت کا معاملہ ہے حبیب خدا کا نہیں

لہٰذا ہمیں خوب شرح صدر کے ساتھ یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ متشابہات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا علم امت پر نہیں حبیب خدا ﷺ پر آشکار ہے جیسا کہ علماء (خصوصاً احناف) نے ہر جگہ تصریح کر دی ہے تا کہ قرآن و اسلام اور وعدہ الٰہی پر طعن نہ ہو۔

امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) نے مذکورہ بحث میں پانچ تفریعات ذکر کیں سورۂ ال عمران کی آیت نمبر ۷ کے حوالہ سے تیسری تفریع یوں ذکر کی۔

الثالث ومن هذا الخلاف نشأ الخلاف فی انه هل فی القرآن شئی لاتعلم الامة تاویله؟ (البرهان، ۲، ۸۵)

تیسری تفریع یہ ہے کہ ایک اختلاف سامنے آیا کہ کیا قرآن کا کچھ حصہ ایسا ہے جس کے معانی سے امت آگاہ نہیں؟

کس قدر واضح انداز میں انہوں نے کہا کہ قرآن کے کچھ حصہ کا جاننا یا نہ جاننا امت کا معاملہ ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کا۔

حضور کو درمیان میں نہ لاؤ

آپ نے پیچھے متعدد حوالہ جات ملاحظہ کیے جن میں علماء امت نے واضح کر دیا کہ متشابہ کے بارے میں توقف، خاموشی اور مراد کا واضح نہ ہونا امت کے حق میں ہے رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں، امام زرکشی کی تصریح بھی آپ نے دیکھی کہ امت کا معاملہ ہے، آیئے ایک حنفی عالم امام محمد بن ولی ازمیری (۱۱۰۲) کی خوبصورت بات کا بھی مطالعہ کریں پوری بات کچھ یوں ہے:

مرقاۃ الوصول میں الفاظ تھے۔

اما المتشابه فما انقطع رجاء معرفة مراده

متشابہ کی معرفت مراد کی امید ہی ختم

اس پر ملا خسرو (۸۸۰) نے لکھا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ای للامة واما النبی علیه السلام فربما یعلمه باعلام الله	یہ امت کا معاملہ ہے حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے انہیں جانتے ہیں۔

آگے چل کر ''الا اللہ'' پر وقف کرنے والوں خصوصاً احناف نے اپنے موقف پر پانچ دلائل ذکر کیے پھر ان کا مخالفین کی طرف سے رد اجمالی اور تفصیلی ذکر کیا اجمالی رد ان پانچ کا یہ ہے آپ کے دلائل پر نقض ہے کہ

انه منقوض بالرسول علیه السلام فانه یعلم المتشابه عند کم صرح به الامام فخر الاسلام فی باب تقسیم السنة فی حق النبی علیه السلام	تمہارے (احناف) کے نزدیک بھی حضور علیہ السلام متشابہات کا علم رکھتے ہیں جیسے کہ امام فخر الاسلام نے باب تقسیم السنة فی حق النبی علیہ السلام میں اس پر تصریح کی ہے۔

اس کا جواب ملا خسرو نے یوں دیا۔

اقول لاضیرفیما ذکر اجمالا و تفصیلاً اما الاول فلان کلام فخر الاسلام ثمه انما هو علی رأی المتأخرین بدلیل ماقال فی اول کتابه وعندنا لاحظ للراسخین فی العلم من المتشابه الاالتسلیم علی اعتقاد حقیة المراد عندالله تعالی وان الوقف	ہم کہتے ہیں جو کچھ اجمالاً و تفصیلاً دلائل آئیں ہیں ان پر کوئی اشکال نہیں ہوسکتا اول دلیل یہ اس لیے کہ امام فخر الاسلام کی گفتگو وہاں متاخرین کی رائے پر ہے کیونکہ ابتداء کتاب میں وہ لکھ آئے ہیں کہ راسخین فی العلم کا متشابہ سے اتنا ہی حصہ ہے کہ وہ کہیں جو اللہ تعالیٰ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی قولہ الا اللہ واجب | کے ہاں مراد ہے وہی حق ہے اور وقف الا اللہ پر ہی لازم ہے۔

امام محمد بن ولی از میری نے ان کے الفاظ "انما ھو علی رأی المتأخرین" کے تحت کیا ہی خوبصورت لکھا۔

لایخفی علیک انہ ذکر فی صدر البحث النزاع فی حق الامۃ واما النبی ﷺ فربما یعلم المتشابہ باعلام اللہ تعالیٰ فالمناسب ان یقول انہ لا نقض بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذلا نزاع فیہ فلایجری الدلیل فی حقہ

(حاشیہ از میری علی مرآۃ الاصول: ۱،۵۱۴)

تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ملاخسرو نے ابتدائی گفتگو میں واضح کیا تھا کہ یہ بات امت کے حق میں ہے رہا معاملہ رسول اللہ ﷺ کا تو وہ متشابہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں تو یہاں یہی کہنا مناسب ہے کہ حضور ﷺ کی وجہ سے نقض وارد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس بارے میں دونوں گروہوں کے درمیان کوئی نزاع و اختلاف ہی نہیں لہٰذا یہ دلیل سرور عالم ﷺ کے حق میں چل ہی نہیں سکتی۔

یعنی نقض و اعتراض وارد کرنا ہے تو کوئی اور راستہ تلاش کرو، حضور ﷺ کی ذات اقدس کو درمیان میں نہ لاؤ کیونکہ ہمارا (الا اللہ پر وقف کرنے والوں) اور تمہارا (والراسخون فی العلم پر وقف کرنے والوں) کا آپ ﷺ کی ذات اقدس کے حوالہ سے ہرگز اختلاف نہیں بلکہ ہم متفق ہیں کہ حبیب خدا ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا قارن کی تین اقساط

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی نے اپنی کتاب جاء الحق میں لکھا تھا کہ حنفی مذہب کا متفقہ نظریہ ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کو جانتے ہیں، اس کا رد کرتے ہوئے حضرت والد محترم دام مجدہم نے ''ازالۃ الریب'' میں لکھا حنفیوں کا یہ عقیدہ اور وہ بھی اتفاقی؟لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اس میں خاصا اختلاف ہے۔ مفتی صاحب کو صرف توضیح ہی دیکھ لینی چاہیے تھی جس میں یہ تصریح موجود ہے ولم یظھر احدا من خلقہ علیہ ص ۱۵ (ازالۃ الریب ص ۴۷۸) عرصہ کے بعد مفتی احمد یار خان صاحب کی وکالت میں جناب مفتی محمد خان قادری صاحب نے قلم اٹھایا اور حضرت والد صاحب دام مجدہم کے نام ایک خط رسائل میں شائع کیا جس کا جواب احقر نے ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ دسمبر ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں دیا اور جناب مفتی محمد خان قادری صاحب کو ان کی کئی غلط فہمیوں کی جانب توجہ دلائی اور دریافت کیا کہ آپ نے جو عبارت پیش کی ہے کیا اس سے مفتی احمد یار خان صاحب کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حنفی مذہب کا متفقہ نظریہ ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر وکالت کا کیا فائدہ؟ ہمارے اس جواب پر تادم تحریر جناب مفتی قادری صاحب دو قسطوں میں تبصرہ کر چکے ہیں مگر ہمیں حیرانگی ہوئی کہ پوری بحث میں کسی معتبر تو در کنار کسی عام حنفی عالم سے ایک حوالہ بھی وہ مفتی احمد یار خان صاحب کی تائید میں پیش نہیں کر سکے، صرف یہ کیا کہ جو ان کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنا نظریہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کو متشابہات کا علم ہے اسی کی تائید میں سارا زور صرف کیا حالانکہ یہ تو بحث ہی نہیں کہ ایسا کسی نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ آیا اس نظریہ کو حنفیوں کا متفقہ نظریہ کہا جاسکتا ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان صاحب نے کہا ہے؟ مگر مفتی قادری صاحب نے اب تک سامنے آنے والے اپنے تین مضامین میں ایک حوالہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جس سے ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کا متشابہات کا علم رکھنے کا نظریہ حنفیوں کا متفقہ نظریہ ہے، آئندہ اگر کوئی حوالہ اس پر پیش کریں گے تو اس پر تبصرہ کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں۔ مفتی قادری صاحب تو اپنے موکل مفتی احمد یار خان صاحب کی حمایت میں اب تک ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکے مگر میرے والد صاحب دام مجدہم نے جو یہ لکھا تھا کہ اس میں خاصا اختلاف ہے اور مفتی قادری صاحب نے اپنے یک طرفہ نظریہ پر بعض عبارات پیش کر کے مجھ سے یوں دریافت کیا محترم قارئ صاحب اب فرمایئے کیا اس بارے میں خاصا اختلاف ہے؟ تو عرض ہے کہ ہاں اس مسئلہ میں خاصا اختلاف ہے جس کی وضاحت ہم یہاں عرض کر رہے ہیں۔

علماء احناف کے نظریات

WWW.NAFSEISLAM.COM

متشابہات سے متعلق علم نبوی ﷺ کے بارہ میں علماء احناف کے تین نظریات ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی متشابہات کا علم نہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نبی کریم ﷺ بھی متشابہات کا علم رکھتے ہیں پھر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نظریہ والوں میں سے بعض حضرات کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ متشابہات کا علم آپ ﷺ کو بذریعہ وحی دیا گیا اور بعض حضرات نے حضور علیہ السلام کے اجتہاد کی بحث میں اس کا ذکر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام کو متشابہات کا علم اجتہادی طور پر تھا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ امت کے کچھ حضرات بھی متشابہات کا علم رکھتے ہیں، یہ تینوں قسم کے نظریات کتب احناف میں ذکر کیے گئے ہیں۔

اب ہم مفتی قادری صاحب اور انصاف پسند قارئین کرام سے پوچھتے ہیں کہ جب اس مسئلہ میں تین قسم کے نظریات ہیں تو ان میں سے ایک ایسے نظریہ کو جو جمہور احناف کا نظریہ بھی نہیں کیا اس نظریہ کو احناف کا متفقہ نظریہ قرار دیا جاسکتا ہے کیا اس اختلاف کو خاصا اختلاف سے تعبیر کرنا غلط ہے؟

علماء احناف کے ان تین قسم کے نظریات کی تفصیل

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلا نظریہ

کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے اور یہ نظریہ جمہور احناف کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جمہور احناف کے نزدیک وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف واجب ہے ملاحظہ ہو اصول السرخسی ج۱ ص ۱۶۹، اصول بزدوی ص ۹، ۱۰، کشف الاسرار علی المنار ج۲ ص ۱۵۲، نور الانوار ص ۹۳، کشف الاسرار علی اصول البزدوی ج۱ ص ۵۶ اور اسی طرح دیگر کتب اصول میں مذکور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور شمس الآئمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور ان کے متبعین کے علاوہ باقی تمام حضرات مخلوق میں سے کسی کی استثناء نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی متشابہات کا حقیقی علم نہیں ہے۔

چنانچہ امیر بادشاہ حنفی لکھتے ہیں (خلافا للحنيفة) حيث قالوا لايمكن دركه فى الدنيا كما ذهب اليه الصحابة والتابعون وعامة المتقدمين غير ان فخر الاسلام وشمس الآئمة استثنيا النبى صلى الله عليه وسلم۔ (تیسیر التحریر ج ۱ ص ۱۶۳) یعنی شوافع حضرات کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ متشابہات کا علم حاصل ہوسکتا ہے مگر احناف کا نظریہ اس کے خلاف ہے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ان کا علم نہیں ہوسکتا جیسا کہ اس کی جانب صحابہ، تابعین اور اکثر متقدمین گئے ہیں لیکن فخر الاسلام (امام بزدوی) اور شمس الآئمہ سرخسی نے نبی کریم ﷺ کو مستثنیٰ کیا ہے۔

اور علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں (خلافا للحنفية) حيث قالوا لايمكن دركه فى الدنيا اصلا قال فى التحبير والذى ذكره صاحب الكشف والتحقيق وغيره ان مذهب عامة الصحابة والتابعين وعامة متقدمى اهل السنة من اصحابنا واصحاب الشافعى والقاضى ابى زيد و فخر الاسلام وشمس الآئمة وجماعة من المتاخرين الا ان فخر الاسلام وشمس الآئمة استثنيا النبى صلى الله عليه وسلم فذكر ان المتشابه وضح له دون غيره (نسمات الاسحار على شرح افاضة الانوار ص ۶۸) احناف کا نظریہ جمہور شوافع کے نظریہ کے خلاف ہے اس لیے کہ احناف کہتے ہیں کہ دنیا میں ان کا علم نہیں ہوسکتا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التحبیر کے مصنف نے کہا ہے کہ الکشف اور التحقیق وغیرہ کے مصنف نے جو کہا ہے وہی اکثر صحابہ، تابعین اور ہمارے (احناف) اکثر متقدمین اہلسنّت اصحاب اور امام شافعی کے اصحاب اور قاضی ابوزید، فخر الاسلام، شمس الائمۃ اور متاخرین کی ایک جماعت کا نظریہ ہے مگر فخر الاسلام اور شمس الائمۃ نے نبی کریم ﷺ کو مستثنیٰ کیا اور ذکر کیا کہ بے شک آپ ﷺ کے سامنے متشابہ کی وضاحت تھی اور آپ کے علاوہ کسی کے لیے نہ تھی۔

اور مولانا نظام الدین الکیرانوی التحبیر کے حوالہ سے اوپر جو عبارت ذکر کی گئی ہے اس کو ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ فخر الاسلام اور شمس الائمہ نے حضور علیہ السلام کو مستثنیٰ کیا ہے اور باقی حضرات متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مانتے ہیں اور پھر اس کے بعد لکھتے ہیں: اقول مذهب عامة الصحابة واهل السنة انهم يقولون ان الوقف واجب على الله فى قوله تعالى وما يعلم تاويله الا الله بدليل قرأة ابن مسعود ان تاويله الا عندالله۔ میں کہتا ہوں کہ اکثر صحابہ اور اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ بے شک وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وما يعلم تاويله الا الله میں لفظ اللہ پر وقف واجب ہے اور اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت ہے کہ اس (متشابہ) کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے پھر آگے لکھتے ہیں والاحوط هو قول المتقدمين وهو المختار عند اهل اليقين (نظامی علی الحسامی ص ۱۰) متقدمین کا قول ہی زیادہ احتیاط والا ہے اور اہل یقین کے ہاں یہی مختار ہے۔

اور امام عبدالعزیز البخاری متشابہات سے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں واما العامة فقالو االوقف على قوله الا الله واجب لانه اكد اولا بالنفى ثم خصص اسم الله بالاستثناء فيقتضى انه مما لايشار كه فى

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علمه سواه۔ (کشف الاسرار ج۱ص ۵۶) بہرحال اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ الا اللہ پر وقف واجب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو پہلے نفی کے ساتھ موکد کیا پھر اسم اللہ کی استثناء کی جو اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ بے شک یہ (متشابہ) ان چیزوں میں سے ہے جن کے جاننے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن کے بارہ میں خود مفتی قادری صاحب لکھتے ہیں یاد رہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی مسلم طور پر حنفی عالم ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ متشابہ کے بارہ میں دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ تاویل اور تامل کے ساتھ اس کی مراد معلوم کی جاسکتی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا، پہلے قول کے مطابق نبی اور غیر نبی برابر ہیں اور دوسرے قول جو حنفیہ کا مختار مذہب ہے اس میں بھی نبی اور غیر نبی برابر ہیں پھر آگے لکھتے ہیں واختلف كلام العلماء في هذا النوع فقيل يمكن تاويله وقيل لايمكن تاويله بل يجب الايمان به وتفويض المراد منه الى الله سبحانه فقيل استاثر الله سبحانه بعلمه ما فهم النبي صلى الله عليه وسلم مراده ولا احد من اتباعه وبه قال اكثر العلماء. (حاشیہ تفسیر مظہری ج۱ص ۱۴) متشابہات کی اس قسم میں اختلاف ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی تاویل ممکن ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی تاویل ممکن نہیں بلکہ اس کے مطابق ایمان لانا اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ضروری ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے جاننے میں اللہ تعالیٰ یگانہ ہے اس کی مراد کو نہ نبی کریم ﷺ نے سمجھا اور نہ ہی آپ کے متبعین میں سے کسی نے اور اس کے مطابق اکثر علماء نے کہا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاضی صاحب نے اکثر علماء کا مذہب یہی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو متشابہات کا علم نہیں ہے اگرچہ اس سے اختلاف کرتے ہوئے اپنا مختار مذہب یہ بتایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہے۔ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں قیل المتشابه قسمان الاول لایقبل التاویل ولایعلم تاویله الا الله کالنفس فی قوله ولا اعلم مافی نفسک والمجئی فی جاء ربک وفواتح السور (مرقات ج۱ ص ۱۶۰) کہا گیا ہے کہ متشابہات کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جو تاویل کو قبول نہیں کرتی اور ان کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے جیسا کہ مافی نفسک میں نفس اور جاء ربک میں آنا اور بعض سورتوں میں حروف مقطعات متشابہات کی اس قسم میں سے ہیں۔ اسی طرح تقدیر اور روح اور ان الله عنده علم الساعة کی آیت میں بیان کردہ امور خمسہ کو بھی متشابہات میں شمار کیا گیا ہے تو تقدیر کے بارہ میں بحث کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں والقدر سرمن اسرار الله تعالی لم یطلع علیه ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا۔ (مرقات ج۱ ص ۱۴۵) اور تقدیر اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے جس پر اس نے کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اسی طرح قیامت کے علم کے بارہ میں فرماتے ہیں ان علم الساعة مما استاثر الله تعالیٰ به۔ (مرقات ج۱ ص ۶۶) بے شک قیامت کے جاننے میں اللہ تعالیٰ یگانہ ہے۔ اور علامہ عینی حنفی قیامت کے علم سے متعلق بحث میں لکھتے ہیں قلت الاعتقاد بوجودها وبعدم العلم بوقتها لغیر الله من الدین ایضاً (عمدۃ القاری ج۱ ص ۲۸۲) میں کہتا ہوں کہ قیامت کے ہونے کا عقیدہ رکھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کا وقت اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، یہ بھی دین میں سے ہے۔ امام بخاری نے باب قائم کیا باب قول اللہ تعالی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ (بخاری ج۱ ص۲۴) اس باب کو قائم کرنے کی وجہ واضح کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں کہ امام بخاری کا یہ عنوان قائم کرنے سے مقصد یہ ہے کہ وہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان من العلم شیئا لم یطلع اللہ علیھا نبیا ولا غیرہ۔ (عمدۃ القاری ج۲ ص ۱۹۹) کہ بعض علوم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نہ کسی نبی کو مطلع فرمایا ہے اور نہ ہی کسی اور کو۔

اور پھر روح سے متعلق بحث کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں فالاکثرون منھم علی ان اللہ تعالی ابھم علم الروح علی الخلق واستاثرہ لنفسہ حتی قالوا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن عالمابہ (عمدۃ القاری ج۲ ص ۲۰۱) پس ان علماء میں سے اکثر کا نظریہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے روح کا علم مخلوق سے مخفی رکھا ہے اور اس کو اپنے لیے مختص رکھا ہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بھی اس کو نہیں جانتے تھے۔ علامہ عینی نے اکثریت کا نظریہ یہی بتایا مگر خود اس سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا کہ حضور علیہ السلام کو روح کے بارہ میں علم تھا۔

یہود نے حضور علیہ السلام سے روح کے بارہ میں پوچھا تو اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارہ میں کئی احتمالات علامہ عینی نے ذکر کیے ہیں ان میں سے ایک احتمال یہ لکھا کہ ویمکن ان سوالھم عن روح بنی آدم لانہ مذکور فی التوراۃ انہ لایعلمہ الا اللہ وقالت الیھود ان فسرالروح فلیس بنبی فلذالک لم یجبھم (عمدۃ القاری ج۲ ص ۲۰۱) اور ہوسکتا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ ان کا سوال انسانی روح کے بارہ میں ہو اس لیے کہ تورات میں یہ مذکور تھا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے اور یہود نے کہا کہ اگر اس نے روح کی تفسیر بیان کر دی تو یہ نبی نہیں ہوگا تو اسی لیے آپ ﷺ نے ان کو جواب نہ دیا۔ علامہ عینی فلایظھر علی غیبه احداً سے متعلق بحث میں لکھتے ہیں کہ اس میں غیب سے کیا مراد ہے تو اس بارے میں ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا علم ہے اور علامہ عینی اس قول کو ضعیف قرار دیتے ہوئے دلیل میں فرماتے ہیں لان علم الساعة مما استاثر الله بعلمه کہ قیامت کا علم تو ان چیزوں میں سے ہے جن کے جاننے میں اللہ تعالیٰ یگانہ ہے اور پھر آگے الیه یرد علم الساعة سے متعلق فرماتے ہیں فمعناها لایعلم متی وقت قیامها غیره فالتقدیر الیه یرد علم وقت الساعة (عمدۃ القاری ج ۲۵ ص ۸۶) تو اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے قائم ہونے کا وقت اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی نہیں جانتا تو تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ قیامت کے قائم ہونے کا وقت اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ نیز علامہ عینی نے لکھا ومنها ماقیل ماوجه الانحصار فی هذه الخمس مع ان الامور التی لایعلمها الاالله کثیرة اجیب بانه اما لانهم کانوا سألوا الرسول عن هذه الخمس فنزلت الآیة جوابالهم واما لانهم عائدة الی هذه الخمس فافهم۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۹۳) اس حدیث پر جو اعتراض کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ ان پانچ امور میں حصر کیوں کیا گیا حالانکہ جن امور کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا وہ امور تو بہت سے ہیں تو میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ سے ان پانچ امور سے متعلق ہی سوال کیا تھا تو یہ آیت ان کے جواب میں نازل ہوئی یا یہ کہ باقی امور ان ہی پانچ امور کی جانب لوٹتے ہیں پس اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

مفتی قادری صاحب کی معصومیت

مفتی قادری بڑی معصومیت سے ہم سے پوچھتے ہیں کیا کسی نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ بعض متشابہات کا علم رکھتے ہیں تمام کا نہیں، کیا معمولی نوعیت کے اختلاف کو اہل علم (احناف) نے قابل اعتنا سمجھا ہے، کیا مخالفت کرنے والوں کا رد نہیں کیا؟ آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں کیا اس کو حق صواب قرار نہیں دیا۔ (ماہنامہ سوئے حجاز ص ۵۴ جنوری ۲۰۰۴ء) ہم نے جمہور احناف کا نظریہ علماء احناف ہی کی عبارت سے پیش کر دیا ہے اس لیے ہم سے دریافت کرنے کی بجائے مفتی قادری صاحب کو اگر انصاف کرنے والا دل سینہ میں حاصل ہے تو اپنے دل سے ہی پوچھ لیں کہ کیا نبی کریم ﷺ کو تمام متشابہات کا علم ہونے کا نظریہ جمہور احناف کا ہے؟ جو نظریہ جمہور کا ہے اس کو معمولی نوعیت کا اختلاف اور ناقابل اعتنا کس نے سمجھا ہے؟ کیا جمہور احناف کا نظریہ حق وصواب ہے یا ان کی مخالفت کرنے والوں کا؟ ہمارے نزدیک جمہور احناف کا نظریہ ہی حق وصواب ہے اس لیے ہم نے علماء احناف ہی کی عبارات اس بارہ میں پیش کی ہیں اور طوالت کے خوف سے ان ہی حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔

دوسرا نظریہ

کہ نبی کریم ﷺ بھی متشابہات کا علم رکھتے ہیں، یہ نظریہ فخر الاسلام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بزدوی اور شمس الائمہ امام سرخسی کا ہے اور ان ہی کی پیروی میں بعد والے شارحین اور بعض دیگر حضرات نے اس نظریہ کو اختیار کیا ہے جیسا کہ پہلے نظریہ کی تفصیل کے تحت اس کا بھی کچھ بیان ہو چکا ہے اور اس کے متعلق کچھ حوالے مفتی قادری صاحب نے بھی دیئے ہیں جن میں سے بعض عبارات دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کی پیش کیں اور ہمیں یوں خطاب کیا کہ اپنے اکابرین کی بھی سن لیجئے۔ (سوئے حجاز ص ۴۱ فروری ۲۰۰۴ء) عرض ہے کہ اہلسنّت والجماعت ہونے کے ناطے مالکی، شافعی، حنبلی ہمارے اکابرین ہیں اور دلائل کے ساتھ ان کے نظریات سے اختلاف بھی ہے اسی طرح جن حضرات کی آپ نے ہمارے اکابرین کی حیثیت سے عبارات پیش کی ہیں وہ بے شک ہمارے اکابرین ہیں ان کے کسی نظریہ سے دلیل کے ساتھ اختلاف نہ تو ان کی شان میں گستاخی ہے اور نہ ہی ان کے اکابرین میں سے ہونے سے انکار ہے بالخصوص مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی جنہوں نے اصول الشاشی، نورالانوار اور حسامی کے تراجم کئے ہیں ان کو تو ان کتابوں میں کئی جگہ غلط فہمیاں ہوئی ہیں اور کئی جگہ ان کو ذھول ہوا ہے جو مدرسین اور ذہین طلبہ سے مخفی نہیں مگر اس کے باوجود ان کی محنت قابل داد ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تیسرا نظریہ

کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ امت کے کچھ حضرات بھی متشابہات کا علم رکھتے ہیں، یہ نظریہ مفسر قرآن اسماعیل حقی نے بیان کیا ہے جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تفسیر میں امام اعظم ابوحنیفہ کی فقہ کو لیا ہے، متشابہات کی بحث میں انہوں نے جو لکھا ہے ان کی ایک عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے محمد فیض

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں بعض لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ متشابہات کا علم کسی نبی ولی کو نہیں، ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اس لیے اتارا ہے کہ اس کے بندوں کو نفع ہو اور اسے پڑھ کر اس کی مراد کو پہنچیں، اگر یہ کہا جائے کہ متشابہات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تو منکرین اسلام کا اعتراض ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا کلام عبث اور فضول ہے (معاذ اللہ) کہ جس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا وغیرہ وغیرہ۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ نمبر۳ ص ۱۵۸)

مفتی قادری صاحب کا فرض ہے کہ وہ اپنی اصل ذمہ داری پوری کریں ہم نے متشابہات کے متعلق علم نبوی ﷺ کے بارہ میں احناف کے تین نظریات باحوالہ بیان کیے ہیں اس لیے ہماری مفتی قادری صاحب سے درخواست ہے کہ اپنے موکل جناب مفتی احمد یار خان صاحب کی تائید میں علماء احناف سے ایسی عبارات پیش کریں جن سے ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کو متشابہات کا علم ہونے کا نظریہ احناف کا متفقہ نظریہ ہے اور یہی ان کی اصل ذمہ داری ہے۔ اور اگر وہ اس سے پاؤں کھسکانہ چاہیں اور صرف متشابہات سے متعلق حضور علیہ السلام کو علم ہونے یا نہ ہونے سے متعلق بحث جاری رکھنا چاہیں تو پہلے واضح کریں کہ کیا مفتی احمد یار خان صاحب نے صحیح لکھا ہے یا غلط اور کیا ان پر کی گئی گرفت درست ہے یا نہیں؟ نیز اپنا نظریہ واضح کریں اس لیے کہ انہوں نے علم نبوی ﷺ اور متشابہات کے عنوان سے بحث شروع کی تھی مگر یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ علم بذریعہ وحی حاصل ہوا تھا یا کہ اس کے بارہ میں آپ ﷺ کا علم اجتہادی تھا نیز انہوں نے بعد میں ایسی عبارات بھی پیش کی ہیں جن سے راسخین فی العلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے حق میں بھی متشابہات کا علم ثابت ہوتا ہے اس لیے نظریہ کی وضاحت ضروری ہے۔

ہمیں خوشی ہوئی کہ مفتی قادری صاحب نے اپنے دیگر ہم مسلک حضرات کے گالم گلوچ اور متشددانہ انداز سے ہٹ کر مناسب انداز اختیار کیا ہے (اللہ تعالیٰ ان کے حق میں خیر کے فیصلے فرمائے) اس لیے علمی انداز میں بحث جاری رکھنے میں ہمیں مزید خوشی ہوگی۔ مفتی قادری صاحب کے اب تک کے بیانات میں ان کو جو غلط فہمیاں ہوئیں ان کی نشاندہی اور انہوں نے ہماری باتوں کے جو جوابات دیئے اور اپنے نظریہ پر جو دلائل کے طور پر عبارات پیش کیں ان کا تجزیہ انشاء اللہ العزیز آئندہ پیش کیا جائے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسط۔۲

دلائل کا تجزیہ

مفتی محمد خان قادری صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں بعض اکابر دیو بند کی عبارات بھی پیش کیں اور عنوان قائم کیا کہ اپنے اکابرین کی بھی سن لیجئے، اس میں انہوں نے پہلے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کا حوالہ دیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان بھید ہیں۔

ہماری مفتی قادری صاحب سے گزارش ہے کہ متشابہات سے متعلق بحث کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ نے یقیناً یہ بھی معلوم کرلیا ہوگا کہ بعض علماء نے حروف مقطعات کو متشابہات میں شمار ہی نہیں کیا، ہوسکتا ہے کہ مولانا عثمانی کا نظریہ بھی حروف مقطعات کے متعلق یہی ہو ورنہ جو چیز ان کے ہاں یقیناً متشابہات میں سے ہے مثلاً قیامت کا علم تو اس کے بارہ میں وہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے چنانچہ وہ **لا یجلیھا لوقتھا الا ھو** کی تفسیر میں یوں وضاحت فرماتے ہیں یہاں تمام دنیا کی اجل (قیامت) کے متعلق متنبہ فرما دیا کہ جب کسی کو خاص اپنی موت کا علم نہیں کب آئے پھر کل دنیا کی موت کو کون بتلا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں سن میں آئے گی، اس کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعیین کا علم بجز خدائے علام الغیوب کسی کے پاس نہیں، وہ ہی وقت معین و مقدر پر اسے واقع کر کے ظاہر کر دے گا کہ خدا کے علم میں اس کا یہ وقت تھا، آسمان و زمین میں وہ بڑا بھاری واقعہ ہوگا اور اس کا علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں، گو اس واقعہ کی امارات (بہت سی نشانیاں) انبیاء علیہم السلام خصوصاً ہمارے پیغمبر آخر الزمان ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تاہم ان سب علامات کے ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا وقوع ہوگا تو بالکل بے خبری میں اچانک اور دفعتہ ہوگا جیسا کہ بخاری وغیرہ کی احادیث میں تفصیلاً مذکور ہے۔

(تفسیر عثمانی ۹۱، ص ۲۲۵)

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولانا عثمانی کا نظریہ کیا ہے، اگر وہ حروف مقطعات کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان بھید کہتے ہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ متشابہات کا علم حضور ﷺ کے لیے مانتے ہیں۔

پھر مفتی قادری صاحب نے اصول الشاشی وغیرہ کتب کے مترجمین میں سے بعض حضرات کی عبارات پیش کی ہیں جن کے متعلق ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ ان حضرات نے امام بزدوی اور امام سرخسی کی پیروی کرتے ہوئے ایسا لکھ دیا ہے جبکہ متقدمین احناف اور متاخرین احناف میں سے معتد بہ طبقہ کا یہی موقف ہے کہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ میں الا اللہ پر وقف واجب ہے اور اس کا مفہوم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ان کو نہیں جانتا۔

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی کی بعض عبارات مفتی قادری صاحب نے بطور خاص دلیل میں پیش کی ہیں جن کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سکروڈوی صاحب کو ان کتابوں میں لکھتے وقت کئی مقامات میں ڈھول ہوا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جہاں ان کو ذھول ہوا اسی کو جناب مفتی قادری صاحب نے اپنے حق میں دلیل سمجھ لیا جیسا کہ ان کی ایک عبارت اپنے ہرسالہ ماہنامہ سوئے حجاز فروری ۲۰۰۴ء کے صفحہ نمبر۴۲ میں پیش کی کہ شارح نورالانوار نے فرمایا کہ ہم حنفیوں کے نزدیک متشابہ کی مراد کا یقینی طور پر معلوم نہ ہونا امت کے حق میں ہے۔ (قوت الاخیار ج۲ ص ۵۰) اس عبارت میں محترم سکروڈوی صاحب کو ھذا عندنا میں ھذا کے مشار الیہ کی تعیین میں ذھول ہوا ہے اس لیے کہ انہوں نے ھذا کا مشار الیہ ملاجیون ہی کی ماقبل عبارت کو قرار دیا ہے حالانکہ اس ھذا کا مشار الیہ تو ماتن کی عبارت ہے جیسا کہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی حاشیہ نورالانوار میں فرماتے ہیں قوله وهذا اى انقطاع رجاء معرفة المراد من المتشابه (حاشیہ نورالانوار ص ۹۳) یعنی ہذا سے مراد ماتن کی عبارت ہے جو اس نے کہا ہے کہ متشابہ اس کلام کا نام ہے جس کی مراد جاننے کی امید منقطع ہوچکی ہو۔ اور نورالانوار کے مترجمین مولانا سید عبدالاحد قاسمی صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب جلال آبادی بھی وھذا عندنا کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور متشابہ کا معلوم المراد نہ ہونا ہمارا مذہب ہے۔ (ازھرالازھار ترجمہ نورالانوار ص ۱۳۴) اس عبارت میں محترم سکروڈوی صاحب کو ذھول ہوا مگر مفتی قادری صاحب اسی کو اپنے حق میں دلیل سمجھ رہے ہیں۔

ہم نے گزشتہ قسط میں تفصیل سے حوالہ جات کے ساتھ لکھا کہ متقدمین احناف سارے اور متاخرین کا معتدبہ طبقہ مخلوق میں سے کسی کی استثناء کئے بغیر متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مانتا ہے تو ایسی حالت میں احناف کا مذہب وہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے جو سکروڈوی صاحب کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح محترم سکروڈوی صاحب نے اسی عبارت میں آگے لکھا اور جب نبی کے حق میں متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا باطل ہے تو معلوم المراد ہونا ثابت ہوگا، اس کی تائید صدیق اکبر کے اس قول سے بھی ہوتی ہے فی کل کتاب سروسر فی القرآن هذه الحروف۔ ہر کتاب میں کچھ راز کی بات ہوتی ہے اور قرآن میں اللہ اور رسول اللہ میں راز کی بات یہ حروف یعنی مقطعات قرآن ہیں پس رسول ان حروف کا راز دان اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ رسول ان کی مراد سے واقف ہو۔ الخ

یہاں بھی محترم سکروڈوی صاحب کو ذھول ہوا ہے اس لیے کہ اس بارہ میں تین قسم کے جملے استعمال کیے جاتے ہیں......

(۱) سر من اسرار اللہ تعالٰی یعنی یہ اللہ تعالٰی کے رازوں میں سے راز ہے جس کو صرف وہی جانتا ہے۔

(۲) سر الکتاب یعنی یہ کتاب کے اندر راز ہے جس کو صرف کتاب نازل کرنے والا ہی جانتا ہے۔ ان دونوں جملوں کا مفہوم تقریباً ایک جیسا ہے۔

(۳) سر بین الله وبین رسوله کہ یہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہے، اس جملہ کا مفہوم پہلے جملوں سے مختلف ہے، حضرت صدیق اکبر نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب کا راز ہے اس سے یہ مفہوم لینا کہ یہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کے درمیان راز ہے یہ درست نہیں ہے، حضرت صدیق اکبر کے فرمان کا مفہوم واضح کرنے میں محترم سکروڈوی صاحب کو ذھول ہوا ہے مگر مفتی قادری صاحب اسی کو اپنی تائید میں دلیل سمجھ رہے ہیں، ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ جب اللہ تعالٰی نے اپنے رسول پر کتاب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتاری ہے تو کتاب کے ہر کلمہ کا علم نبی کو ہونا چاہیے مگر یہ درست نہیں ہے اس لیے کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ کتاب کے کسی کلمہ پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بھی آگاہ نہ کرتے اس پر امام عبدالوہاب شعرانی کی عبارت غور سے پڑھنی چاہیے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم سے پوچھا جائے کہ رب تعالیٰ کیسے تعجب کرتا ہے اور کیسے خوش ہوتا ہے مثلاً تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آیا ہے بے شک ہم اس کی مراد سمیت اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے آیا ہے اس پر بھی اس کی مراد سمیت ایمان رکھتے ہیں اور کیفیت کو اللہ اور اس کے رسول کی جانب سونپ دیتے ہیں، **وقد تكون الرسل ايضا بالنسبة الى مايأتيهم من الله تعالى من ذالك الامر مثلنا فترد عليهم هذه الاخبارات من الله تعالى فيسلمون علمها الى الله تعالى كما سلمناه۔** (الیواقیت والجواہر ص ۱۰۵، ۱۰۶) اور کبھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسولوں پر جو چیز نازل ہوتی ہے تو اس معاملہ میں رسول بھی ہماری طرح ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر خبریں آتی ہیں تو وہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کی جانب سونپ دیتے ہیں جیسا کہ ہم سونپ دیتے ہیں، امام شعرانی کی اس عبارت سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ نبی بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی ہر بات کو جانتا ہو بلکہ ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ ظاہر کو تسلیم کرے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ کی جانب سپرد کردے، اس لیے کتاب کا جو راز ہے وہ نبی کریم ﷺ کے لیے جاننا ضروری نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کے سر فی الکتاب کے الفاظ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز پر محمول کیا جائے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہماری گرفت اور محترم مفتی قادری صاحب کا جواب

ہم نے مفتی قادری صاحب کی عبارت پر گرفت کی تھی کہ آپ نے عبارت التنقیح کی پیش کی ہے مگر حوالہ التوضیح کا دیا ہے تو اس کے جواب میں مفتی قادری صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے صاحب توضیح کی عبارت لکھا تھا اور التنقیح بھی صاحب توضیح کی ہے تو اسے صاحب توضیح کی عبارت کہنے میں کیا حرج ہے اور التوضیح کا حوالہ ہم نے عرف کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا ہے اس لیے کہ اس کتاب کا نام التوضیح والتلویح ہی مشہور ہے۔ (ملخصاً ماہنامہ سوئے حجاز فروری ۲۰۰۴ء ص ۴۴، ۴۵)

ہماری مفتی قادری صاحب سے درخواست ہے کہ اتنے چکر کاٹنے کی کیا ضرورت ہے؟ لکھتے وقت بہت سے حضرات سے ذھول ہو جاتا ہے اور توجہ دلانے پر اس کی اصلاح کر لیتے ہیں اور آپ نے بھی ہماری جانب سے توجہ دلانے پر اصلاح کر لی اور دوبارہ جب وہی عبارت لکھی تو حوالہ التنقیح کا دیا۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ سوئے حجاز جنوری ۲۰۰۴ء ص ۳۵ وفروری ۲۰۰۴ء ص ۴۹)

جب آپ نے اصلاح کر لی تو بات ختم تھی اس کے بعد ہم نے تو اس بارہ میں کچھ نہیں کہا مگر آپ نے خواہ مخواہ اس بات کو چھیڑا ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ والا معاملہ ہے، محترم آپ نے صرف صاحب توضیح نہیں کہا تھا بلکہ ساتھ التوضیح کا حوالہ دیا تھا اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ ہم نے عرف کا خیال کرتے ہوئے ایسا کہا تو یہ بھی درست نہیں ہے اس لیے کہ عرف میں اس کا نام صرف التوضیح نہیں بلکہ آپ کا خود اعتراف ہے کہ اس کتاب کا نام التوضیح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والتلویح ہی مشہور ہے اس لیے آپ کی عبارت عرف کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہے کیونکہ آپ نے صرف التوضیح کہا ہے۔

ہماری وضاحت اور محترم مفتی قادری صاحب کا اعتراف

ہم نے لکھا تھا کہ التنقیح اور التوضیح کی عبارت میں تعارض ہے، التنقیح کی عبارت میں ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہ کو جانتے ہیں اور التوضیح کی عبارت میں ہے ولم یظھر احدا من خلقه علیه کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو متشابہات پر مطلع نہیں فرمایا اور جب ایک ہی آدمی کی عبارت کا بظاہر تعارض ہو تو اس کی بعد والی بات کا اعتبار کیا جاتا ہے اور التنقیح متن ہے جبکہ التوضیح اس کی شرح ہے اور شرح لازماً متن کے بعد ہوتی ہے اس لیے التوضیح کی عبارت کا اعتبار کیا جائے گا، اس پر محترم مفتی قادری صاحب نے بزعم خود آٹھ اعتراضات کیے جو درحقیقت تین اعتراضات ہی ہیں۔

پہلا اعتراض

کہ ماتن نے پوری کتاب کی شرح لکھی اگر شرح لکھتے وقت اس کی رائے وہ بن چکی تھی جو آپ بیان کر رہے ہیں تو پھر افعال النبی ﷺ میں جا کر وہ کیوں خاموش گزر گئے؟ وہاں ان کا فرض نہیں تھا کہ وہ تصریح کرتے کہ میں نے متن میں جو یہ لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کا علم رکھتے ہیں یہ غلط ہے، اب میری رائے یہ ہے کہ آپ کو بھی ان کا علم نہیں دیا گیا جیسا کہ میں نے ابتدا کتاب میں تصریح کر دی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب

مفتی قادری صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی صراحت کرے تو تب ہی اس کی رائے کی تبدیلی سمجھی جاسکتی ہے ورنہ نہیں حالانکہ یہ تو بالکل غلط ہے، احادیث میں ناسخ ومنسوخ فقہاء کرام میں سے ایک ہی فقیہ کے ایک ہی مسئلہ کے بارے میں متعدد اقوال پائے جانے یا ایک ہی مصنف کے کسی مسئلہ میں عبارات متعارض پائی جانے کی صورت میں آخری کو قابل اعتماد اور پہلی کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے حالانکہ کسی قسم کی کوئی صراحت وہاں نہیں ہوتی کہ پہلی بات منسوخ ہے، اس لیے محترم مفتی قادری صاحب کو یہ عبارت لکھنے اور ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے اس بارے میں سلف کے طریق کار کا مطالعہ کر لینا چاہیے تھا اور پھر مفتی قادری صاحب کا یہ فرمانا کہ ماتن کی اگر شرح لکھتے وقت رائے بدل گئی تھی تو پھر افعال النبی ﷺ میں جا کر وہ کیوں خاموش گزر گئے؟

ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ بھی مفتی قادری صاحب کے شارح کی عبارت پر توجہ نہ کرنے کا نتیجہ ہے اس لیے کہ آگے شارح نے حضور علیہ السلام کا صحابہ کرام سے مشورہ کرنا اور اجتہاد کرنا اور پھر کسی وقت اجتہاد میں خطا کا ذکر بھی کیا ہے اگر صاحب توضیح کے ہاں یعلم المتشابه کا یہ مطلب ہوتا جو آپ لینا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو بشمولیت مراد متشابہ ہر ہر چیز کا علم تھا تو پھر آپ ﷺ کا حضرات صحابہ کرام سے مشورہ کرنا اور پھر آپ کے اجتہاد کا کیا مطلب؟ اور پھر رائے میں خطاء کا کیا مطلب؟ اور یہ سب امور توضیح کی اگلی عبارت میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکور ہیں اس کے باوجود مفتی قادری صاحب کا یہ کہنا کہ شارح خاموشی سے گزر گئے انتہائی تعجب کا باعث ہے۔

دوسرا اعتراض

مفتی قادری صاحب فرماتے ہیں کہ عبارات میں آپ تعارض فرما رہے ہیں، مصنف کو کیوں یہ تعارض دکھائی نہ دیا؟ کسی شارح نے اس کی نشاندھی کیوں نہ کی؟

جواب

یہ اعتراض بھی بالکل بے وزن ہے اس لیے کہ جب دونوں عبارتوں کا تعارض بالکل واضح ہے تو اس کا انکار نہیں ہوسکتا، اہل علم واضح باتوں کے درپے نہیں ہوتے کہ مطالبہ کیا جائے کہ انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا اور نہ ہی مصنف کی جانب سے اس بارہ میں نشاندہی ضروری ہے۔

مفتی قادری صاحب کو کتب کا مطالعہ کے دوران یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہوگا کہ سالہا سال بعد شارحین بعض کتابوں کی شرح لکھتے ہیں اور عبارات کی وضاحت اور ان میں تعارض واشکالات کا اظہار کرتے ہیں مگر کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس سے پہلے لوگوں نے ایسا کیوں نہیں کیا بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کہنے والے کی بات درست ہے یا کہ نہیں، درست ہو تو بات کو قبول کیا جاتا ہے جب التنقیح اور التوضیح کی عبارات میں واضح تعارض ہے جس کا انکار ہی نہیں کیا جاسکتا تو اس کو قبول ہی کرنا چاہیے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسرا اعتراض

کہ اصول الشاشی کے حواشی سمیت بہت سی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام متشابہات کا علم رکھتے تھے تو اس کا جواب ہم گزشتہ قسط میں دے چکے ہیں کہ ان حضرات نے امام بزدوی اور امام سرخسی کی پیروی میں ایسا لکھا ہے ورنہ متقدمین احناف کا یہ نظریہ نہیں ہے۔

پھر مفتی قادری صاحب نے کئی صفحات پر حضور علیہ السلام کے اجتہاد سے متعلق لکھا کہ حضور علیہ السلام کے اجتہاد اور باقی اہل علم کے اجتہاد میں فرق ہے۔

تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اس کا کون منکر ہے؟ اس سے بھی ہمارے ہی موقف کی تائید اور مفتی قادری صاحب کے نظریہ کی تردید ہوتی ہے اس لیے کہ اجتہادی بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ نصوص کے نزول کے ساتھ ان کے تمام معانی کلیات و جزئیات سمیت حاصل نہیں ہوتے اسی لیے تو آپ ﷺ کو اجتہاد کی ضرورت ہوتی تھی اور آپ ﷺ نے اجتہاد کیا اور صاحب توضیح سمیت کئی فقہاء کرام نے لکھا کہ کئی مقامات میں آپ ﷺ سے بھی اجتہاد میں خطا ہوئی جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو آگاہ کیا گیا، اگر نصوص کے نزول کے ساتھ تمام معانی معلوم ہو جاتے تو اجتہاد کا کیا مطلب؟

مفتی قادری صاحب نے اس ضمن میں جو حوالے دیئے ہیں وہ سب ان کے اپنے ہی نظریہ کی تردید پر شواہد ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب کا تجزیہ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم نبوی اور متشابہات کے حوالہ سے محترم مولانا قارن صاحب کے جواب کا تجزیہ بندہ نے چار اقساط میں کیا، اس پر ان کی طرف سے جواباً قسط ا اور ۲ (جو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں) جو کچھ لکھا اس نشست میں ہم اس پر گفتگو کرنا چاہ رہے ہیں، ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے۔

ا۔ متقدمین احناف حضور ﷺ کے لیے متشابہات کا علم نہیں مانتے۔

۲۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول گرامی "لکل کتاب سر" کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی متشابہات سے آگاہ نہیں۔

۳۔ ممکن ہے مولانا شبیر احمد عثمانی حروف مقطعات کو متشابہات سے ہی نہ مانتے ہوں۔

۴۔ علماء دیو بند سے بھی ذھول ہو گیا ہے۔

۵۔ علماء احناف کے متفقہ نظریہ پر کوئی حوالہ نہیں آیا۔

۶۔ یہ واضح نہیں کیا کہ آپ ﷺ کو متشابہات کا علم بذریعہ وحی ہے یا بذریعہ اجتہاد۔

آیئے ہماری گذارشات ملاحظہ کیجئے۔

اقوال صحابہ

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جمہور احناف ہی نہیں بلکہ تمام امت کا اتفاق ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ حضور علیہ السلام متشابہات کا علم رکھتے ہیں اور کوئی حنفی عالم اس کا منکر نہیں نہ متقدم اور نہ متاخر، بلکہ جب کسی شافعی نے احناف پر طعن کیا کہ تمہارے قول کے مطابق تو ان کی تاویل حضور علیہ السلام بھی نہیں جانتے تو انہوں نے واضح دو ٹوک انداز میں یہی کہا کہ حضور علیہ السلام کے بارے میں ہمارا تم سے کوئی اختلاف نہیں، اختلاف صرف امت کے حوالہ سے ہے حضور علیہ السلام تو متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی کا مفہوم اہل علم سے نقل کرتے ہیں تاکہ واضح و آشکار ہو سکے کہ انہوں نے اس کا کیا معنی کیا ہے ان تمام نے اس کا یہی ترجمہ کیا ہے کہ یہ اللہ و رسول علیہ السلام کے درمیان راز ہیں اب اگر کسی ایک سے اس کا تعاقب ورد ملے تو اس کا کیا اعتبار؟

۱۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

فی کل کتاب سروسر الله فی القرآن اوائل السور	ہر کتاب میں راز ہوتے ہیں، قرآن میں اللہ کے راز اوائل سور (مقطعات) ہیں۔

(معالم التنزیل: ۱، ۴۴)

۲۔ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں

الحروف المقطعة من المكتوم الذی لایفسر	حروف مقطعات مخفی راز ہیں جن کی تفسیر نہیں کی جا سکتی۔

(بحر العلوم للسمرقندی، ۱، ۷۴)

۳۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مبارک ارشاد ہے:

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لکل کتاب صفوۃ و صفوۃ ھذا الکتاب حروف التھجی (معالم، ۱، ۴۴)	ہر کتاب میں منتخبات ہوتے ہیں، قرآن مجید کے منتخبات حروف مقطعات ہیں۔

حروف مقطعات کے بارے میں یہ خلفاء راشدین کے ارشادات عالیہ ہیں

امام بغوی نے حضرت امام شعبی تابعی کے بارے میں نقل کیا، شیخ داؤد بن ابی ہند نے ان سے فواتح سور کے حوالہ سے پوچھا تو فرمایا داؤد۔

ان لکل کتاب سروان سر القرآن فواتح السور فدعھا وسل عماسوی ذلک (ایضاً: ۱، ۴۴)	ہر کتاب میں کچھ راز ہوتے ہیں، قرآن کے راز حروف مقطعات ہیں تم انہیں چھوڑ کر دیگر کے بارے میں پوچھو۔

ان اقوال کا مفہوم

یہاں ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ امت کے مسلمہ اہل علم نے ان کا مفہوم کیا بیان کیا ہے؟ تو وہ تمام اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز و رموز ہیں یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد صرف رسول اللہ ﷺ ہی جانتے ہیں آپ ﷺ کے سوا کوئی دوسرا انہیں جانتا، ان کا مدعا ہرگز یہ نہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ بھی نہیں جانتے، آیئے چند تصریحات ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ امام محمد بن طیفور سجاوندی (۵۹۶) دوٹوک الفاظ میں کہتے ہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المروی عن الصدر الاول فی الحروف التهجی انها سر بین اللہ وبین نبیه وقد یجری بین المحرمین کلمات معمیات یشیرالی اسرار بینهما

(المظھری: ۱، ۲۰)

حروف مقطعات کے بارے میں صدر اول سے یہی منقول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے درمیان راز ہیں جیسے دو دوستوں کے درمیان کچھ خاموش کلمات ہوتے ہیں جنہیں وہی جانتے ہیں۔

۲۔ امام قاضی بیضاوی (۶۸۵) "الم ذلک الکتاب لاریب فیه" کے تحت لکھتے ہیں، حروف مقطعات کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایسے رموز ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

وقدروی عن الخلفاء الاربعة وعن غیرهم من الصحابة مایقرب منه

خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ سے اس کی مثل مروی ہے۔

اس کے بعد ان کے اقوال کا مفہوم اپنے ان الفاظ میں رقم کرتے ہیں

ولعلهم ارادوا انها اسرار بین اللہ تعالی ورسوله ورموز لم یقصد بها افهام غیره اذیبعد الخطاب بما لایفید

(انوارالتنزیل مع شیخ زادہ:۱، ۱۴۳)

ان کی مراد یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان اسرار و رموز ہیں جن سے آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کا افہام مقصد نہیں کیونکہ غیر مفید خطاب بعید از عقل ہوتا ہے۔

۳۔ امام محی الدین محمد شیخ زادہ حنفی (۹۵۱) نے اس عبارت کی تشریح کرتے

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے پہلے تو خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہی اقوال نقل کیے جو اوپر آ چکے ہیں اس کے بعد لکھا

قال فخر الاسلام لاشئی من المتشابهات الاوالرسول یعلمه بتعلیم الله تعالیٰ ذلک

امام فخر الاسلام حنفی نے فرمایا ہے کوئی متشابہ ایسا نہیں جسے حضور علیہ السلام اللہ کی تعلیم سے نہ جانتے ہوں۔

اس کے بعد لکھا

ومعنی قول الصحابة استاثر الله تعالیٰ بعلمه المتشابهات ای استقل وانفرد به انه لایعلمها احد بنفسه الا الله لا اله لا یعلمها احد من البشر اصلا لجواز ان یعلمها البعض ممن اصطفاه الله من خلقه بتعلیمه والهامه تعالی وان لم یعلموه بانفسهم...... ثم بین السبب الذی حمل الذاهبین الی تاویل المتشابهات علی ذلک فقال "اذا یبعد الخطاب بما لایفید" فینبغی ان یکون معنی قولهم انها سرا ستاثر الله تعالیٰ بعلمه

"قول صحابہ" اللہ تعالیٰ نے متشابہات کا علم اپنے لیے مخصوص کیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے وہ اس میں یکتا ہے کہ انہیں از خود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا یہ معنی نہیں کہ کوئی بشر انہیں جان ہی نہیں سکتا کیونکہ ممکن ہے مخلوق میں سے بعض منتخب بندے اللہ تعالیٰ کی تعلیم والہام کی بناء پر انہیں جان لیں، از خود انہیں نہیں جان سکتے...... اس کے بعد انہوں نے اس سبب کی نشاندہی کرتے ہوئے (جو متشابہات کی تاویل پر انہیں متوجہ اور مجبور کر رہا ہے)۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انها رموز لم يقصد بها افهام غير الرسول لا انها لايعلمه احد سوی الله تعالی فان الخطاب بمثله بعید فلا وجه لحمله کلامهم علی معنی مستلزم لذلک الخطاب البعید

(حاشیہ شیخ زادہ، ۱:۱۴۳)

لکھا کہ غیر مفید خطاب بعید از عقل ہے لہٰذا "صحابہ کے قول" یہ ایسے راز ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی مخصوص ہیں" کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ ایسے راز ہیں جن سے مقصد غیر رسول اللہ ﷺ کا افہام نہیں، اس کا یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا کیونکہ اس طرح کا خطاب بعید از قیاس ہے لہٰذا ان کے کلام کو ایسے معنی پر محمول نہیں کیا جاسکتا جو خطاب بعید کو مستلزم ہے۔

۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵) حروف مقطعات پر ہی گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

والحق عندی انها من المتشابهات وهی اسرار بین الله تعالی وبین رسوله لم یقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول ومن شاء افهامه من کل اتباعه

(المظهری، ۱:۲۰)

میرے نزدیک حق یہی ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں، ان سے تمام مخلوق کا افہام مقصود نہیں بلکہ فقط رسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین میں سے بعض کا افہام مقصود ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد امام بغوی، سمرقندی اور قرطبی وغیرہم کے حوالہ سے خلفاء کے اقوال نقل کر کے کہا

قال السجاوندی المروی عن الصدرالاول فی الحروف التهجی انها سر بین الله و بین نبیه صلی الله علیه وسلم وقد یجری بین المحرمین کلمات معمیات یشیر الی اسرار بینهما
(المظهری: ۱، ۲۰)

امام سجاوندی فرماتے ہیں صدر اول سے منقول ہے کہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے درمیان راز کی باتیں ہیں، بعض اوقات دوستوں کے درمیان ایسے کوڈ ورڈ ہوتے ہیں جو ان کے رازوں پر دال ہوتے ہیں۔

مخالف قول کی تردید

دلچسپ یہاں معاملہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ متشابہات اور مقطعات کا معنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہی مختص ہے انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ رسول اللہ ﷺ اور نہ کوئی اور، گویا انہوں نے خلفاء راشدین کے قول کا مفہوم یہ لیا کہ یہ مقطعات اللہ تعالیٰ کا ایسا راز ہیں جنہیں وہی جانتا ہے (التقریر،۲۰۹) قاضی ثناء اللہ حنفی نے ان کا رد کیا اور کہا ایسا قول ہرگز مقبول و پسندیدہ نہیں اگر یہ قول تسلیم کرلیا جائے تو لازم آئے گا کہ خطاب بامہمل یا خطاب ہندی مع عربی ہو، تمام قرآن سراپا ہدایت نہ رہے اور اس میں وعدہ الٰہی کی بھی مخالفت لازم آجائے گی یہ تمام گفتگو انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے، امام سجاوندی سے خلفاء راشدین کے اقوال کا مفہوم بیان کیا کہ یہ مقطعات اللہ تعالیٰ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان رموز ہیں اور یہ بات صدر اول سے منقول ہے اس کے بعد لکھتے ہیں

قیل ان لله تعالی استاثر بعلم المقطعات والمتشابهات ما فهمه النبی ولا احد من اتباعه وهذا بعید جدا فان الخطاب للافهام فلو لم یکن فهمه کان الخطاب بالمهمل او الخطاب بالهندی مع العربی ولم یکن القرآن باسره بیانا وهدی ویلزم ایضا الخلف فی الوعد بقوله تعالی "ثم ان علینا بیانه" فانه یقتضی ان بیان القرآن محکمه ومتشابهه من الله تعالی للنبی واجب ضروری

(المظهری، ۱، ۲۰، ۲۱)

بعض نے کہا مقطعات و متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مخصوص فرمایا ہے لہٰذا انہیں نہ تو حضور ﷺ جانتے ہیں اور نہ ہی کوئی آپ کا تابع لیکن یہ بات بہت ہی بعید ہے کیونکہ خطاب افہام کے لیے ہوتا ہے اگر وہ سمجھا ہی نہ جائے تو یہ خطاب بے معنی یا خطاب ہندی مع عربی ہوگا تو پھر تمام قرآن بیان و ہدایت نہ رہے گا، اس سے اس وعدہ کی خلاف ورزی بھی ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے ان مقدس کلمات میں کیا "ثم ان علینا بیانه" اس کا تقاضا ہے کہ قرآنی محکمات اور متشابہات تمام کا علم حضور کو عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں لازم و ضروری ہے۔

نوٹ: انہوں نے جب مخالف قول کا رد کر دیا اور کہا یہ قابل اعتنا ہی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں تو پھر حاشیہ میں اسے اکثریت کا قول قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے اس پر غور ضروری ہے۔

انہوں نے ہی سورۂ آل عمران میں "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" کی تفسیر میں لکھا

والحق ماحققنا فی اوائل سورة البقرة ان المتشابهات هي اسرار بين الله تعالى و بين رسول لم يقصد بها افهام العامة (المظهری، ۲، ۱۴)	حق وہی ہے جو ہم سورۃ البقرہ کی تفسیر میں تحقیق کے ساتھ بیان کر آئے ہیں کہ متشابہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز کی باتیں ہیں ان سے دیگر لوگوں کا افہام مقصود ہی نہیں۔

۵۔ امام سید محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امام عامر شعبی تابعی کے اقوال نقل کر کے ان کا یہی مفہوم بیان کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان رموز ہیں جنہیں قول اور قلم کے ذریعے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ان سے دیگر مخلوق اگرچہ آگاہ نہیں مگر رسول اللہ ﷺ بلاشبہ آگاہ ہیں، کچھ اقوال لکھنے کے بعد موصوف رقمطراز ہیں

والذی یغلب علی الظن ان تحقیق ذلک علم مستور و سر محجوب عجزت العلماء کما قال ابن عباس عن ادراکه	غالب ظن تحقیق یہ ہے کہ ان کا علم مخفی اور راز در پردہ ہے اہل علم انہیں سمجھنے سے عاجز ہیں اور ان تک خیال کی رسائی نہیں جیسا کہ حضرت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و قصرت خيول الخيال عن لحاقه ولهذا قال الصديق رضى الله عنه لكل كتاب سروسر القرآن اوآئل السور وقال الشعبى سر الله تعالى فلا تطلبوه

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، اس لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر کتاب میں راز ہیں، قرآنی راز، حروف مقطعات ہیں، امام شعبی نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے رازوں کے بارے میں مت پوچھو۔

بين المحبين سرليس يفشيه اقول ولا قلم للخلق يحكيه

(اہل محبت کے درمیان کچھ ایسے راز ہوتے ہیں جنہیں دیگر مخلوق کے لیے نہ تو کوئی قول واضح کرسکتا ہے اور نہ کوئی قلم)۔

فلا يعرفه بعد رسول الله الا الاولياء الورثة فهم يعرفونه عن تلك الحضرة وقد تنطق لهم الحروف عما فيها كما كانت تنطق لمن سبح بكفه الحصى وكلمه الضيب والظبى

(روح المعانى، ۱:۱۳٦)

تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد ماسوائے اولیاء کاملین کے کوئی نہیں جان سکتا، ان لوگوں کو بارگاہ اقدس سے ان کا عرفان نصیب ہوتا ہے، یہ حرف بول کر انہیں اپنے مخفی معانی سے آگاہ کرتے ہیں جیسے کہ آپ ﷺ کے لیے کنکروں نے ہاتھ میں تسبیح پڑھی، گوہ اور ہرن نے کلام کیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۶۔ ملا احمد جیون (۱۱۳۰) متشابہات اور اہل علم کا ابتلا پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں اہل علم متشابہات قرآنی اور ان میں امانت فرمودہ اسرار میں غور وفکر نہ کریں۔

فانها سر بين الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم لايعلمها غيره (نور الانوار: ۹۳)

کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان رموز ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے ''فانہا'' کا مرجع واضح کرتے ہوئے لکھا:

قوله فانها اى فان المتشابهات

کہ اس سے مراد متشابہات ہیں۔

۷۔ مولانا سید امیر علی (   ) متشابہات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی تفسیر الہاماً کی جاسکتی ہے۔

ولذلک قيل المتشابه سربين الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم (التوشیح: ۱، ۲۹۵)

اسی لیے کہا جاتا ہے متشابہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں۔

۸۔ حضرت مجدد الف ثانی (۱۰۳۴) کی رائے و تحقیق بھی یہی ہے۔ مکتوبات کے دفتر اول حصہ پنجم میں لکھتے ہیں:

از حروف مقطعات قرآنی چہ نویسند کہ ہر حرفے
قرآنی حروف مقطعات کے بارے میں کیا لکھیں
ازاں حروف بحر یست مواج از اسرار خفیہ
ان میں سے ہر حرف ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے
عاشق و معشوق و رمز یست غامض از

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخفی اسرار کا جو عاشق و معشوق اور رموز غامض ہیں

رموز دقیقہ محبّ و محبوب

جو محبّ اور محبوب کے درمیان ہوتے ہیں

(مکتوب ۲۷۶)

۹۔ خلفاء راشدین کے اقوال گرامی کی یہی تفسیر علماء دیوبند نے کی ہے کچھ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

صدر المدرسین دار العلوم دیوبند مولانا سید فخر الحسن نے بیضاوی پر کام کیا ہے۔ اس کا نام ''التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی'' ہے اس کے تین مقامات پر انہوں نے بھی یہی تصریح کی ہے۔

۱۔ اپنے مقدمہ میں رقمطراز ہیں

اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیات متشابہ کے معنی پر بندوں کے لیے دنیا میں مطلع ہونا ممکن ہے یا نہیں؟

تو اس میں دو فرقے ہیں ایک معمولی فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ ممکن ہے جن میں مجاہد ہیں اور امام نووی شارح مسلم ہیں اور علامہ ابن حاجب اور ابن عباس کی بھی ایک روایت ہے اور اکثر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد اہلسنّت والجماعت کا فرقہ اس بات کا قائل ہے کہ ممکن نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ سب آیتیں اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہائے سربستہ ہیں ان کی کھود کرید میں نہ لگنا چاہیے۔ (التقریر الحاوی: ۱، ۹)

ان کے یہ الفاظ بار بار پڑھیے کہ اکثر صحابہ تابعین اور اہلسنّت کا موقف یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان رموز ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ غیر متکلمین کی دوسری نقلی دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

تمام خلفاء اربعہ سے یہ منقول ہے کہ متشابہات اسرار ہیں اللہ اور اس کے رسول کے درمیان اور راز کہتے ہیں اس کو جس کو راز دار کے علاوہ کوئی نہ جانتا ہو اور راز دار اس موقعہ پر اللہ اور اس کے رسول ہیں لہٰذا ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا پس جب خلفائے اربعہ کا یہ فرمان ہے تو ہمیں اس کا ماننا ضروری ہے۔ (التقریر الحاوی:۱،۶۱)

۳۔ امام بیضاوی نے خلفاء اربعہ کے حوالہ سے لکھا

انها اسرار بين الله تعالى ورسوله ورموز لم يقصد بها افهام غيره اذيبعد الخطاب بمالا يفيد

متشابہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان اسرار ورموز ہیں اور ان سے دیگر کا افہام مقصود ہی نہیں کیونکہ غیر مفید خطاب بعید از قیاس ہوتا ہے۔

اس کے تحت بھی مولانا موصوف خلفاء راشدین کے اقوال نقل کیے اور ان کی تشریح میں لکھا ہر کتاب میں کچھ انتخابات ہوتے ہیں اور اس کتاب کے انتخابات حروف ہجا ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یعنی خط میں کچھ ایسی باتیں ہوتی ہیں جن کو کاتب اور مکتوب الیہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے اور اوائل سور بھی قرآن کے ان انتخابات میں سے ہیں جن کو غیر نہیں جانتا۔ (التقریر الحاوی:۱،۱۷۹)

۱۰۔ فاضل دیوبند مولانا محمد حفظ الرحمٰن (نبیرہ مولانا رفیع الدین مہتمم دارالعلوم ہذا) نے متعدد مقامات پر خلفاء راشدین کے مذکور اقوال کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ عرب میں یہ طریقہ تھا کہ وہ بعض خاص مواقع پر اپنے کلام کے آغاز میں یا آخر میں حروف تہجی میں سے ایک حرف کو یا چند حروف کو کوڈ ورڈز (Cord Words) کے طور پر استعمال کرتے تھے اور آج بھی زبانوں میں کوڈ ورڈز (Cord Words) کا استعمال موجود ہے۔

اس کے بعد متعدد اہل علم حضرت مجدد الف ثانی، قاضی پانی پتی اور حضرت صحابہ کرام کے اقوال نقل کیے اور لکھا۔

بعض خطوط یا بعض تحریروں میں باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں کاتب و مکتوب الیہ کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا سورتوں کے اوائل ان انتخابات میں سے معلوم ہوتے ہیں جنہیں اللہ اور محمد ﷺ کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

(رموز مقطعات: ۳۳ تا ۳۵)

یادر ہے یہ کتاب ان علماء دیوبند کی مصدقہ بھی ہے۔

۱۔ مولانا مفتی نظام الدین صدر مفتی دارالعلوم دیوبند۔

۲۔ مولانا نصیر احمد خان شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔

۳۔ مولانا افتخار الحسن کاندہلہ۔

۴۔ مولانا مفتی عبدالرحمٰن دہلوی

۵۔ مولانا کفیل احمد علوی استاذ دارالعلوم دیوبند۔

۱۱۔ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی ''الم'' کے تحت مقطعات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کے اصل معنی تک اوروں کی رسائی نہیں بلکہ یہ بھید ہیں اللہ اور

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول ﷺ کے درمیان جو بوجہ مصلحت و حکمت ظاہر نہیں فرمائے۔ (تفسیر عثمانی:۳۰)

۱۲۔ مولانا عبدالغفار دیوبندی نے شرح اصول شاشی میں تعریف متشابہ کی وضاحت میں لکھا ''امت کی قید اس لیے ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کلام کی مراد کا علم ہوتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ متشابہ، اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان ایک راز ہوتا ہے۔ اور یہ راز امت کے لیے آخرت میں کھلے گا۔ (صفوۃ الحواشی:۱۶۷)

جب یہ ثابت ہے

جب یہ ثابت ہے کہ صدر اول سے خلفاء راشدین اور تمام اہلسنت کا موقف یہی ہے کہ مقطعات، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں، اس کے خلاف کوئی دوسری رائے نہیں تو پھر یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ متقدمین احناف حضور ﷺ کے لیے مقطعات کا علم نہیں مانتے صرف متاخرین ہی مانتے ہیں کیونکہ کوئی حنفی بلکہ کوئی بھی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ ایسی راہ اختیار کرے جو خلفاء راشدین کے مخالف ہو۔

کوئی مسلمان انکار کر ہی نہیں سکتا

یہی وجہ ہے کہ متعدد اہل علم نے تصریح کی ہے کہ کوئی مسلمان یہ کہہ ہی نہیں سکتا کہ حضور ﷺ متشابہات و مقطعات کا علم نہیں رکھتے بندہ یہاں تین حوالہ جات پر اکتفا کر رہا ہے۔

۱۔ امام ابن قتیبہ دینوری (۲۷۴) لکھتے ہیں اگر یہ قول کیا جائے کہ متشابہات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو قرآن پر اعتراضات کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دروازہ کھل جائے گا اور پھر

وهل يجوز لاحد ان يقول ان رسول الله لم يكن يعرف المتشابه؟ واذ اجاز ان يعرفه مع قول الله تعالى وما يعلم تاويله الا الله جاز ان يعرفه الربانيون من صحابته (تاويل مشكل القرآن: ۹۹)	کیا کسی کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ متشابہ کا علم نہیں رکھتے؟ جب ''وما یعلم تاویلہ الا اللہ'' پر وقف کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے لیے متشابہات کا علم ممکن ہے تو آپ کے ربانی صحابہ کے لیے بھی ممکن ہوگا۔

۲۔ امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) نے بھی یہی بات تحریر کی ہے:

لایسوغ لاحد ان یقول ان رسول الله لم یعلم المتشابه (البرهان: ۲، ۸۴)	کسی کے لیے یہ کہنا جائز ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہیں رکھتے۔

۳۔ امام سید محمود آلوسی (۱۲۷۰) متشابہات کا علم راسخین کے لیے ماننے والوں کے استدلال (کہ اگر علم نہ ہو تو خطاب بامُہمل لازم آجائے گا جو باطل ہے) کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ استدلال کرنے والا اگرچہ جس قدر عظیم ہو اس کا یہ قول خود مُہمل ہے کیونکہ:

لانه انى اراد افهام جميع الناس فلا نسلم انه موجود فى العلمية وان اراد افهام المخاطب بها وهوهنا الرسول فهو مما	اگر اس کی مراد تمام لوگوں کا افہام ہے تو ہم نہیں مانتے کہ علمیت میں اس میں پایا جانا ضروری ہے۔ اور اگر فقط افہام مخاطب مراد ہے جو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لایشک فیه مومن	یہاں رسول اللہ ﷺ کی ذات
(روح المعانی: ۱۳۶)	اقدس ہے تو ان کے فہم و سمجھنے میں
	کوئی مومن شک ہی نہیں کرسکتا۔

۴۔ مقام مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ شخص انکار کر ہی نہیں سکتا

اس عبارت میں علامہ آلوسی نے تصریح کی کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں اور اس بارے میں کوئی مومن شک نہیں کرسکتا جبکہ دوسرے مقام پر اس مسئلہ پر رقمطراز ہیں کہ جو شخص مقام مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ ہے وہ کبھی بھی اس علم کا انکار نہیں کرسکتا۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے خطاب فرمائے مگر ابتلاء کے لیے انہیں اس کی معرفت حاصل نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد عبادات ہم پر لازم فرمائی ہیں مگر ہم ان کی حکمت و راز سے آگاہی نہیں رکھتے، اس پر اعتراض اٹھایا اگر مراد یہ ہے کہ مخلوق اپنے کسب و فکر سے نہیں جان سکتی تو یہ بات درست ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مخلوق اسے کسی طرح بھی نہیں جان سکتی نہ اجمالاً نہ تفصیلاً، نہ نبی و ولی، وحی والہام کے ذریعے جان سکتے ہیں۔

فوجود مثل هذا المخاطب به	تو قرآن مجید میں ایسے کلام و
فی القرآن فی حیز المنع	خطاب کا وجود ہم تسلیم ہی نہیں
	کرسکتے۔

یہی وجہ ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متشابہ کا علم اللہ تعالیٰ سے ہی مخصوص ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لایمنع تعلیمه للنبی بواسطة الوحی مثلا ولا القاء فی روع الولی الکامل مفصلا لکن لایصل الی درجة الا حاطة کعلم الله تعالی وان لم یکن مفصلا فلا اقل من ان یکون مجملا	وہ بھی بواسطہ وحی حضور ﷺ کے لیے مفصل علم کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی ولی کامل کے دل میں القاء کا البتہ اللہ تعالیٰ کی طرح یہ علم محیط نہ ہوگا، اگر ہم مفصل علم تسلیم نہ کریں تو کم از کم مجمل علم ضرور مانیں گے۔

اس کے بعد وہ دوٹوک انداز میں لکھتے ہیں:

ومنع هذا او ذاک ممالا یکاد یقول به من یعرف رقبة النبی ورتبة اولیاء الله الکاملین وانما المنع الاحاطة ومن معرفته علی سبیل النظر والفکر (روح المعانی: ۳، ۱۱۶)	ان میں سے ہر ایک کا انکار وہ آدمی ہرگز نہیں کرسکتا جو حضور ﷺ کے مقام اور اولیاء کاملین کے مقام سے آگاہ ہے ہاں محیط ہونے اور نظر و فکر سے حصول کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

اگر ایسا قول ہوتا

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان تمام اہل علم نے تصریح کی ہے کہ کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے اگر محترم قارن صاحب کا یہ قول (تمام متقدمین احناف کا موقف یہی تھا کہ حضور ﷺ ان کا علم نہیں رکھتے یہ فقط متاخرین میں سے دو امام فخر الاسلام اور امام شمس الائمہ نے بات کر دی تو پھر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگوں نے ان کو پیروی کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہاں آپ ﷺ انہیں جانتے ہیں) درست ہے تو پھر کیا یہ تمام اہل علم اس معاملہ سے جاہل قرار نہیں پائیں گے؟ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ متقدمین احناف یہ بات نہیں مانتے۔

بلکہ بطور دلیل

بلکہ انہوں نے اس معاملہ کو بطور دلیل بیان کیا ہے کہ جب تم (متقدمین احناف) "الا اللہ" پر وقف کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے لیے متشابہات کا علم مانتے ہو تو پھر دیگر کے لیے ماننے میں تمہیں کیا رکاوٹ و پریشانی ہے؟

احناف کا اعلان تسلیم

پھر احناف نے کسی جگہ یہ نہیں کہا کہ تم ہماری طرف غلط بات منسوب کر رہے ہو ہم تو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہرگز متشابہات کا علم نہیں مانتے بلکہ احناف نے ہر جگہ تصریح کی کہ ہاں ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کا علم مانتے ہیں تا کہ خطاب الٰہی کا لغو ہونا اور وعدہ الٰہی کی مخالفت لازم نہ آئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی (۱۱۲۵) لکھتے ہیں اگر مان لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے۔

ولم یکن القرآن باسره بیانا وهدی ویلزم ایضا الخلف فی الوعد بقوله تعالی "ثم ان علینا بیانه" فانه یقتضی ان بیان	تو تمام قرآن بیان و ہدایت نہیں رہے گا اور اس وعدہ الٰہی ثم ان علینا بیانه کی بھی خلاف ورزی لازم آئے گی حالانکہ اس وعدہ کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القرآن محکمه ومتشابه من الله تعالی للنبی واجب ضروری (المظهری: ۱، ۱۴)

تقاضا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے محکمات اور متشابہات کا حضور ﷺ پر واضح کرنا ضروری و لازم ہے۔

خطاب بے فائدہ

احناف نے یہ کہتے ہوئے بھی اسے تسلیم کیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جائے کہ آپ متشابہات قرآنی کا علم نہیں رکھتے تو خطاب کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا، یہ تصریح تمام احناف نے کی ہے پچھلی اقساط ملاحظہ کر لیجیے یہاں صرف دو حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ شیخ احمد جیون (۱۱۳۰) تعریف متشابہ کی شرح میں لکھتے ہیں متشابہات کا علم امت کو نہیں ہو سکتا مگر حضور ﷺ کے لیے ان کا علم ماننا لازمی ہے۔

والا تبطل فائدة التخاطب ویصیر التخاطب بالمھمل کالتکلم بالزنجی مع العربی (نور الانوار، ۹۳)

ورنہ خطاب کا فائدہ باطل اور بے معنی تخاطب ہوگا جیسے حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔

۲۔ علامہ محمد فیض الحسن سہارنپوری نے بھی یہی بات کہی ہے ہم آپ ﷺ کے لیے ان کا علم مانتے ہیں۔

کیلا یلزم السفه لان التخاطب لایفهم المخاطب سفه (عمدة الحواشی: ۲۷)

ورنہ سفاہت و بے وقوفی لازم آئے گی کیونکہ غیر مفہوم خطاب بے وقوفی اور لغو ہوتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم سب کا اتفاق ہے

احناف نے انکار تو کجا بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ ہمارا تمہارا اس معاملہ میں اتفاق ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے متشابہات کے بارے علم میں ہم تم سے اختلاف کرتے ہی نہیں، ہمارا اختلاف صرف امت کے حوالہ سے ہے یعنی راسخین متشابہات کا علم نہیں رکھتے اس پر پیچھے بھی حوالہ جات آئے تھے، درج ذیل پر نظر ڈال لیجئے۔

۱۔ جب کچھ اہل علم نے کہا غیر مفہوم خطاب بعید از قیاس ہے اس کے احناف نے جو متعدد جوابات دیئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ممکن ہے اس خطاب کے مخاطب فقط رسول اللہ ﷺ ہی ہوں اور آپ اسے سمجھتے ہیں ہمارا اختلاف آپ ﷺ کے علاوہ میں ہے مولانا بحر العلوم عبد العلی محمد انصاری (۱۲۲۵) نے یہی بات ان الفاظ میں کہی ہے۔

لعل المخاطب به رسول الله وهو فاهم والنزاع انما هو فيمن سواه	ممکن ہے خطاب ہی رسول اللہ سے ہو اور آپ اسے سمجھتے ہیں ہمارا اختلاف آپ ﷺ کے علاوہ میں ہے۔

(فواتح الرحموت: ۲، ۲۴)

۲۔ امام محمد بن ولی ازمیری (۱۱۰۲) کے خوبصورت الفاظ بھی ملاحظہ کیجئے۔

فالمناسب ان يقول انه لانقض بالنبي اذلا نزاع فيه	ہم پر حضور ﷺ کے حوالہ سے اعتراض نہیں اٹھایا جاسکتا کیونکہ آپ ﷺ کے جاننے میں ہمارا اختلاف ہی نہیں۔

(حاشیۃ علی مرآۃ الاصول، ۱: ۲۱۵)

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احناف نے انکار تو کجا بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ ہمارا تمہارا اس معاملہ میں اتفاق ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے متشابہات کے بارے علم میں ہم تم سے اختلاف کرتے ہی نہیں، ہمارا اختلاف صرف امت کے حوالہ سے ہے یعنی راسخین متشابہات کا علم نہیں رکھتے اس پر پیچھے بھی حوالہ جات آئے تھے، درج ذیل نظر ڈال لیجئے۔

ا۔ جب کچھ اہل علم نے کہا غیر خطاب بعید از قیاس ہے اس کے احناف نے جو متعدد جوابات دیے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ممکن ہے اس خطاب کے مخاطب فقط رسول اللہ ﷺ ہی ہوں اور آپ اسے سمجھتے ہیں ہمارا اختلاف آپ ﷺ کے علاوہ میں ہے مولانا بحر العلوم عبدالعلی محمد انصاری (۱۲۲۵) نے یہی بات ان الفاظ میں کہی ہے۔

لعل المخاطب به رسول الله ﷺ وهو فاهم والنزاع انما هو فيمن سواه ﷺ (فواتح الرحموت، ۲: ۲۴)	ممکن ہے خطاب ہی رسول اللہ سے ہوا اور آپ اسے سمجھتے ہیں ہمارا اختلاف آپ ﷺ کے علاوہ میں ہے۔

۲۔ امام محمد ولی ازمیری (۱۱۰۲) کے خوبصورت الفاظ بھی ملاحظہ کیجئے۔

فالمناسب ان يقول انه لا نقض بالنبي ﷺ اذلا نزاع فيه (حاشيه على مراة الاصول، ۱: ۲۱۵)	ہم پر حضور ﷺ کے حوالہ سے اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا کیونکہ آپ ﷺ کے جاننے میں ہمارا اختلاف ہی نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام اعظم کا موقف

ان دلائل سے آشکار ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ کے متشابہات کا علم رکھنے پر تمام امت کا اتفاق ہے اور اس میں تمام احناف شامل ہیں خواہ وہ متقدمین ہیں یا متاخرین، بہت سے احناف نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں، اس پر محترم قارن صاحب کے گھر کی گواہی بھی موجود ہے۔ مولانا حسین احمد پردواری مدرس دارالعلوم دیوبند شرح اصول شاشی میں متشابہ کی وضاحت کرتے ہوئے بطور فائدہ لکھتے ہیں۔

> ''فائدہ، متشابہ کے بارے میں امام صاحب کے نزدیک حق یہ ہے کہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ بھی جانتے ہیں اور محمد ﷺ بھی جانتے ہیں ورنہ حضور ﷺ کے لیے اس کا خطاب کرنا مہمل ہو جائے گا اور علماء راسخین فی العلم اس کی مراد کو نہیں جانتے ہیں۔ (نجوم الحواشی، ۱۶۹)

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی کوئی متقدم حنفی ہے؟ مولانا نے بھی اسی موقف کو حق قرار دیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

عبارات کا مفہوم

آپ نے جو عبارات ذکر کیں اور ان کا مفہوم یہ لیا کہ امام فخر الاسلام اور امام شمس الائمہ نے حضور ﷺ کو مستثنیٰ کیا ہے ورنہ پہلے احناف اس کے قائل نہیں، درست نہیں بلکہ ان کا مفہوم یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے متقدمین کی ہی بات کو واضح کیا کہ وہ اگرچہ ''الا اللّٰہ'' پر وقف مانتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے علم کا انکار نہیں کرتے کیونکہ احناف پر دیگر اہل علم کی طرف سے بار بار یہ سوال اٹھایا جا رہا تھا کہ تم "الا اللہ" پر وقف مانتے ہو تو تم یہاں راسخین کے علم کا انکار کرتے ہو وہاں رسول اللہ ﷺ کے علم کا بھی انکار کرو تو ان دونوں آئمہ نے واضح کیا کہ ہمارے علماء احناف راسخین کے علم کا اگرچہ انکار کرتے ہیں مگر حبیب خدا ﷺ کے بارے میں انکار نہیں کرتے ورنہ خطاب بے فائدہ ہو جائے گا۔ اس پر اس سے بڑھ کر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اسے احناف نے نہ صرف اس بات کو قبول کیا بلکہ اس پر قرآن وسنت سے دلائل فراہم کیے اور اس پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب دیا (سمات الاسحار از امام شامی اور التحریر از ابن امیر الحاج وغیرہ ملاحظہ کر لیجئے)۔

اگر مخالفت کی ہوتی

اگر ان دونوں اہل علم نے متقدمین کی مخالفت کرتے ہوئے یہ بات کہی ہوتی تو تمام متاخرین احناف ان کی بات کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیتے کہ ہم متقدمین کی بات وقول کو ہی مانیں گے۔ مگر اسے ہر ایک نے قبول کیا۔

اور اسے ہی احناف کا موقف قرار دیا کتب احناف کے صفحات اس پر شاہد عادل ہیں۔

اسے ہی حق قرار دیا

اول تو اس موقف سے کسی نے اختلاف ہی نہیں کیا ہر جگہ اس کی تائید کی اور اگر کسی نے اختلاف ذکر کیا تو وہاں اسی موقف کو حق وصواب قرار دیا۔ مختار واضح اور حق وصواب میں جو فرق ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، اگر بقول آپ کے

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ صرف چند متاخرین کا موقف ہے تو اسے تمام نے حق وصواب کیسے کہہ دیا ہے؟ بلکہ انہیں چاہیے تھا کہ وہ واضح کرتے کہ چونکہ متقدمین کا یہ موقف نہ تھا یہ صرف ان متاخرین کا ہے اس لیے ہم اسے حق وصواب تو کجا مختار و راجح بھی قرار نہیں دیتے لیکن تمام احناف نے اسے حق وصواب ہی قرار دیا اس پر پیچھے بھی کچھ گفتگو آئی تھی۔

تین حوالہ جات

یہاں احناف کے یہ تین حوالہ جات ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ امام محمد بن ولی از میری (۱۱۰۲) ملا خسرو کی عبارت "واما النبی علیه السلام فربما بعلمه" کے تحت لکھتے ہیں۔

اختلفوا فی ان النبی علیه السلام هل علم المتشابهات اولا قیل لا وقیل اتباعة بل هی مما لا یمکن بیانها للعامة	اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضور علیہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں یا نہیں؟ بعض نے کہا متبعین کا افہام مقصود ہے بلکہ عوام کے لیے
(المظهری، ۲، ۱۴۲)	ان کا بیان ناممکن ہے۔

اگر بقول آپ کے تمام متقدمین کا یہ موقف نہیں صرف متاخرین کا ہے تو پھر ان تمام اہل علم کا اسے حق اور دوسرے موقف کو غلط قرار دینا مناسب ہوگا؟ کم از کم بندہ ان اہل علم کے بارے میں یہ تصور نہیں کر سکتا۔

امام رازی کی گفتگو

یہی بات بڑی تفصیل سے امام فخر الدین نے کی ہے امام نے سورۂ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرحمٰن کی تفسیر میں یہ سوال اٹھایا۔

کیف یفهم قوله تعالیٰ علم القرآن مع قوله تعالیٰ وما یعلم تاویله الا الله	اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ''اللہ نے قرآن سکھایا'' کا مفہوم کیا ہوگا جبکہ دوسرا ارشاد مبارکہ ہے متشابہات کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یعنی ایک آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام قرآن سکھایا لیکن دوسری آیت بتا رہی کہ کچھ کے بارے میں نہیں بتایا اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں دوسری آیت کے بارے میں مفسرین کی دو آراء ہیں۔

ا۔ بعض ''الا اللہ'' پر وقف نہیں کرتے بلکہ الراسخون کا اس پر عطف مانتے ہیں تو اب ان لوگوں کے نزدیک تمام معانی قرآن راسخین بھی جانتے ہیں لہٰذا اس صورت میں اشکال ہی ختم کیونکہ جب دیگر راسخین جانتے ہیں تو حضور ﷺ بطریق اولیٰ جانتے ہیں۔

۲۔ بعض لفظ اللہ پر وقف کرتے ہیں، ان پر اشکال وارد ہوگا جب کچھ آیت کا معنی بندے نہیں جانتے تو پھر تمام قرآن سکھانے کا کیا معنی ہوگا؟ اس کے دو جوابات دیئے۔

ا۔ بندے اگرچہ ان آیات کا قطعی معنی نہیں جانتے مگر بقدر طاقت و امکاں جانتے ہیں۔

۲۔ اللہ کے سوا نہ جاننے کا معنی یہ ہے۔

ما غیرہ فلا یعلم من تلقاء نفسه مالم یعلم فیکون اشارة الی ان	کہ اس کے علاوہ از خود کوئی نہیں جان سکتا جب تک اللہ نہ بتائے یہ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كتاب الله تعالى ليس كغيره من الكتب التى ستخرج مافيها بقوة الذكاء والعلوم (مفاتيح الغيب، ۲۷: ۳۳۷)

طرف اشارہ ہے کہ کتاب اللہ دیگر کتب کی طرح نہیں جن سے محض قوت ذکاوت و علوم کے ذریعے مسائل کا استنباط کرلیا جاتا ہے۔

یعنی اس کے متعدد مقامات اللہ تعالیٰ کی عطا ہی سے جانے جاسکتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے

اوپر ان دونوں بزرگوں نے "وما یعلم تاویله الا الله" کا جو مفہوم لکھا ہے کہ کوئی اپنے طور پر ان کی تاویل نہیں جان سکتا ہاں اللہ تعالیٰ کے بتانے پر کوئی پابندی نہیں۔ اور نہ ہی اس آیت کی اس پر دلالت ہے۔ متعدد اہل علم نے یہی مفہوم بیان کیا ہے اور ہمارا ذہن بھی اس پر مطمئن ہوتا ہے۔ کچھ حوالہ جات احناف کے ہی حاضر ہیں۔

۱۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی حنفی ہیں ان کا حوالہ اوپر گزرا۔

۲۔ امام یحییٰ رہاوی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

معناهٔ انه لا یعلمه احد الا الله بنفسه لانه لا یعلمه احد اصلالجواز ان یعلمه بالهام الحق (حاشیه المنار، ۳۶۸)

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ آیات متشابہات کا معنی از خود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا یہ معنی نہیں کہ اسے کوئی جان ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ کے بتانے سے آدمی جان سکتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ اس آیت مبارکہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا بحر العلوم عبدالعلی انصاری لکھتے ہیں۔

واعلم ان دلائل الفریقین منطبقة علی العلم بالکسب وعدمه کما فی المحکمات فلا یبعد ان یکون النزاع فیه لا فی العلم الکشفی الذی یناله من غیر اختیار من العبد (فواتح الرحموت، ۲، ۲۴)

واضح رہے فریقین (منکر و مثبت) کے دلائل علم اور عدم علم کسبی پر فٹ آتے ہیں جیسا کہ محکمات کا علم کسبی ہے، اس میں نزاع و اختلاف کے بعد کوئی نہیں البتہ علم کشفی میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ وہ تو بغیر اختیار (کسب) حاصل ہوجاتا ہے۔

۴۔ علامہ عبدالحلیم لکھنوی فرماتے ہیں وقف الا اللہ پر ہی ضروری و لازمی ہے۔ اب اعتراض اٹھا۔

یلزم علی هذا ان لایکون الرسول علیه السلام عالماً بالمتشابه

اس سے لازم آجائے گا کہ رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات کے عالم و جاننے والے نہیں۔

حالانکہ آپ ﷺ بالیقین انہیں جاننے والے ہیں، اس کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

ان المعنی (وما یعلم تاویله) بدون الوحی (الا الله) فالنبی ﷺ کان عالما بتاویله بالوحی لاغیره

(وما یعلم تاویله) کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی تاویل بغیر وحی (الا اللہ) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے تو نبی ﷺ وحی کے ساتھ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(قمر الاقمار، ۱۸۵،۱)

کی تاویل جانتے ہیں اس کے علاوہ نہیں۔

قارئین دیگر حوالہ جات کے لیے قسط اول کا مطالعہ کریں۔

نہایت ہی خوبصورت

مولانا بحر العلوم عبدالعلی محمد انصاری نے "وما یعلم تاویله الا الله" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا۔

فیکون المعنی الله اعلم ان الزانغین یبتغون الفتنة ویبتغون تاویله مع ان التاویل لا یعلمه الا الله والراسخون فی العلم فلیس علم التاویل الاحظ الراسخین ولا یبتغون الفتنة بل یؤمنون بالکل ......

مفہوم یہ ہے کہ ٹیڑھے لوگ فتنہ کی طلب میں ان کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ ان کی تاویل اللہ تعالیٰ اور راسخین جانتے ہیں تو علم تاویل فقط ان راسخین کا حصہ ہے جو فتنہ برپا نہیں کرتے بلکہ تمام پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ثم انه قد نقل عن الاولیاء الکرام اصحاب الکرامات انهم یعلمون تاویل المتشابهات عند ریاضاتهم الشدیدة والمجاهدات

پھر اصحاب کرامات اولیاء کرام سے منقول ہے کہ وہ متشابہات کی تاویل سے آگاہ ہوتے ہیں جبکہ وہ شدید ریاضات اور قوی مجاہدات سے گزر کر اعلیٰ مقام پاتے ہیں تو اس حال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القويمة وخلعهم ابدانهم وانخراطهم فی اعلی العلین فانه یفاض علیهم عند هذه الحال علوم وهی من غیر قصد وطلب وکسب وما لاعین رأت ولا اذن سمعت فعند طلوع شمس هذا لیقین لا تغنی الظنون المذکورة من الحق شیاء فالحق ماذکر نا فی تاویل الایة

(فواتح الرحموت، ۲، ۲۴)

میں بغیر قصد وکسب اور طلب ان پر ایسے علوم کا فیضان ہوا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اس حصول یقین کے بعد ظنون، حق کو فنا نہیں کر سکتے تو حق یہی ہے جو ہم نے تاویل آیت میں لکھ دیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مرزا مظہر جاناں اور دیگر اہل معرفت نے کہا ہے کہ ہمیں بھی متشابہات کا علم عطا ہوا ہے، ان تمام اولیاء کو نعوذ باللہ کوئی جھوٹا قرار نہیں دے سکتا، لہٰذا ضروری ہے کہ ایسی راہ تلاش کی جائے گی کہ ان تمام میں موافقت و تطبیق ہو جائے۔

اقوال میں موافقت

اسی وجہ سے مولانا بحر العلوم نے بہت ہی خوبصورت بات کہی کہ سلف اور متقدمین جو کہتے تھے کہ ان کا مفہوم نہیں جانا جا سکتا تو ان کا مدعی یہ تھا کہ کوئی کسب و نظر سے انہیں نہیں جان سکتا وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کے منکر نہ تھے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متاخرین نے بھی یہی بات کہی ہے کہ ہم اپنی قوت سے تو ان کا معنی نہیں جان سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے پا سکتے ہیں لہٰذا ان اقوال میں موافقت ہے ہرگز اختلاف نہیں، مولانا موصوف کے الفاظ ہیں۔

والسلف انما راموا بعدم مفهومية المتشابهات عدم المفهومية با لكسب والنظر كيف وان الصحابة رضوان الله عليهم كانوا ينهون عن تاويل المتشابه لعمد الوصول اليه وكذا وقع فى الحديث المرفوع وهذا يشير الى ان المستحيل العلم به بالرانى كيف والنهى لايكون الاعن فعل اختيارى و معنى ماروى عن ام المومنين وقطب زمانه عمر بن عبدالعزيز ان علم الراسخين انتهى الى هذا اى اعترفوا بالعجز كماهو شان العارف الكامل بالله

اسلاف نے عدم مفہوم تشابہات سے یہ مراد لیا کہ کسب و نظر سے انہیں نہیں پایا جا سکتا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب صحابہ کرام ان کی تاویل سے منع کیا کرتے اور حدیث مرفوع میں بھی اس طرح موجود ہے یہ اشارہ ہے اس طرف کہ ان کا اجتہاد کے ذریعے علم محال ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ نہی فعل اختیاری سے ہوا کرتی ہے۔ حضرت ام المومنین اور قطب زمانہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے جو منقول ہے کہ راسخین کا علم یہاں تک ہی ہے یہ عجز کا اظہار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے عرفاء کاملین کی یہی شان ہے۔

(فواتح الرحموت، ۲، ۲۴)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معاملہ ہو جاتا ہے

اگر اہل علم کی اس رائے کو تسلیم کرلیں تو معاملہ حل ہو جاتا ہے، وقف بھی الا اللہ پر رہا، قرآن پر اعتراضات کا دروازہ، بھی بند ہو جائے گا، کلام و خطاب کا باطل، بے فائدہ اورلغو ہونا بھی لازم نہیں آئے گا اور اہل علم کے اقوال میں بھی موافقت وتطبیق ہو جائے گی۔

متقدمین و متاخرین کا اختلاف

متقدمین و متاخرین کے درمیان جو اختلاف ملتا ہے وہ یہ ہے کہ متقدمین آیات متشابہات کی تاویل یہ کہتے ہوئے نہیں کرتے تھے۔ کہ راسخین فی العلم ان کا علم نہیں رکھتے مگرمتاخرین ان کی تاویل کرتے ہیں، ان میں بشمول احناف یہ اختلاف ہرگز نہیں کرتے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں یا نہیں اگر چہ کتب عقائد وتفسیر اس سے مالا مال ہیں مگر آیئے چند تصریحات احناف ملاحظہ کرلیجئے۔

ا۔ امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰ھ) اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ثم الخلف مع کون هذه الطریقة اسلم واعم نفعاً عدلوا عنها واشتغلوا بتاویل المتشابه لظهور اهل البدع ولاهواء بعد انقراض زمان السلف وتمسکم	باوجود طریق سلف زیادہ محفوظ اور نافع تھا لیکن خلف نے اس سے اعراض کیا اور متشابہات کی تاویل کی کیونکہ اہل بدعت وہوائے زمانہ نے سلف کے بعد اپنے باطل عقائد

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالمتشابهات فی اثبات مذابهم الباطلة فاضطر الخلف الی الزامهم وابطال دلائلهم فاحتاجوا الی التاویل ولهذا قیل طریقة السلف اسلم وطریقة الخلف احکم	تو متاخرین نے مجبور ہو کر ان کے دلائل کی تردید کی خاطر ان میں تاویل کی اس وجہ سے کہا جاتا ہے طریقہ سلف زیادہ محفوظ اور طریقہ خلف زیادہ پختہ ہے۔

(کشف الاسرار، ۱، ۱۵۴)

۲۔ علامہ سعد الدین تفتازانی (۷۹۲ھ) نے یہ اعتراض اٹھایا کہ کوئی آیت قرآنی ایسی نہیں جس کی تفسیر نہ کی گئی ہو اور اس پر کسی نے طعن بھی نہیں کیا، امت کا یہ عمل بتا رہا ہے کہ متشابہ میں توقف کے عدم وجوب پر تقریباً اجماع ہے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔

ان التوقف مذهب السلف الا انه لما ظهر اهل البدع وتمسکوا بالمتشابه فی ارائهم الباطلة اضطر الخلف الی التکلم فی المتشابه ابطالا لاقاویلهم	توقف اسلام کا مذہب تھا مگر جب اہل بدعت بیدار ہو گئے اور انہوں نے متشابہات سے اپنے باطل عقائد ثابت کرنے کی کوشش کی تو متاخرین نے مجبور ہو کر ان کے اقوال کی تردید کے لیے متشابہات میں گفتگو کی۔

بلکہ اس پر علامہ نے خود اعتراض اٹھایا کہ ان کی تاویل خلف ہی نے نہیں کی بلکہ قرن اولیٰ و ثانی میں بھی ان کی تاویل ملتی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حتی نقل تاویل المتشابهات عن الصحابة والتابعین وعن ابن عباس انه کان یقول الراسخون فی العلم یعلمون تاویل المتشابه وانا ممن یعلم تاویله	حتی کہ صحابہ اور تابعین سے متشابہات کی تاویل منقول ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے راسخین متشابہ کی تاویل جانتے ہیں اور میں بھی ان جاننے والوں میں سے ہوں۔

(التلویح: ۱، ۲۹۵)

۳۔ مولانا بحر العلوم عبدالعلی محمد انصاری (۱۲۲۵) متقدین و متاخرین کے اس اختلاف پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

اعلم ان مذهب السلف فی امثال هذه الایات والاحادیث ان یومن بها ولا یسئل عن کیفیتها ...... والمتاخرون اولوا تلک النصوص من کلهم	واضح رہے سلف کا مذہب ان آیات و احادیث میں یہی ہے کہ ان پر ایمان رکھا جائے اور ان کی تفصیل و کیفیت نہ پوچھی جائے ...... لیکن متاخرین نے ان تمام نصوص کی تاویل کی ہے۔

(فواتح الرحموت، ۲، ۲۸)

۴۔ امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) متقدمین کا موقف بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وذهب اکثر المتاخرین الیٰ ان الراسخ یعلم تاویل المتشابه	اکثر متاخرین کا مذہب یہی ہے کہ راسخین متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

(التقریر والتحبیر، ۱، ۲۱۲)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ شیخ محمد علاؤ الدین حصنی، مقطعات کی مثال "الم" دے کر لکھتے ہیں۔

فنؤمن بها ولا نؤول خلافا لاكثر المتاخرين
(افاضة الانوار، ۹۶)

ان پر ایمان لایا جائے لیکن تاویل نہ کی جائے لیکن اکثر متاخرین نے اس سے اختلاف کیا۔

امام ابن عابدین شامی نے اس کی شرح میں لکھا یہی وجہ ہے کہ وہ

يحملون اسماء المقطعات على اسماء السور ويجعلون الوجه مجاز عن الرضى واليد عن القدرة
(نسمات الاسمار، ۹۶)

مقطعات کو انہوں نے اسماء سور پر محمول کیا اور وجہ سے رضا اور ید سے قدرت مراد لی ہے۔

۶۔ شیخ یحییٰ رہاوی (۹۴۲) حاشیہ شرح المنار میں رقمطراز ہیں۔

ذهب اكثر المتاخرين وعامة المعتزلة وائمة التفسير الى ان الراسخ يعلم تاويل المتشابه
(حاشیہ رہاوی، ۳۶۷)

اکثر متاخرین، تمام معتزلہ اور آئمہ تفسیر کا مذہب یہی ہے کہ راسخین متشابہات کی تاویل جانتے ہیں۔

۷۔ شیخ ابن الملک (متاخرین کی مجبوری کی وجہ) واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لان انزال القران لا نتفاع العباد فلولم يعلمه غير الله تعالىٰ لطعن فيه الطاعنون
(شرح المنار لابن ملک، ۳۶۸)

قرآن کا نزول بندوں کے فائدہ کے لیے ہے اگر اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہ جانے تو طعن کرنے والوں کو موقع مل جائے گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر ہمیں اس پر بھی ضرور متوجہ ہونا چاہیے کہ امت کے اہل علم نے اس پر جو دلائل دیئے اور کہا اگر ہم متشابہات کا علم حبیب خدا ﷺ کے لیے تسلیم نہیں کرتے تو متعدد خرابیاں اور اسلام و قرآن پر اعتراضات بلکہ خود باری تعالیٰ کے تخاطب پر حملہ ہو جائے گا جس کا ازالہ دشوار ہوگا۔

ا۔ فائدہ تخاطب باطل

مثلاً تمام اہل علم خصوصاً احناف نے کہا لازم ہے کہ حضور ﷺ کے لیے متشابہات کا علم مانیں ورنہ فائدہ تخاطب باطل ہو جائے گا۔

ا۔ ملا احمد جیون (۱۱۳۰) کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ کے لیے ان کا علم ماننا لازم ہے۔

والا تبطل فائدة التخاطب	ورنہ تخاطب کا فائدہ ہی باطل ہو جائے۔

مولانا عبدالحلیم لکھنوی (۱۲۹۵) نے واضح کیا کہ یہاں تخاطب سے مراد۔

بالنبی علیہ السلام	حضور ﷺ کے ساتھ تخاطب ہے۔

۲۔ مولانا محمد برکت اللہ لکھتے ہیں احناف جو کہتے ہیں کہ متشابہات کا علم کوئی نہیں رکھتا اس سے مراد امت ہے۔

واما فی حق النبی ﷺ فکان معلوماً والا تبطل فائدة التخاطب	رہا معاملہ حضور ﷺ کا تو آپ کو یہ معلوم ہیں ورنہ فائدہ تخاطب باطل ہوگا۔

(احسن الحواشی، ۲۵)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۱۲۵) کے الفاظ ہیں اگر ہم یہ بات تسلیم نہ کریں۔

والا یخلوا لخطاب عن الفائدة	تو خطاب کا فائدہ سے خالی ہونا
(المظھری ، ۲، ۱۴)	لازم آئے گا۔

۴۔ مولانا بحر العلوم عبدالعلی محمد انصاری (۱۲۲۵) نے بڑے ہی واشگاف الفاظ میں لکھا یہ رائے کہ آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں الیق و اصوب ہے۔

کیف لا والخطاب بما لایفهمه	یہ کیوں نہ ہو کیونکہ جو خطاب مفہوم
المخاطب لا یلیق بجنابه تعالیٰ	نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان
(فواتح الرحموت، ۲: ۲۲)	ہی نہیں۔

۲۔ بے عقلی و بے وقوفی

انہوں نے اسے یوں بھی بیان کیا کہ اگر ہم مان لیں کہ حضور ﷺ بھی ان آیات وکلمات کا مفہوم نہیں جانتے تو یہاں بے وقوفی لازم آئے کیونکہ ایسا تخاطب تو بے وقوفی ہی ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ یقیناً بری اور بالاتر ہیں۔

۱۔ علامہ محمد فیض الحسن سہارنپوری نے تعریف متشابہ کی وضاحت میں لکھا جس کی دنیا میں امت کو خبر نہ ہو سکے رہا رسول ﷺ کا معاملہ تو آپ ﷺ وقت نزول سے ہی انہیں جانتے ہیں آپ کے لیے ان متشابہات اور دیگر قرآن میں کوئی تفریق نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیلا یلزم السفه لان التخاطب	تا کہ سفاہت و بے وقوفی لازم نہ آ
لایفهم المخاطب سفه	جائے کیونکہ غیر مفہوم خطاب کرنا
(عمدۃ الحواشی، ۷۲)	بے وقوفی ہوتا ہے۔

۲۔ حاشیہ اصول شاشی میں مولانا محمد برکت اللہ نے بھی یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ (احسن الحواشی، ۲۵)

۲۔ بے معنیٰ خطاب

بعض نے دلیل یوں بیان کی اگر ہم مان لیں کہ حضور علیہ السلام ان کا علم نہیں رکھتے تو یہ خطاب بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور کلام الٰہی کا بے معنی ہونا باطل ہے تو ایسے ہو گا جیسے کوئی انگلش میں انگلش نہ جاننے والے سے گفتگو کرے تو وہ اس سے کچھ نہ سمجھ پائے۔

۱۔ ملا احمد جیون (۱۱۳۰) اس دلیل کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ویصیر التخاطب بالمهمل	اس سے خطاب کرنا بے معنی ہو گا
کالتکلم بالزنجی مع العربی	جیسے حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔
(نور الانوار، ۹۳)	

۲۔ مولانا حسین احمد ہرداوری مدرس دیوبند کے شرح اصول الشاشی میں الفاظ ہیں۔ "ورنہ حضور علیہ السلام کے لیے اس کا خطاب کرنا مہمل ہو جائے گا۔ (نجوم الحواشی، ۱۶۹)

۳۔ مولانا محمد برکت اللہ نے حاشیہ اصول شاشی یہی الفاظ لکھے۔

ویصیر التخاطب بالمهمل	ورنہ خطاب بے معنی کے ساتھ ہو گا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كالتكلم بالزنجي مع العربي — جیسے کوئی حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔
(احسن الحواشی، ۲۵)

۴۔ وعدہ الٰہی کی خلاف ورزی

اہل علم نے یہ بھی تصریح کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے وعدہ فرمایا کہ قرآن کا بیان میرے ذمہ ہے سورۃ القیامہ میں ارشاد ہے۔

ثم ان علينا بيانه. — پھر ہم پر ہے قرآن کا بیان۔

دوسرے مقام پر فرمان ہے۔

الرحمن علم القرآن — رحمٰن نے قرآن سکھایا۔

اب اگر ہم مان لیں کہ حضور علیہ السلام متشابہات یعنی قرآن کے کچھ حصہ کو جانتے ہی نہیں تو پھر وعدہ الٰہی کی خلاف ورزی لازم آئے گی جو سراسر باطل ہے، قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی متعدد عبارات پیچھے گزر چکی ہیں یہاں صرف ایک جملہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ اگر ہم یہ بات تسلیم نہ کریں تو۔

يلزم الخلف في الوعد — وعدہ الٰہی کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔
(المظهری، ۱: ۱۴)

۵۔ قرآن پر طعن

بعض اہل علم نے یہ دلیل بھی ذکر کی کہ اگر ہم مان لیں کہ حضور علیہ السلام بھی بعض قرآنی حصص سے واقف نہیں تو کفار کو قرآن پر طعن کا موقع ہاتھ آ جائے گا کہ اس میں ایسے الفاظ و آیات بھی ہیں جو بے معنی اور لغو ہیں حالانکہ یہ بات ہرگز درست نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شارح المنار امام ابن ملک نے اہل علم سے یہی وجہ یوں نقل کی ہے۔

فلولم یعلمه غیر الله تعالیٰ لطعن فیه الطاعنون (شرح ابن الملک، ۳۸۶)	اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی انہیں نہیں جانتا تو قرآن پر طعن کا دروازہ کھل جائے گا۔

انہی اعتراضات سے بچنے کے لیے "الم" کے تحت شیخ اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ "ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع نہیں دی گئی شاید رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیا گیا ہو۔ (بیان القرآن، ۲:۱)

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بذریعہ وحی یا بذریعہ اجتہاد

ایک معاملہ آپ نے یہ بھی اٹھایا کہ ابھی تک واضح نہیں ہوا کہ اگر آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو یہ علم بذریعہ وحی ہے یا بذریعہ اجتہاد؟ اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ ہم نے سوئے حجاز فروری میں قسط نمبر ۲ کے تحت اس حقیقت کو خوب واضح کر دیا تھا کہ ان کا علم آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ہے، آپ ﷺ کو اس میں اجتہاد کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تمام حوالہ جات وہاں ملاحظہ کریں کچھ یہاں بھی درج کیے دیتے ہیں۔

حضور ﷺ پر متشابہ از خود آشکار

آئمہ امت نے حضور ﷺ کے اجتہاد مبارک کے مقام و مرتبہ کو اشکار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ باقی مجتہدین کو مشترک، مجمل، خفی اور متشابہ وغیرہ کی مراد سے واقفیت کے لیے زندگی بھر محنت کرنا پڑتی ہے لیکن اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس سے بالاتر فرما دیا ہے، یہ تمام آپ ﷺ پر از خود آشکار ہو جاتی ہیں اور آپ ﷺ کو ان میں کسی غور و فکر کی ہرگز محتاجی و مجبوری نہیں۔ آیئے علماء احناف ہی کی زبانی کچھ حوالہ جات سماعت کیجئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) رقمطراز ہیں کہ مجتہدین امت ان مذکورہ الفاظ وکلمات میں سدا محنت و مشقت اور اجتہاد سے کام لیتے ہیں مگر

اما النبی ﷺ فکل هذا واضح لدیه بلا اجتهاد	حبیب خدا ﷺ پر یہ تمام کے تمام بلا محنت و غور و فکر آشکار و واضح ہوتے ہیں۔

(التقریر. ۳: ۲۹۲)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اسی طرح علامہ محمد امین بادشاہ (۹۸۷) سرور عالم ﷺ کے مقام علمی کو یوں واضح کرتے ہیں۔

واما النبی ﷺ فالمراد عنده ظاهر بین لایحتاج الی نظر واجتهاد

کہ آپ ﷺ پر ان تمام کی مراد از خود ظاہر و روشن ہوتی ہے آپ کو کسی نظر وفکر کی محتاجی نہیں۔

(تیسیر التحریر، ۴، ۱۸۳)

۳۔ آگے چل کر لکھا کہ مجتہدین کو مشترک، مجمل اور ان کے دیگر ہم مثل کی معرفت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

وکل ذلک ظاهر عنده ﷺ لایحتاج الی نظر وفکر

(ایضاً، ۱۸۴)

لیکن یہ تمام کے تمام حضور ﷺ پر ظاہر و آشکار ہیں لہٰذا حضور ﷺ کو کسی اجتہاد وفکر کی محتاجی نہیں۔

۴۔ یہی بات مولانا بحر العلوم عبدالعلی محمد انصاری (۱۲۲۵) نے ان الفاظ میں بیان کی ہے علامہ محبّ اللہ بہاری کے الفاظ ''ھو فی حقه ﷺ القیاس فقط'' کا مفہوم واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لا معرفة المنصوصات (لان المرادات) من النصوص (واضحة عنده علیه وآله الصلاة والسلام

(فواتح الرحموت، ۲، ۳۱۸)

منصوصات کی معرفت کے لیے غور و اجتہاد کی ضرورت نہیں کیونکہ تمام نصوص کی مراد آپ ﷺ پر واضح ہوتی ہے۔

اس کے بعد بھی معاملہ واضح نہیں تو پھر واضح کیسے ہوگا؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقطعات از قبیل متشابہات

ہم نے مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا حوالہ دیا تھا کہ حروف مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا، ہوسکتا ہے، مولانا موصوف مقطعات کو متشابہات سے ہی نہ مانتے ہوں، اس معاملہ میں ہماری گزارش یہ ہے کہ یہاں دیکھنا یہ ضروری ہے کہ مقطعات کے بارے میں مختار موقف کیا ہے؟ وہ تو یہی ہے کہ یہ از قبیل متشابہات ہیں حتیٰ کہ اصول فقہ میں متشابہ کی مثال ہی مقطعات دی گئی ہے جو کسی کو مخفی نہیں۔ اس کے باوجود اس پر چند تصریحات ذکر کیے دیتے ہیں۔

۱۔ امام فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲) نے متشابہ کی مثال دیتے ہوئے لکھا۔

وهذا يقابل المحكم ومثاله المقطعات فى اوائل السور	متشابہ محکم کے مقابل ہے اور ان کی مثال اوائل سور میں مقطعات ہیں۔

(اصول بزدوی مع الکشف، ۱:۱۵۴)

اس کی شرح میں امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰) نے لکھا مقطعات کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

۱۔ یہ متشابہات میں سے ہیں۔

لم يطلع الله عليه الخلائق الامن شاء منهم فيجب الايمان بها ولا يطلب لها التاويل .	ان پر اللہ تعالیٰ عام مخلوق کو مطلع نہیں فرماتا البتہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اور ان کے معانی کے درپے ہونا نہیں چاہیے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ کچھ لوگ انہیں متشابہات میں سے نہیں مانتے لہٰذا وہ ان کی تاویل کرتے ہیں۔ اس کے بعد قول اول کو اکثریت کا قول قرار دیتے ہوئے لکھا۔

ولما کان القول الاول قول الاکثر اختاره المصنف	چونکہ اول قول اکثریت کا ہے لہٰذا مصنف نے اسے ہی اختیار کیا۔

(کشف الاسرار، ۱: ۱۵۵)

۲۔ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی (۷۱۰) اپنے مشہور متن المنار میں متشابہ کی مثال یوں دیتے ہیں۔

کالمقطعات فی اوائل السور (المنار مع نور، ۹۴)	مثلاً سورتوں کی ابتداء میں مقطعات۔

۳۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے شیخ محمد علاؤ الدین حنفی کہتے ہیں۔

مثل الم فنؤمن بها ولا نؤول خلافاً لاکثر المتاخرین (افاضة الانوار، ۹۶)	جیسے الم ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں مگر اس کی تاویل نہیں کرتے بخلاف اکثر متاخرین۔

۴۔ مولانا محب اللہ بہاری لکھتے ہیں

المتشابه کالحروف فی اوائل السور والید	سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات اور لفظ ید وغیرہ۔

(مسلم الثبوت مع فواتح، ۲، ۲۸)

۵۔ امام نظام الدین شاشی کے الفاظ ہیں۔

مثال المتشابه الحروف	متشابہ کی مثال سورتوں کی ابتداء میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المقطعات من اوائل السور — حروف مقطعات ہیں۔

(اصول الشاشی، ۲۵)

۶۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۱۲۵) نے اسی قول کو مختار نہیں بلکہ حق قرار دیتے ہوئے لکھا۔

والحق عندی انها من المتشابهات وهی اسرار بين الله تعالیٰ وبين رسول ﷺ لم يقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول ﷺ	میرے نزدیک حق یہی ہے کہ مقطعات متشابہات میں سے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں جن سے مقصود عام مخلوق کا افہام نہیں بلکہ افہام رسول ﷺ مقصود ہے۔
(المظهری، ۱ : ۲۰)	

۷۔ صاحب مرقاۃ الوصول نے بھی متشابہ کی پہلی قسم بیان کرتے ہوئے لکھا۔

وهو متشابه اللفظ ان لم يفهم منه شئ كمقطعات اوائل السور	یہ لفظاً متشابہ ہے جس سے کوئی شی سمجھ نہیں آتی مثلاً مقطعات۔

۸۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے متشابہ کی وضاحت کرتے ہوئے اصولیین کے حوالہ سے لکھا۔

مثلوا له بالحروف المقطعة فی اوائل السور كما مثلوا له بآيات الصفات	انہوں نے متشابہ کی مثال سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات دی ہے جیسا کہ آیات صفات بھی مثال بنائی ہے۔
(الوجيز فی اصول الفقه، ۳۵۳)	

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۹۔ کچھ اہل علم تو صرف ان اوائل سور اور اقسام کو ہی قرآنی متشابہات قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ قرآن میں متشابہات موجود ہی نہیں، شیخ ابو محمد علی بن حزم اندلسی (۴۵۶) کی یہی رائے و تحقیق ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔

فلم نجد فی القرآن شیاء غیر ما ذکرنا حاشا الحروف المقطعة التی فی اوائل السور وحاشا الاقسام التی فی اوائل السور ایضا فعلمنا یقینا ان هذین النوعین هما المتشابه الذی نهینا عن اتباعه

ہم قرآن میں سورتوں کی ابتداء میں آنے والے حروف مقطعات اور اقسام کے علاوہ کسی متشابہ کو نہیں پاتے۔ ان دو انواع کو ہی متشابہ تسلیم کرتے ہیں اور انہی کی تاویل سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔

(الاحکام، جز ۴ : ۱۲۳)

جب اہل علم خصوصاً احناف کے ہاں مختار یہی ہے تو پھر مولانا عثمانی احناف کا ہی موقف لیں گے نہ کہ دوسرا، البتہ اگر انہوں نے کسی جگہ تصریح کردی ہو کہ میں انہیں متشابہات سے نہیں مانتا تو پھر الگ بات ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلائل کا تجزیہ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترم مفتی محمد خان قادری صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے متشابہات کا علم ثابت کرنے کیلئے اپنی تحریری بحث کی چار قسطوں میں جو دلائل دیئے تھے بفضلہ تعالیٰ ہم نے دو قسطوں میں ان کے جوابات دینے کے ساتھ ان کے دعویٰ پر کچھ اعتراضات اور معارضات بھی پیش کئے اور ان سے وضاحت طلب کی تھی کہ پہلے یہ تو واضح کریں کہ آپ حضرات حضور نبی کریم ﷺ کیلئے جو متشابہات کا علم مانتے ہیں وہ علم آپ ﷺ کو بذریعہ وحی حاصل ہوا تھا یا کہ آپ نے اجتہاد کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا تا کہ اس وضاحت کے بعد آگے بحث آسان ہو جائے، ہماری بحث کے کچھ حصہ کا خلاصہ محترم قادری صاحب اپنی پانچویں قسط کے آغاز میں یوں پیش کرتے ہیں کہ محترم مولانا قارن صاحب کے جواب کا تجزیہ بندہ نے چار اقساط میں کیا اس پر ان کی طرف سے جواباً جو کچھ لکھا گیا اس نشست میں ہم اس پر گفتگو کرنا چاہ رہے ہیں، ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے……

۱۔ متقدمین احناف حضور ﷺ کیلئے متشابہات کا علم نہیں مانتے۔

۲۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے قول گرامی لکل کتاب سِرٌّ کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی متشابہات سے آگاہ نہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ ممکن ہے کہ مولانا شبیر احمد عثمانی حروف مقطعات کو متشابہات ہی سے نہ مانتے ہوں۔

۴۔ علماء دیوبند سے ذھول ہو گیا ہے۔

۵۔ علماء احناف کے متفقہ نظریہ پر کوئی حوالہ نہیں آیا۔

۶۔ یہ واضح نہیں کیا کہ آپ ﷺ کو متشابہات کا علم بذرعہ وحی ہے یا بذریعہ اجتہاد۔

آیئے ہماری گزارشات ملاحظہ کیجئے۔(ماہنامہ سوئے حجاز ص ۴۸ ماہ ستمبر ۲۰۰۴ء)

اس کے بعد محترم مفتی قادری صاحب نے ہماری اس بات کہ متقدمین احناف حضور ﷺ کیلئے متشابہات کا علم نہیں مانتے پر تبصرہ کرتے ہوئے پانچویں قسط میں اقوال صحابہؓ کا عنوان قائم کر کے لکھا کہ ہمارا دعوٰی یہ ہے کہ جمہور احناف ہی نہیں بلکہ تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں اور کوئی حنفی عالم اس کا منکر نہیں، نہ متقدم اور نہ متاخر۔ (ص ۴۸)

یہی دعوٰی محترم مفتی قادری صاحب پہلے بھی کر چکے ہیں جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ احناف **وما یعلم تاویلہ الا اللہ** پر وقف کو لازم مانتے ہیں جس کا یہ معنی ہے کہ متشابہات کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا، متقدمین میں سے کسی نے کوئی استثناء نہیں کی ہے البتہ بعد میں شمس الائمہ امام سرخسی اور فخر الاسلام امام بزدوی نے حضور علیہ السلام کی استثناء کی اور بعد والے بہت سے حضرات نے ان ہی کی پیروی کرتے ہوئے ایسا نظریہ اختیار کر لیا اور اس کیلئے ہم نے شارح امیر بادشاہ حنفی کی کتاب تیسیر التحریر ج ۱ ص ۱۶۳، علامہ ابن عابدین حنفیؒ کی کتاب نسمات الاسحار علی شرح افاضۃ الانوار ص ۶۸ اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملا نظام الدین الکیرانوی الحنفیؒ کی نظامی علی الحسامی ص ۱۰ کے حوالے دیئے تھے اور مزید لکھا تھا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ متشابہ کی مراد کو نہیں پایا جا سکتا اور اس میں رسول ﷺ اور باقی لوگ برابر ہیں۔ (حاشیہ تفسیری مظہری ج ا ص ۱۴)

ان دلائل کے باوجود محترم مفتی قادری صاحب کا پھر یہ دعویٰ کہ تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں اور یہ دعویٰ کہ کوئی حنفی عالم اس کا منکر نہیں تو یہ کوے کو سفید ماننے کے دعویٰ سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔

اقوال صحابہؓ اور ان کا مفہوم

ہم نے اس سے پہلی تحریر میں لکھا تھا کہ حروف مقطعات کے متعلق سلف نے تین قسم کے کلمات استعمال فرمائے ہیں، اول یہ کہ حروف سِرّ اللّٰہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا راز ہیں۔ دوم یہ کہ یہ حروف کتاب یعنی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا راز ہیں اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا راز ہیں ان جملوں کا مفہوم تو ایک ہی ہے یعنی یہ حروف اللہ تعالیٰ کا راز ہیں جس پر اس نے کسی کو آگاہی نہیں فرمائی جبکہ تیسرے جملہ سِرّ بین اللّٰہ ورسولہ کا مفہوم پہلے جملوں سے مختلف ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد ہے فی کل کتاب سِرّ و سِرّ اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن اوائل السور۔ ہر کتاب میں راز ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا مخفی راز قرآن کریم میں سورتوں کے اوائل یعنی حروف مقطعات ہیں، جب حضرت صدیق اکبرؓ کے الفاظ یہ ہیں تو ان کے مفہوم کو سِرّ بین اللّٰہ ورسولہ کہ اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالٰی اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں کے مفہوم میں نہیں لیا جا سکتا، اس لیے کہ دونوں کے مفہوم میں فرق ہے۔

ہماری اس بحث پر محترم قادری صاحب اقوال صحابہؓ اور ان کا مفہوم کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ارشاد ہے فی کل کتاب سر وسر اللہ فی القرآن اوائل السور۔ (معالم التنزیل ج ا ص ۴۴) کہ ہر کتاب میں راز کی بات ہوتی ہے اور اللہ تعالٰی کا راز قرآن میں اوائل سور (مقطعات) ہیں اور پھر حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے بھی اس بارہ میں اس قسم کے ارشادات نقل کیے اور پھر امام بیضاویؒ سے اس کا مفہوم نقل کیا اور پھر امام بیضاویؒ کی عبارت کی تشریح امام شیخ زادہ حنفیؒ سے نقل کی اور یہ ظاہر کیا کہ شیخ زادہ حنفیؒ نے امام بیضاویؒ کی تائید کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام شیخ زادہ حنفیؒ نے امام بیضاویؒ کے انداز تاویل پر گرفت کی ہے، امام بیضاویؒ تو شافعی المسلک ہیں اور متشابہات کے بارہ میں احناف اور شوافع کا بنیادی اختلاف ہے، حضرات صحابہ کرامؓ کے جو اقوال امام بیضاویؒ نے نقل کیے ہیں جن کا حوالہ محترم قادری صاحب نے بھی دیا ہے یہ اقوال چونکہ شوافع حضرات کے نظریہ کے خلاف تھے اس لیے امام بیضاویؒ نے ان کی تاویل کر کے اپنے ہم مسلک لوگوں کو اعتراض سے بچانا چاہا اور کہا کہ شاید ان حضرات کی مراد یہ ہو مگر امام شیخ زادہ حنفیؒ امام بیضاویؒ کے اس انداز پر یوں گرفت کرتے ہیں اول المصنف ماروی عن الخلفاء وغیرھم وصرفہ عن ظاھرہ حیث قال ولعلھم ارادوا۔ (شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی ص ۰۷ مطبوعہ استنبول) کہ مصنف نے خلفاءؓ اور دیگر حضرات سے جو روایت کی گئی ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی تاویل کی ہے اور اس کو اپنے ظاہر سے پھیر دیا اور کہا ولعلھم ارادوا۔
کس قدر واضح الفاظ سے امام شیخ زادہ حنفیؒ نے امام بیضاویؒ پر گرفت کی ہے مگر محترم قادری صاحب نے اس کو درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا کسی مصلحت کی خاطر اس کو چھپانا ہی مناسب سمجھا، واللہ اعلم۔

امام شیخ زادہ حنفیؒ نے فرمایا کہ امام بیضاویؒ خلفاء راشدینؓ کے اقوال کی تاویل کر رہے ہیں اور تاویل بھی ان کے ظاہری مفہوم سے پھیر کر کر رہے ہیں، امام شیخ زادہ حنفیؒ کی عبارت واضح کر رہی ہے کہ خلفاءؓ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے جو اقوال امام بیضاویؒ نے نقل کئے ہیں ان کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ ان حروف کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور امام بیضاویؒ ان اقوال کے ظاہری مفہوم سے پھیر کر ان کی تاویل کر رہے ہیں۔ اور پھر محترم مفتی قادری صاحب نے شیخ زادہؒ کی جو عبارت پیش کی ہے، اس میں انہوں نے اپنا نظریہ نہیں بلکہ شارح کی حیثیت سے امام بیضاویؒ کی عبارت کی تشریح کی ہے۔

محترم قادری صاحب پر تعجب ہے کہ امام شیخ زادہ حنفیؒ کی جو بات اس بارہ میں نقل کرنے کے قابل تھی اس کو نقل کرنا بھی پسند نہیں کیا، اس میں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے یا انہوں نے جان بوجھ کر مطلب برآری کیلئے ایسا انداز اختیار کیا ہے یہ اللہ جانتا ہے یا وہ خود جانتے ہیں۔

غلط فہمی

محترم مفتی قادری صاحب نے اس سے پہلی قسطوں میں بھی اور اس

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچویں قسط میں بھی لکھا قال السجاوندی المروی عن الصدر الاول۔امام سجاوندیؒ فرماتے ہیں کہ صدر اول سے منقول ہے (سوئے حجاز ص ۵۲ ماہ ستمبر ۲۰۰۴ء) اور پھر آگے ایک مقام پر لکھتے ہیں جب یہ ثابت ہے کہ صدر اول سے خلفاء راشدینؓ اور تمام اہلسنّت کا موقف یہی ہے (رسالہ مذکورہ ۵۸) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محترم قادری صاحب صدر اول سے زمانہ مراد لے رہے ہیں، جب اس سے پہلی کسی قسط میں محترم قادری صاحب نے یہی حوالہ نقل کیا تو ہم نے بھی صدر اول کے الفاظ پر غور کئے بغیر لکھا کہ جب احناف کا مختار نظریہ، یہ ہے تو اس کے خلاف نظریہ کو صدر اول سے کیسے قرار دیا جا سکتا ہے(ماہنامہ نصرت العلوم اپریل ۲۰۰۴ء) یعنی ہم نے بھی غور کئے بغیر صدر اول سے زمانہ اول ہی سمجھ لیا مگر بعد میں ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صدر اول سے زمانہ اول مراد نہیں بلکہ صدر اول سے صدر الشریعة الاول مراد ہیں، اس لیے کہ صدر الشریعة، دو ہیں، ایک اکبر اور اول کہلاتے ہیں اور دوسرے اصغر اور ثانی کہلاتے ہیں۔ امام سجاوندیؒ نے صدر الشریعة الاول کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایسا صدر اول سے منقول ہے۔

یقیناً اس بارہ میں غور کرنے کے بعد محترم قادری صاحب بھی اس بارہ میں ہماری تائید کریں گے، جب صدر اول سے زمامہ اول مراد نہیں تو امام سجاوندیؒ کے حوالہ کو صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال کی تفسیر نہیں بنایا جا سکتا کہ ان صحابہ وغیرھم کے اقوال کا مطلب یہ ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں اور ان اقوال کا یہی مفہوم امام بیضاویؒ نے بیان کیا ہے بلکہ ان اقوال کا مفہوم جیسا کہ امام شیخ زادہ حنفیؒ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اقوال ظاہری مفہوم کے لحاظ سے اس مفہوم کے مخالف ہیں جو مفہوم امام بیضاوی ؒ تاویل کر کے بیان کر رہے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی ؒ

ہم نے لکھا تھا کہ قاضی صاحب ؒ نے اپنا نظریہ تو یہی بتایا ہے کہ مقطعات کا مفہوم حضور نبی کریم ﷺ جانتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے مگر احناف کا مختار مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی متشابہات کا علم نہیں رکھتے اور اس کیلئے ہم نے حاشیہ تفسیر مظہری ج ا ص ۱۴ کا حوالہ دیا تھا۔

محترم قادری صاحب نے قاضی صاحب ؒ کی ایک عبارت پیش کی جس میں انہوں نے اپنے نظریہ کے مخالف قول کا رد کیا ہے اور پھر محترم قادری صاحب لکھتے ہیں ، نوٹ، انہوں نے جب مخالف قول کا رد کر دیا اور کہا کہ یہ قابل اعتنا نہیں تو پھر حاشیہ میں اسے اکثریت کا قول قرار دینا کیا معنے رکھتا ہے اس پر غور ضروری ہے۔ (رسالہ مذکورہ ص ۵۳)

ہم محترم قادری صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ اس بارہ میں پریشان ہونے یا تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ، بات وہی ہے جو ہم نے پہلے کہہ دی ہے کہ قاضی پانی پتی ؒ صاحب کے ہاں اپنی تحقیق کے مطابق اکثر احناف کا مختار مذہب یہی ہے کہ متشابہات کا علم نہ ہونے میں حضور علیہ السلام اور باقی لوگ برابر ہیں مگر ان کا اپنا نظریہ اس سے مختلف ہے اور اپنے نظریہ کے مخالف قول کا رد ان کا تحقیقی حق بنتا ہے اور دیانتداری کا حق ادا کرتے ہوئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے احناف کا مختار مذہب بھی الگ بیان کر دیا اس لیے پریشان ہونے یا گہرے غور میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ آلوسیؒ

مفتی قادری صاحب نے علامہ آلوسیؒ کی ایک عبارت نقل کی ہے مگر اس کا محترم قادری صاحب کو کوئی فائدہ نہیں اس لیے کہ آلوسیؒ نے تو شوافع حضرات کی طرح حضور علیہ السلام کے علاوہ اوروں کیلئے بھی اس کا علم مانا ہے جیسا کہ ان کی عبارت کا ترجمہ خود مفتی قادری صاحب نے لکھتے ہوئے لکھا۔ تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد ماسوائے اولیاء کاملین کے کوئی نہیں جان سکتا۔ (رسالہ مذکورہ ص ۵۴) حالانکہ اب تک کی بحث میں مفتی قادری صاحب کا جو نظریہ سامنے آیا وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو متشابہات کا علم ہے، اگر محترم قادری صاحب حضور علیہ السلام کے ساتھ اوروں کو بھی متشابہات کے جاننے میں شریک مانتے ہیں تو پھر کم از کم پہلے اپنا دعویٰ کی وضاحت تو فرما دیں۔

ملا جیونؒ ...... مولانا عبدالحلیم لکھنویؒ اور سید امیر علیؒ

محترم قادری صاحب نے ان حضرات کی عبارتیں نقل کی ہیں کہ متشابہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں تو اس بارہ میں ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ متاخرین احناف نے امام سرخسیؒ اور امام بزدویؒ کی پیروی کرتے ہوئے ایسا نظریہ اختیار کیا ہے، اس سے متقدمین احناف یا ان کے مطابق مختار نظریہ اختیار کرنے والوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

محترم قادری صاحب نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے کہ حروف مقطعات عاشق و معشوق اور محبّ و محبوب کے درمیان مخفی اسرار ہیں مگر اس سے بھی مفتی صاحب کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اس لیے کہ اس سے چند سطریں پہلے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ایسے حروف مقطعات جو قرآنی سورتوں کے اول میں واقع ہوئے ہیں سب متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل پر علمائے راسخین کے سوا اور کسی کو اطلاع نہیں دی گئی۔ (مکتوب نمبر ۲۷۶) یہ نظریہ تو شوافع حضرات کا ہے جس کی تردید احناف فقہاء نے کی ہے، جب اس نظریہ کی تردید فقہاء احناف نے کی ہے تو مفتی صاحب اس کو اپنے حق میں کیسے دلیل بنا سکتے ہیں؟؟؟

بعض علماء دیوبند کے حوالے سے

ہم نے لکھا تھا کہ اصول الشاشی، نورالانوار اور حسامی، کا ترجمہ کرنے والے حضرات سے ذھول ہو گیا ہے اس لیے وہ بعض عبارات کا مفہوم احسن انداز میں بیان نہیں کر سکے، اس سے ہماری مراد وہ دو تین شخصیات ہی تھیں جنہوں نے اصول الشاشی وغیرہ کے تراجم کیئے ہیں مگر مفتی قادری صاحب ہماری اس کلام کی یوں تعبیر کرتے ہیں کہ علماء دیوبند سے بھی ذھول ہو گیا ہے حالانکہ یہ تعبیر بالکل درست نہیں، اس لیے ہم نے علی الاطلاق نہیں بلکہ دو تین شخصیات کے بارہ میں ایسا کہا ہے۔ متشابہ کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کو مقطعات کا علم ہے تو ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتا ہے بلکہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ مقطعات حضور علیہ السلام کے حق میں متشابہات میں سے نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کے علاوہ باقی لوگوں کے حق میں متشابہات ہوں جیسا کہ ایک عبارت میں ہے جاز ان یکون النبی ﷺ مخصوصاً بالتعلیم بدون اذن البیان لغیرہ فیبقی غیر معلوم لغیرہ۔ (حاشیہ نورالانوار ص ۹۳) ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو خصوصی طور پر اس کی تعلیم دی گئی ہو اور کسی اور پر اس کو ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہو تو یہ آپ ﷺ کے علاوہ اوروں کیلئے غیر معلوم ہی باقی رہے گا۔

اسی طرح بعض اور عبارتیں بھی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقطعات ان حضرات کے نزدیک حضور علیہ السلام کے حق میں متشابہات میں سے نہیں ہیں تو اسی نظریہ کو اختیار کرتے ہوئے اگر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ترجمہ قرآن کریم کے حاشیہ میں اور مولانا فخر الحسن صاحبؒ نے التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی میں اور بعض دیگر حضرات نے لکھ دیا ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں تو یہ ان کی تحقیق ہے اور اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ ان حضرات کے نزدیک یہ مقطعات حضور علیہ السلام کے حق میں متشابہات میں سے نہیں ہیں ورنہ تو متشابہ کی تعریف ہی باقی نہیں رہتی۔

ابن قتیبہؒ ...... محترم قادری صاحب نے امام ابن قتیبہؒ کی عبارت پیش کی ہے جس میں ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضور علیہ السلام کو بھی متشابہات کا علم نہیں تھا تو پھر قرآن پر اعتراضات کا دروازہ کھل جائے گا (رسالہ مذکورہ ص ۵۸) اس قسم کے اعتراض کا جواب ہم پہلے دے چکے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے لیے مقطعات کا علم مان بھی لیں تو اعتراضات کا دروازہ تو تب بھی کھل جاتا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کئی قسم کے اعتراضات ہو سکتے ہیں۔

یہ اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم تو حضور علیہ السلام اور قیامت تک آنے والے لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور ہدایت اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس کا مفہوم واضح ہو، اگر حضور علیہ السلام کیلئے مفہوم واضح اور دوسروں کیلئے غیر واضح ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم کا ایک حصہ حضور علیہ السلام کی ذات کے ساتھ مختص ہے حالانکہ ایسا نظریہ تو کسی کا نہیں ہے۔

پھر یہ اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم میں ہے **یعلمکم الکتاب** اللہ تعالیٰ کا نبی تمہیں الکتاب یعنی پوری کتاب کی تعلیم دیتا ہے، اگر حروف مقطعات کا علم آپ کا تھا اور اس کے باوجود آپ نے امت کو تعلیم نہیں دی تو یہ فرمان خداوندی نعوذ باللہ صادق نہیں رہتا۔

اور یہ اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذمہ داری لگائی لتبین للناس مانزل الیھم کہ جو لوگوں کی طرف اتارا گیا آپ اسکی وضاحت لوگوں کے سامنے کریں اور لوگوں کی طرف سارا قرآن اتارا گیا ہے، اگر متشابہات کا علم آپ ﷺ کو تھا تو اس کی وضاحت بھی آپ کے ذمہ تھی مگر آپ ﷺ نے تو امت کو اس کو کوئی تعلیم نہیں دی، اس قسم کے اور بھی اعتراضات ہو سکتے ہیں اس لیے مفتی قادری صاحب کو اعتراضات کا دروازہ کھلنے کا بہانہ بنا کر متقدمین احناف کے نظریہ سے اعراض نہیں کرنا چاہیے۔

جن لوگوں کا نظریہ، یہ ہے کہ متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، ان کے ہاں تو مسئلہ بالکل صاف ہے کہ قرآن کریم کی جن آیات کی تلاوت اور مفہوم دونوں کے لحاظ سے وضاحت آپ ﷺ کے ذمہ لگائی گئی، آپ ﷺ نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے مطابق اپنی ذمہ داری باحسن طریق نبھائی اور جن آیات یا کلمات کی صرف تلاوت کے لحاظ سے ذمہ داری لگائی گئی اور مفہوم کا علم نہ آپ کو دیا گیا اور نہ آپ امت کو مفہوم پہنچانے کے ذمہ دار تھے تو آپ ﷺ نے اس ذمہ داری کو بھی مکمل طور پر ادا کیا، اس لیے حضور علیہ السلام کی شان اور نبوت کی ذمہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے متقدمین احناف کا نظریہ ہی راجح ہے۔

احناف کا اعلان تسلیم

جناب مفتی قادری صاحب یہی عنوان قائم کر کے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے محکمات اور متشابہات کا حضور ﷺ پر واضح کرنا ضروری اور لازم ہے (ص ٦١) مگر ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ خود حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ اکثر احناف کا مختار مذہب یہ ہے کہ متشابہات کو نہ جاننے میں حضور علیہ السلام اور باقی لوگ برابر ہیں۔

خطاب بے فائدہ

مفتی قادری صاحب یہی عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جائے کہ آپ متشابہات قرآنی کا علم نہیں رکھتے تو خطاب کا بے فائدہ ہونا لازم آئے گا (٦٢)

محترم قادری صاحب سے گزارش ہے کہ قرآن کریم کے مخاطب قیامت تک آنے والے لوگ ہیں اور یہ ان کیلئے ہدایت ہے تو اگر آپ والے اعتراض کو تسلیم کر لیا جائے تو یہی اعتراض عام لوگوں کے حق میں بھی ہوسکتا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جب وہ قرآن کریم کے مخاطب ہیں تو ان کو متشابہات کا علم کیوں نہیں دیا گیا، اس سے تو خطاب بے فائدہ ہونا لازم آتا ہے، اس کا حل اس جواب کی روشنی میں حاصل کر لینا چاہیے جو منسوخ الحکم آیات پر اعتراض وارد ہوا اور حضرات فقہاء کرامؒ نے اس کا جواب دیا، اعتراض یہ ہوا کہ جب آیات کا حکم منسوخ ہے تو پھر اس کی تلاوت کو کیوں باقی رکھا گیا یہ تو بے فائدہ ہے، اس کا جواب دیا گیا جیسا کہ امام سرخسیؒ نے بھی جواب دیا ہے کہ قرآنی آیات کی تلاوت کے ساتھ دو حکم مقصودی ہوتے ہیں، ایک یہ کہ اس کو پڑھ کر نماز کا جواز ہوتا ہے یعنی نماز میں ان کے پڑھنے سے نماز صحیح ہوتی ہے اور دوسرا حکم یہ ہوتا ہے کہ یہ نظم معجز ہے یعنی اس جیسا مخلوق میں سے کوئی نہیں لا سکتا اور حکم منسوخ ہو جانے کے بعد بھی یہ دونوں مقصودی حکم باقی رہتے ہیں، پھر آگے امام سرخسیؒ نے منسوخ الحکم آیات کی تلاوت باقی رکھنے کی مثال ہی متشابہات سے دی اور فرمایا

الاترى ان المتشابه فی القران انما يثبت هذا ان الحكمان فقط۔

(اصول السرخسی ج ۲ ص ۸۰) کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن کریم میں جو متشابہ ہیں وہ صرف ان ہی دو حکموں کو ثابت کرتے ہیں۔ جب متشابہ سے اور منسوخ الحکم آیات کی تلاوت باقی رکھنے سے مقصود جواز صلوٰۃ اور اعجاز نظم ثابت کرنا ہے تو متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سونپ دینے کی صورت میں بھی یہ دونوں مقصود حاصل ہو جاتے ہیں اس لیے متقدمین احنافؒ کا نظریہ ہی بہتر ہے تا کہ اعتراضات کے دروازے نہ کھلیں، جب متشابہ کے نزول کا مقصد جو امام سرخسیؒ نے بیان کیا ہے وہ متقدمین احنافؒ کے نظریہ کے مطابق بھی حاصل ہو جاتا ہے تو محترم قادری صاحب کو خطاب بے فائدہ کا کرم خوردہ سہارا لے کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متقدمین احناف ؒ کے خلاف امام قنیہ ؒ کی عبارت کو دلیل میں پیش کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔(بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے مفتی قادری صاحب کی پانچویں قسط کا جواب مکمل کر دیا ہے، آگے جب وہ کچھ اور لکھیں گے تو اس پر بحث کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں)

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب کا تجزیہ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہماری ان سات اقسام میں سے پانچویں قسط کے جواب میں محترم قارن صاحب نے (قسط ۳) جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ احناف جب الا اللہ پر وقف مانتے ہیں تو اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں متشابہات کا علم نہیں رکھتے کیونکہ آیت کا معنی ہے اللہ کے سوا نہیں کوئی نہیں جانتا۔

۲۔ امام سجاد وندی کے الفاظ المروی عن الصدر الاول سے زمانہ اول نہیں بلکہ صدر الشریعہ اول مراد ہے۔

۳۔ ہم نے دو چار علماء دیوبند کی بات کی تھی نہ کہ تمام کی۔

۴۔ صاحب روح المعانی علامہ محمود آلوسی شافعی ہیں لہٰذا ان کا حوالہ کارآمد نہیں۔

۵۔ شیخ زادہ حنفی نے امام بیضاوی کی گرفت کی ہے نہ کہ تائید اور انہوں نے بطور شارح گفتگو کی ہے نہ کہ مستقل۔

۶۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی "لکل کتاب سر" کا مفہوم یہی ہے کہ متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے رسول اللہ ﷺ انہیں نہیں جانتے۔

۷۔ ابھی تک یہ واضح نہیں ہوا کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم بذریعہ وحی رکھتے ہیں یا بذریعہ اجتہاد۔

۸۔ حضرت مجدد صاحب نے شوافع کا نقطہ نظر لکھا ہے نہ کہ احناف کا لہٰذا ان کا حوالہ مفید مقصود نہیں۔

۹۔ اگر متشابہات کا علم حضور ﷺ کے لیے مان بھی لیں تو قرآن پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراضات کا دروازہ پھر بھی کھلا ہے۔

۱۰۔ ہوسکتا ہے ان علماء دیوبند کے ہاں مقطعات، متشابہات میں سے نہ ہوں۔

ہماری گزارشات

۱۔ سوال نمبر ۷ کا جواب قسط نمبر ۲ اور نمبر ۷ میں تفصیل کے ساتھ آگیا ہے کہ آپ ﷺ متشابہات کا علم بذریعہ وحی رکھتے ہیں نہ کہ بذریعہ اجتہاد۔

سوال نمبر ۶ کے جواب میں ہم نے قسط نمبر ۵ میں بارہ حوالہ جات بشمول علماء دیوبند سے ثابت کیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد گرامی کا معنی یہی ہے۔ متشابہات و مقطعات، اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں۔مزید حوالہ جات ملاحظہ کر لیجے۔

۱۳۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تائید

حضرت شاہ عبدالعزیز حنفی محدث دہلوی

الم کے تحت ''مقطعات کا بیان'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

قول اول یہ ہے کہ یہ حروف اسرار محبت ہیں کہ دیگر سے پوشیدہ کر کے اپنے پیغمبر حبیب ﷺ کو نشان دیدیا لکھتے ہیں۔

التخاطب بالحروف المفردہ	حروف مفرودہ کے ساتھ دوستوں کی
سنة الاحباب فان سر الحبیب	آپس میں گفتگو کا طریقہ رائج ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مع الحبيب يجب ان لايطلع	کیونکہ لازم ہے کہ حبیب کے ساتھ
علیہ الرقیب	حبیب کے راز سے رقیب آگاہ نہ ہو۔

اور اس قول کی تائید ان اقوال سے ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے۔

لكل كتاب سروسر القران	ہر کتاب میں راز ہیں اور قرآن کے
اوائل السور	راز اوائل سُور ہیں۔

اسی طرح حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔

لكل كتاب صفوة وصفوة هذا	ہر کتاب کے کچھ منتخبات ہوتے
الكتاب حروف التهجى	ہیں، قرآن کے منتخبات حروف تہجی
(تفسیر عزیزی اردو جلد ا، ۱۵۴)	(مقطعات) ہیں۔

غور کیجئے حضرت شاہ صاحب نے کس قدر واضح انداز میں فرمایا ہے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کے اقوال کا معنی یہی ہے یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں۔

۱۴۔ مفسر قرآن مولانا سید امیر علی ملیح آبادی (۱۳۳۷) مقطعات کی بحث میں لکھتے ہیں۔

پس مختار یہی ہے کہ اس قسم متشابہات کی تاویل سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان خاص حکمت اور اسرار ہیں جن کو ہمارے عقول نہیں پہنچ سکتے۔ (مواہب الرحمٰن، ۱: ۴۶۱)

۱۵۔ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی نے ان اقوال صحابہؓ کے تحت جو کچھ لکھا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ بھی ہماری ہی تائید کر رہا ہے کہ مقطعات کا معنی عام انسانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے متعدد معانی ذکر کرتے ہوئے ان کے الفاظ ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے لکل کتاب سر یعنی ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی راز کی بات ہوتی ہے یعنی ہر کتاب کی ہر چیز واضح نہیں ہوتی بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی چیز پوشیدہ ہوتی ہے۔ جو عام انسانوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں وسر القران اوائل السور یعنی قرآن پاک کے اسرار اس کی ابتداء میں حروف مقطعات ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ لکل کتاب صفوۃ یعنی ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی چھانٹی ہوئی یا منتخب بات ہوتی ہے اور قرآن کریم میں ایسی بات حروف تہجی الم وغیرہ ہیں جنہیں ہر آدمی کا سمجھنا ضروری نہیں۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن، ۱۔۳۶)

دونوں اقوال کی تشریح میں ان کے الفاظ "جو عام انسان کو سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے" جنہیں ہر آدمی کا سمجھنا ضروری نہیں" نہایت ہی قابل توجہ اور اہم ہیں یعنی ہر آدمی انہیں نہیں سمجھ سکتا لیکن رسول اللہ ﷺ عام نہیں خاص بلکہ خاص الخاص سے بھی بڑھ کر ہیں لہٰذا وہ جانتے ہیں۔

۱۶۔ قسط نمبر ۷ میں مولانا اشرف علی تھانوی کے الفاظ آئے تھے وہ بھی اس طرح کے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع نہیں دی گئی شاید رسول اللہ ﷺ کو بتلا دیا گیا ہو۔ (بیان القرآن، ۱۔۲)

اس قدر حوالہ جات کے باوجود اگر کسی کا ذہن ماننے کے لیے تیار نہیں تو ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں؟

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ امام بیضاوی اور شیخ زادہ حنفی

ہم نے اس موقف پر شیخ زادہ حنفی کا حوالہ بھی دیا تھا کہ وہ بھی متشابہات و مقطعات کو اللہ و رسول کے درمیان راز مانتے ہوئے خلفاء راشدین کے اقوال کی یہی توجیہ کرتے ہیں۔ اس پر محترم قارن صاحب فرماتے ہیں کہ مفتی قادری صاحب نے ان کی پوری بات نقل کی نہیں اگر نقل کرتے تو واضح ہو جاتا وہ بیضاوی کی ایسی توجیہہ پر گرفت کر رہے ہیں نہ کہ تائید، آیئے ان کے الفاظ میں ہم پر گرفت ملاحظہ کریں اس کے بعد کچھ گزارشات کرتے ہیں۔

”پھر امام بیضاوی کی عبارت کی تشریح امام شیخ زادہ حنفی سے نقل کی اور یہ ظاہر کیا کہ شیخ زادہ حنفی نے امام بیضاوی کی تائید کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام شیخ زادہ حنفی نے امام بیضاوی کے انداز تاویل پر گرفت کی ہے۔ امام بیضاوی تو شافعی المسلک ہیں اور متشابہات کے بارے میں احناف اور شوافع کا بنیادی اختلاف ہے حضرات صحابہ کرامؓ کے جو اقوال امام بیضاوی نے نقل کیے ہیں جن کا حوالہ محترم قادری صاحب نے بھی دیا ہے یہ اقوال چونکہ شوافع حضرات کے نظریہ کے خلاف تھے اس لیے امام بیضاویؒ نے ان کی تاویل کر کے اپنے ہم مسلک لوگوں کو اعتراض سے بچانا چاہا اور کہا کہ شاید ان حضرات کی مراد یہ ہو مگر امام شیخ زادہ حنفیؒ امام بیضاوی کے اس انداز پر یوں گرفت کرتے ہیں

”اول المصنف ماروی عن الخلفاء وغیرھم وصرفه عن ظاھرہ حیث قال ولعلھم ارادوا۔“ (شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی ص ۵۷ مطبوعہ استنبول)

کہ مصنف نے خلفاءؓ اور دیگر حضرات سے جو روایت کی گئی ہے اس کی تاویل کی ہے اور اس کو اپنے ظاہر سے پھیر دیا اور کہا ”ولعلھم ارادوا۔ کس قدر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واضح الفاظ سے امام شیخ زادہ حنفی نے امام بیضاوی پر گرفت کی ہے مگر محترم قادری صاحب نے اس کو درخور اعتناہی نہیں سمجھا یا کسی مصلحت کی خاطر اس کو چھپانا ہی مناسب سمجھا۔ واللہ اعلم۔

امام شیخ زادہ حنفیؒ نے فرمایا کہ امام بیضاویؒ خلفاء راشدینؓ کے اقوال کی تاویل کر رہے ہیں اور تاویل بھی ان کے ظاہری مفہوم سے پھیر کر کر رہے ہیں امام شیخ زادہ حنفیؒ کی عبارت واضح کر رہی ہے کہ خلفاءؓ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے جو اقوال امام بیضاوی نے نقل کیے ہیں ان کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ ان حروف کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور امام بیضاویؒ ان اقوال کے ظاہری مفہوم سے پھیر کر ان کی تاویل کر رہے ہیں اور پھر محترم قادری صاحب نے شیخ زادہؒ کی عبادت پیش کی ہے اس میں انہوں نے اپنا نظریہ نہیں بلکہ شارح کی حیثیت سے امام بیضاوی کی عبارت کی تشریح کی ہے۔

محترم قادری صاحب پر تعجب ہے کہ امام شیخ زادہ حنفیؒ کی جو بات اس بارہ میں نقل کرنے کے قابل تھی اس کو نقل کرنا بھی پسند نہیں کیا اس میں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے یا انہوں نے جان بوجھ کر مطلب برآری کیلئے ایسا انداز اختیار کیا ہے۔ یہ اللہ جانتا ہے یا وہ خود جانتے ہیں۔ (نصرۃ العلوم ص ۳۸،۳۹)

اس اقتباس میں انہوں نے یہ باتیں کہی ہیں۔

۱۔ ہم نے کچھ عبارت کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ شیخ زادہ حنفی نے امام بیضاوی کے انداز تاویل کو قبول نہیں کیا۔

۳۔ بلکہ ان پر گرفت کی ہے۔

۴۔ ان کی گفتگو یہاں بطور شارح ہے نہ کہ مستقل۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ ہمیں شیخ زادہ کی گفتگو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے یا مطلب برآری کے لیے جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

مکمل عبارت

پہلے ہم یہاں امام بیضاوی اور شیخ زادہ حنفی دونوں کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں تا کہ نہایت ہی واضح انداز میں اشکار ہو جائے کہ ڈنڈی کون مار رہا ہے۔ امام بیضاوی (۶۸۵) نے حروف مقطعات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ان کے بارے میں ایک قول یہ ہے۔

قیل انه سراستأثر اللّٰه بعلمه وقدروی عن الخلفاء الاربعة وعن غيرهم من الصحابة مايقرب منه ولعلهم ارادوا انها اسرار بين اللّٰه تعالیٰ ورسوله ورموزلم يقصد بها افهام غيره اذ يبعد الخطاب بما لا يفيد

کہ یہ ایسا راز ہیں جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہے خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ سے بھی اس کی مثل منقول ہے۔ ممکن ہے ان کی مراد یہ ہو کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز و رموز ہیں جن سے آپ ﷺ کے علاوہ کسی کا افہام مقصود نہیں (اس تاویل کی وجہ یہ ہے) کہ خطاب کا غیر مفید ہونا بعید ہے۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کی شرح میں شیخ زادہ حنفی (۹۵۱) نے یہ لکھا۔

قوله (قيل ! انه سرا ستأثر اللّٰه تعالیٰ بعلمه) ذلک. واستبدبه قولهم: استأثر فلان بالشیء أی

امام بیضاوی کے الفاظ ہیں وقیل انه سرا استأثر الله تعالیٰ بعلمه "اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے لیے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استبدبه والاسم الاثرة بالتحریک. قوله (وقد روی عن الخلفاء الأربعة وعن غیرهم من الصحابة مایقرب منه) روی عن أبی بکر الصدیق رضی الله عنه انه قال: فی کل کتاب سروسر الله تعالیٰ فی القرآن أوائل السور. وعن عثمان و ابن مسعود رضی الله عنهما انهما قالا الحروف المقطعة من المکتوم الذی لایفسر. وعن علی رضی الله عنه : فی کل کتاب صفوة وصفوة هذا الکتاب حروف الهجاء. وما کان اکثر اهل العلم علی ان الراسخین فی العلم یعلمون

مخصوص فرمایا۔ جب کسی شی کو اپنے لیے کوئی مخصوص کر لے تو کہا جاتا ہے۔ استأثر فلان بالشیٔ۔ اس سے مصدر اثرۃ آتا ہے۔ ان کا قول ''وقدروی عن الخلفاء الاربعة وعن غیرهم من الصحابة مایقرب منه'' سے یہ اقوال مراد ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر کتاب میں راز ہوتے ہیں۔ اللہ کے راز قرآن میں اوائل سُور ہیں۔ حضرت عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے حروف مقطعات ایسے مخفی امور ہیں جن کی تفسیر نہیں کی جا سکتی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ہر کتاب میں انتخاب ہوتا ہے۔ اس

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المتشابه. ومنهم العلماء الشافعية! فانهم ممن ذهب الى تاويل المتشابهات ولا يقف على قوله تعالىٰ وما يعلم تأويله الا الله)

کتاب کے انتخاب حروف مقطعات ہیں۔ جب اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ راسخین فی العلم متشابہات کو جانتے ہیں، علماء شوافع بھی انہی میں سے ہیں کیونکہ یہ بھی تاویل متشابہات کرتے ہیں اور یہ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" پر وقف نہیں کرتے۔

اور استدلال ان کا یہ ہے۔

قائلين انه لو لم يكن انه لو لم يكن للراسخين في العلم حظ من علم المتشابه الا أن يقولوا (امنابه كل من عند ربنا) لم يكن فضل على الجهال لانهم جميعاً يقولون ذلك. وقال فخر الاسلام لا شئ من المتشابهات الا والرسول ﷺ يعلمه بتعليم الله تعالىٰ اياه ذلك. ومعنى قول الصحابة استأثر الله تعالىٰ بعلمه" المتشابهات أى استقل واستفردبه أنه لا

اگر راسخین کا علم متشابہات میں کوئی حصہ نہ ہو اور وہ بھی صرف اتنا ہی کہیں "امنابه كل من عند ربنا" تو انہیں جہال پر فضیلت نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور امام فخر الاسلام (حنفی) نے فرمایا متشابہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے رسول اللہ ﷺ یقیناً جانتے ہیں اور کوئی متشابہ اس سے مستثنیٰ نہیں قول صحابہ "اللہ تعالیٰ نے متشابہات کا علم اپنے لیے مخصوص فرمایا ہے" کا معنی یہ ہے وہ اس میں یکتا ہے اور کوئی اسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يعلمها أحد بنفسه الا الله لا انه
لايعلمها احد من البشر اصلاً
لجواز أن يعلمها البعض ممن
اصطفاه الله تعالىٰ من خلقه
يتعليمه والهامه اياه كما في
الغيب فانه تعالىٰ قد خص
بعلمه مع ان الانبياء يعلمونه
بالهامه تعالىٰ وان لم يعلموه
بأنفسهم اول المصنف ماروى
عن الخلفاء غيرهم وصرفه عن
ظاهره حيث قال "ولعلهم
أرادوا" الخ ثم بين السبب
الذى حمل الذاهبين الى تأويل
المتشابهات على ذلک فقال
"اذيبعد الخطاب بما لايفيد"
فينبغي أن يكون معنى قولهم
انها سر استأثر الله تعالىٰ بعلمه
انها رموز لم يقصد بها افهام
غير الرسول ﷺ لا أنها لا
يعلهما احد سوى الله تعالىٰ

اللہ تعالیٰ کے سوا از خود نہیں جان
سکتا ان کے قول کا یہ معنی ہرگز نہیں
کہ کوئی انسان بالکل جان ہی نہیں
سکتا کیونکہ یہ امکان ہے اللہ تعالیٰ
کی تعلیم اور وحی و الہام سے اس کی
مخلوق میں سے بعض منتخب بندے
انہیں جان سکتے ہیں جیسا کہ علم غیب
کا معاملہ ہے کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ
نے اپنے ساتھ مخصوص فرما رکھا ہے
باوجودیکہ حضرات انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء کرام اس کے الہام وعطا
سے جانتے ہیں اگر چہ ذاتی طور پر
وہ نہیں جان سکتے (اس لیے)
بیضاوی نے خلفاء اور دیگر صحابہ کے
قول کے ظاہری معنی میں تاویل
کرتے ہوئے کہا ممکن ہے ان کی
مراد یہ ہو الخ پھر انہوں نے اس
سبب کی نشاندہی کی ہے جو
متشابہات کی تاویل پر انہیں متوجہ اور
مجبور کر رہا ہے کہ خطاب غیر مفید

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فان الخطاب بمثله بعيد فلا وجه لحمله کلا مهم علی معنی مستلزم لذلک الخطاب البعید

(شیخ زادہ، ۱=۱۴۲)

بعید ہوتا ہے لہٰذا صحابہ کے قول ''یہ ایسے راز ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں'' کا مفہوم یہی ہوا کہ یہ ایسے راز ہیں جن سے مقصود غیر رسول کا افہام نہیں، اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جان سکتا کیونکہ ایسا خطاب بعید از قیاس ہوتا ہے لہٰذا صحابہ کے قول کو ایسے معنیٰ پر محمول کرنے کی کوئی وجہ و دلیل نہیں جو خطاب بعید کو مستلزم ہو۔

اس عبارت میں ان چند چیزوں پر توجہ کرنا نہایت ہی لازمی ہے دیکھیے۔

۱۔ شیخ زادہ حنفی پہلے اکثر اہل علم خصوصاً شوافع کا موقف (وقف الا اللہ پر نہیں) دلیل کے ساتھ لائے۔

۲۔ اس کے بعد احناف کا موقف امام فخر الاسلام حنفی سے نہایت ہی کھلے الفاظ میں نقل کیا متشابہات میں سے کوئی ایسا متشابہ نہیں جس کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم و وحی سے حضور علیہ السلام کو حاصل نہ ہو یعنی آپ علیہ السلام تمام متشابہات سے آگاہ ہیں۔

۳۔ چونکہ صحابہ کا قول بظاہر احناف کے خلاف تھا اس سے یہی معلوم ہو رہا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا کہ حضور علیہ بھی نہیں جانتے شوافع کہہ سکتے تھے تمہارا موقف صحابہ کے مخالف ہے۔ لہٰذا شیخ زادہ حنفی نے خود اس قول کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا اس کا معنیٰ یہی ہے۔

انه لا یعلمها احد بنفسه الا الله — کہ از خود انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا

پھر لکھا۔

لا انه لایعلمها احد من البشر اصلاً لجواز ان یعلمها البعض ممن اصطفاه الله تعالیٰ من خلقه بتعلیمه و الهامه ایاه. — اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ انہیں کوئی انسان جان ہی نہیں سکتا کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی تعلیم والہام سے بعض منتخب بندے ان کو جان سکتے ہو۔

۴۔ اس کے بعد اس پر قرآن مجید سے مسئلہ غیب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا وہاں بھی حقیقت یہی ہے۔ کہ غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے مخصوص فرمایا ہے یعنی اسے از خود کوئی نہیں جان سکتا البتہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیاء و اولیاء جان سکتے ہیں ان کے الفاظ ہیں۔

کما فی الغیب فانه تعالیٰ قد خص بعلمه مع ان الانبیاء والاولیاء یعلمونه بالهامه تعالیٰ وان لم یعلموه بانفسهم — جیسا کہ غیب ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے لیے مخصوص فرمایا باوجویکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے الہام سے اسے جان لیتے ہیں اگر چہ از خود نہیں جان سکتے۔

۵۔ پھر انہوں نے بیضاوی کی اسی مجبوری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول المصنف ماروی عن الخلفاء وغیرھم وصرفه عن ظاهره حیث قال ولعلهم ارادوا. الخ	مصنف نے خلفاء اور دیگر صحابہ کے قول کو ظاہر سے پھیر دیا اور اس کی تاویل کی۔

یعنی ان کے قول کا صحیح معنی سامنے لے آئے جیسا کہ ہم نے (شیخ زادہ) نے کہا تھا یہ تو تائید ہے نہ کہ گرفت۔

۶۔ اس کے بعد بیضاوی کی عبارت لاتے ہیں جس میں انہوں نے تاویل متشابہات کا سبب بیان کیا تھا کہ خطاب کا غیر مفید ہونا لازم آتا ہے جو بعید از عقل ہے اس کی تشریح بھی شیخ نے سابقہ گفتگو کی روشنی میں کی۔ کہ اس کا یہ معنی ہوسکتا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا یہی پہلے خود تحریر کیا ہے۔

یہ بھی امام بیضاوی کی تائید ہے نہ کہ گرفت ورنہ وہ کہہ دیتے کہ اس کا معنی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یوں مخصوص ہیں کہ اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جان سکتا۔

فلا وجه لحمله كلا مهم على معنى مستلزم لذلک الخطاب البعید	صحابہ کے اقوال کو ایسے معنی پر محمول کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں جو خطاب بعید کو مستلزم ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فوائد عبارت

۱۔ بتایئے کیا خود پہلے شیخ زادہ حنفی نے صحابہ کے قول کی ظاہر سے تاویل نہیں کی؟

۲۔ کیا انہوں نے آیات غیب کو سامنے لاتے ہوئے احناف کے اس موقف کو واضح نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم و وحی سے رسول اللہ ﷺ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متشابہات اور غیب سے آگاہ ہوسکتے ہیں۔

۳۔ اگر بیضاوی پر گرفت ہے تو شیخ زادہ نے جو کچھ کہا وہ تمام سراپا خطا و غلط اور جھوٹ قرار نہیں پائے گا؟

۴۔ بلکہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہی تاویل تم کرو تو درست و صحیح اور اگر کوئی شافعی (بیضاوی) کرے تو اس پر گرفت کی جائے یہ تو سراسر تضاد و زیادتی ہوگی۔ اس قدر بے عقلی و بے وقوفی تو ہم جیسے لوگ بھی نہیں کرتے چہ جائیکہ شیخ زادہ حنفی جیسا عالم اور مفسر قرآن؟

۵۔ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے علاوہ اسے کسی معنی پر محمول کیا ہی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ اس کے علاوہ معنی خطاب بعید کو مستلزم ہے اور وہ باطل ہے۔ اور یہی معنی شیخ زادہ حنفی خود بھی کر چکے ہیں۔

۶۔ اس تمام گفتگو سے شیخ زادہ احناف کے اس موقف کو اشکار کرنا چاہ رہے ہیں کہ وقف الا اللہ پر ہی ہے البتہ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ کا معنی یہ ہے کہ وحی کے بغیر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وحی و الہام سے رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں۔

اگر یہ فوائد درست ہیں تو تائید ہوگی نہ کہ گرفت باقی، گرفت قرار دینے کی صورت میں خود شیخ زادہ گرفتار ہو جائیں گے ایسی صورت سے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

محترم قارن صاحب اب اپنے ان الفاظ پر ضرور کیجئے۔

"مگر محترم قادری صاحب نے اس کو درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا یا کسی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصلحت کی خاطر اس کو چھپانا ہی مناسب سمجھا واللہ اعلم۔"

(نصرۃ العلوم ص ۳۸)

پھر آگے لکھا۔

محترم قادری صاحب پر تعجب ہے کہ امام شیخ زادہ حنفی کی جو بات اس بارہ میں نقل کرنے کے قابل تھی اس کو نقل کرنا بھی پسند نہیں کیا یہ اللہ جانتا ہے یا وہ خود جانتے ہیں۔ (ص ۳۹)

اب تو تمام عبارت سامنے آ چکی کوئی گوشہ مخفی ہے تو بتایئے؟ لیکن الحمدللہ ہمارا موقف واضح و اشکار ہوا نہ کہ آپ کا۔ اس کے بعد بھی آپ اسے گرفت ہی قرار دیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی سخت گرفت سے محفوظ رکھے۔

ضمیر حضور کی طرف

تو شیخ زادہ حنفی نے ہرگز امام بیضاوی پر تنقید و گرفت نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنے موقف کو اس سے ثابت کر لیا البتہ امام شہاب الدین خفا جی (۱۰۶۹) نے کہا کہ امام بیضاوی شوافع کا موقف ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے ایک نہایت ہی اہم بات لکھ دی ہے جو قابل توجہ ہے۔ فرماتے ہیں انوار التنزیل کے بعض نسخوں میں عبارت یوں ہے استأثرہ اللہ بعلمہ۔ اوپر دیکھ لیجئے یہی الفاظ ہیں، پھر لکھتے ہیں۔

الضمیر للرسول ﷺ اکرمہ اللہ بعلمہ دون غیرہ وھذا القول ارتضاہ کثیر من السلف	یہ ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے علم سے نواز رکھا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والمحققين	نہ کہ دوسروں کو، اس قول کو کثیر
(عناية القاضي، ١=٦٧٢.)	اسلاف اور محققین نے اختیار کیا ہے۔

ظاہر کی تاویل

آپ نے ظاہر کی تاویل سے قارئین کو خوف میں مبتلا کر دیا حالانکہ یہاں مجبوری ہو وہاں ظاہر کی تاویل لازم ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات اگر تاویل نہ کی جائے اور ظاہری الفاظ کو ہی اپنا لیا جائے تو کفر لازم آ سکتا ہے۔

امام فخر الدین رازی (٦٠٦) لکھتے ہیں۔

قال اهل التحقيق قوله تعالى (ولما يأتهم تاويله) يدل على من كان غير عارف بالتاويلات وقع فى الكفر و البدعة لان ظواهر النصوص. قد يوجد فيها ماتكون متعارضة فاذا لم يعرف الانسان وجه التاويل فوقع فى قلبه ان هذا الكتاب ليس بحق اما اذا عرف وجه التاويل طبق التنزيل على التاويل فيصير ذلک نورا على نور يهدى الله لنوره من يشاء (مفاتیح الغیب، جز ١٧، ٢٥٦)	اہل تحقیق نے ارشاد الٰہی "ولما یأتهم تاويله" کے تحت لکھا کہ یہ ارشاد مبارک واضح کر رہا ہے جو شخص تاویلات کا علم نہیں رکھتا وہ کفر و بدعت میں گر جائے گا اس لیے کہ نصوص بعض اوقات آپس میں متخالف ہوتے ہیں تو اگر آدمی ان کی تاویل سے آگاہ نہ ہوگا تو اس کے دل میں جائے گا یہ کتاب حق نہیں لیکن جب وجہ تاویل جانتا ہوگا تو ان نصوص میں موافقت ہو جائے گی تو اس طرح معاملہ نور علی نور ہو جائے گا اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے نور کی جسے چاہے

تو یہاں اگر تاویل نہ کی جائے تو قرآنی خطاب کا بے فائدہ ہونا لازم آتا ہے لہٰذا اقوال صحابہ کی ظاہر سے تاویل لازمی تھی جو ان دونوں بزرگوں نے کی۔

بحیثیت شارح گفتگو نہیں بلکہ مستقل

آپ نے یہ بھی لکھا ہے شیخ زادہ حنفی نے یہاں بطور شارح گفتگو کی ہے، آپ کے الفاظ ہیں۔

اس میں انہوں نے اپنا نظریہ نہیں بلکہ شارح کی حیثیت سے امام بیضاوی کی عبارت کی تشریح کی ہے۔ (نصرۃ العلوم،۳۹)

پیچھے چونکہ تمام عبارت سامنے لائی جا چکی ہے لہٰذا اس سلسلہ میں دو باتیں عرض کیے دیتے ہیں۔

۱۔ کیا اس عبارت سے ہمارے موقف کی تائید نہیں ہو رہی؟ اقوال صحابہ کا معنی یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں اور یہی مطلوب تھا۔ خواہ انہوں نے بطور شارح لکھا یا مستقل۔

۲۔ اگر امام بیضاوی کی یہ تاویل ان کے ہاں درست نہ تھی تو کیا محض اس کی تشریح کر کے گزر جانا ان کے شایان شان ہے انہوں نے تنقید کیوں نہ کی؟

۳۔ بلکہ ان کی تائید کرتے ہوئے کہا اور معنی و تاویل ہو ہی نہیں سکتی۔

۴۔ پھر ان کی عبارت قال فخر الاسلام سے لے کر وان لم یعلموہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بانفسھم '' تک کس کی شرح ہے؟ کیا یہ اپنے نظریہ (موقف احناف) کا مستقل بیان وتذکرہ نہیں۔

۵۔ کیا یہ سابقہ مستقل عبارت اس پر قرینہ نہیں کہ شیخ زادہ حضور ﷺ کے معاملہ میں بیضاوی کے ساتھ ہیں۔

امام خفاجی کا رد

چونکہ ساری تفصیل سامنے آچکی ہے تو اب ایک اور حقیقت کو بھی یہاں اشکار کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ امام بیضاوی کے ان الفاظ پر توجہ کیجئے صحابہ کے اقوال کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولعلم ارادوا انھا اسرار بین اللہ ورسولہ ورموزلم یقصد بھا افھام غیرہ اذیبعد الخطاب بما لایفید

(انوار التنزیل، تحت الم)

ان کی مراد یہ ہے کہ مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایسے راز ورموز ہیں جن سے غیر رسول کا افہام مقصود ہی نہیں کیونکہ خطاب غیر مفید ہے۔

یہاں ان کے الفاظ

لم یقصد بھا افھام غیرہ

ان سے غیر رسول کا افہام مقصود ہی نہیں۔

کس قدر کھلے الفاظ میں امام قاضی بیضاوی نے کہا کہ ان سے صرف رسول اللہ ﷺ کا افہام ہی مقصود ہے۔ اور کسی کا نہیں یعنی انہیں فقط حضور ﷺ جانتے ہیں دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ انہوں نے یہاں ہرگز یہ نہیں کہا کہ راسخین فی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العلم بھی انہیں جانتے ہیں بلکہ اس کی تردید کرتے ہوئے کہا فقط رسول اللہ ﷺ ہی جانتے ہیں۔

بنظر انصاف بتائیے یہ کس کا موقف ہے شوافع کا یا احناف کا؟ یہ احناف کا ہی موقف ہے۔ چونکہ شیخ زادہ حنفی اس حقیقت کو پاگئے تھے لہٰذا انہوں نے گرفت کے بجائے اسے اپنی تائید کے طور پر لیا۔ امام احمد خفاجی کا ذہن اس طرف متوجہ نہ ہو سکا تو انہیں شوافع کی تائید بنا دیا، اس وجہ سے اہل علم نے علامہ خفاجی پر ان الفاظ میں گرفت کی۔

رحم الله العلامة تكلم على مافي ذهنه من الخلاف ولم ينظر الى كلام القاضي مصرح بقصر العلم على النبى ﷺ ومصرح انه لم يقصد منها افهام غيره فاى اساس لهذا بمذهب المسوغين اللراسخين بل هو قطعاً بيان المذهب الاول كما لا يخفى

اللہ تعالیٰ علامہ خفاجی پر رحم فرمائے ان کے ذہن میں جو اختلاف تھا اس کے مطابق انہوں نے گفتگو کر دی وہ قاضی کی اس تصریح کی طرف متوجہ نہ ہو پائے کہ ان کا علم صرف رسول اللہ ﷺ کو ہی ہے اور اس تصریح کی طرف کہ ان سے غیر رسول کا افہام مقصود ہی نہیں اس میں راسخین کے لیے علم متشابہات ماننے والوں کی تائید کہاں ہے؟ بلکہ یہ تو قطعاً مذہب اول کا بیان ہے۔

مستقل ہونے پر ایک تائید

امام شیخ زادہ حنفی کی گفتگو کے بارے میں پیچھے آیا کہ ان کی عبارت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''قال فخر الاسلام سے لے کر وان لم یعلموہ بانفسھم'' تک شرح نہیں بلکہ مستقل ہے اور اس میں انہوں نے احناف کا ہی موقف ذکر کیا ہے، اس پر یوں بھی تائید موجود ہے کہ احناف نے ان کی اسی عبارت کو متعدد مقامات پر من وعن نقل کر کے اپنا موقف اشکار کیا ہے مثلاً شیخ ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی نے حاشیہ مدارک التنزیل میں موقف احناف پر یہی عبارت نقل کر دی ہے۔

امام عبداللہ بن احمد (۷۱۰) نے مقطعات کے بارے میں ایک موقف یوں بیان کیا۔

انھا من المتشابھات الذی لایعلم تاویلہ الا اللہ.	یہ متشابہات ہیں ان کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس کے تحت شیخ حقانی لکھتے ہیں۔

قال فخر الاسلام لا شئ من المتشابھات الا والرسول ﷺ یعلمہ بتعلیم اللہ تعالی ایاہ ذلک ومن قول الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین استاثر اللہ تعالیٰ بعلمہ المتشابھات انہ لایعلمھا احد بنفسہ الا اللہ لا انہ لایعلمھا احد من البشر اصلاً لجواز ان یعلمھا البعض ممن اصطفاہ اللہ	امام فخر الاسلام حنفی نے فرمایا ہر متشابہ کو حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جانتے ہیں اور اس سے کوئی متشابہ خارج نہیں قول صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ''اللہ تعالیٰ نے متشابہات کا علم اپنے لیے مخصوص فرمایا ہے'' کا معنی یہ ہے کہ انہیں از خود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے قول کا یہ معنی ہرگز نہیں کوئی انہیں جان ہی نہیں سکتا کیونکہ ممکن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ من خلقه بتعلیمه والهام ایاه کما فی الغیب فانه تعالیٰ قد خص بعلمه مع ان الانبیاء والاولیاء یعلمونه بالهامه تعالیٰ وان لم یعلموه بانفسهم.

(الاکلیل،ا=۲۸)

ہے اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور وحی و الہام سے اس کے بعض منتخب بندے انہیں جان لیں جیسا کہ غیب کا معاملہ ہے کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ مخصوص فرما رکھا ہے۔ باوجویکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اس کے الہام وعطا سے جانتے ہیں اگرچہ ذاتی طور پر وہ اسے نہیں جان سکتے۔

یہ بعینہ عبارت شیخ زادہ حنفی کی ہے اگر یہ عبارت بطور شارح ہی تھی اور ان کا یہ نظریہ مستقل نہ تھا تو کم از کم احناف تو ان کا رد کرتے نہ کہ اس کے ذریعے اپنے موقف کو اشکار کرتے۔

نوٹ: اس سے شیخ حقانی کا یہ موقف بھی سامنے آ رہا ہے کہ وہ ساری امت کی طرح اقوال صحابہ، لکل کتاب سر و سر القرآن اوائل السور " کا مفہوم یہی مانتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں۔

۳۔ الا اللہ پر وقف اور احناف

محترم قارن صاحب لکھتے ہیں کہ جب احناف نے وقف "الا اللہ" پر مان لیا ہے تو پھر ماننا پڑے گا متشابہات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لہٰذا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول اللہ ﷺ بھی انہیں نہیں جانتے۔

یہاں تک الا اللہ پر وقف کا معاملہ ہے ہم نے پہلی قسط میں ہی واضح کر دیا تھا کہ احناف کا ہی نہیں بلکہ اکثریت کا یہی موقف ہے، امام فخر الدین رازی شافعی (۶۰۶) کی یہ تحقیق نقل کر دی تھی۔

وھو المختار عندنا — ہمارے نزدیک بھی یہی مختار ہے

لیکن یہ موقف رکھنے والوں میں سے کسی نے بھی اس وقف کو حضور ﷺ کے عدم علم پر دلیل نہیں بنایا اگر کسی نے بنایا ہے تو سامنے لائیں۔ بلکہ جب بھی ''والراسخون فی العلم'' پر وقف کرنے والوں نے کہا کہ (احناف) تمہارے موقف پر تو لازم آ رہا ہے کہ متشابہات کا علم حضور ﷺ کو بھی نہ ہو حالانکہ

ان الرسول ﷺ یعلم المتشابه عند کم — تم آپ ﷺ کے لیے ان کا علم مانتے ہو

تو جواباً احناف نے یہی کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے ہم بھی دیگر دلائل کی بنا پر تمہارے ساتھ ہیں البتہ راسخین کے بارے میں ہم نہیں مانتے اس پر ہر طبقہ سے متعدد حوالہ جات سابقہ اقساط میں آ چکے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تمام احناف کا جواب

تمام احناف کی کتب شاہد ہیں جب ان پر یہ اعتراض ہوا تو انہوں نے باقاعدہ اس کا یہی جواب دیا چند تصریحات یہاں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰) نے جو گفتگو کی ہم اسے یہاں نقل کیے دیتے ہیں۔

سوال۔ اگر وقف اسم جلالت پر ہے جیسا کہ سلف نے کہا تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هو يقتضي ان لايعلمه الرسول كغيره من العباد	اس کا تقاضا یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی دوسروں کی طرح متشابہ کا علم نہ ہو

اور اگر وقف "الراسخون فی العلم" پر ہے تو لازم آئے گا۔

لا يكون الرسول مخصوصاً بعلمه	ان متشابہات کا علم آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہ رہے۔

جواب۔ ہم وقف الا اللہ پر ہی مانتے ہیں لیکن آیت کا مفہوم یہ ہے۔

وما يعلم احد تاويله بدون تعليم الله	اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے بغیر ان کا معنی وتاویل کوئی نہیں جان سکتا۔

دوسری آیت مبارکہ سے تائید

پھر اس پر ایک اور آیت مبارکہ سے تائید لائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله	فرما دو نہیں جانتا آسمانوں وزمین کا غیب مگر اللہ

(سورۃ النحل، ۶۵)

اس کا مفہوم یہ ہے۔

لا يعلم بدون تعليم الله الا الله	غیب اللہ کی تعلیم کے بغیر، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تو یہاں الا بمعنی غیر ہے جب صورت حال یہ ہوئی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاز ان یکون الرسول مخصوصاً بالتعلیم بدون اذن بالبیان لغیرہ فیبقیٰ غیر معلوم فی حق غیرہ	تو رسول اللہ ﷺ کا تعلیم کے لیے مخصوص ہونا ممکن ہے مگر دوسروں کے لیے بیان کی اجازت نہ ہو تو اس کے حق میں یہ غیر معلوم ہے۔

یہاں تو حصر ہے

اس پر دوسرا اعتراض اٹھایا کہ آیت میں حصر تھا کہ متشابہات کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اذا صار الرسول ﷺ عالماً بالمتشابہات النازلۃ قبل نزول ھذہ الایۃ بالتعلیم لایستقیم الحصر	اگر رسول اللہ ﷺ کو تعلیم الٰہی سے اس آیت کے نزول سے پہلے ان کا علم حاصل ہو گیا تھا تو پھر آیت میں حصر کہاں رہا۔

پھر مناسب یہی تھا کہ اسمِ جلالت کے ساتھ لفظِ رسول کا بھی یوں اضافہ ہوتا۔

وما یعلم تاویلہ الا اللہ ورسولہ	ان کی تاویل و رسول ہی جانتے ہیں

جواب اول

اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یجوز ان یکون التعلیم حاصلاً بعد نزول ھذہ الایۃ فلا یکون الرسول عالماً بالمتشابہات قبل نزولہ	ممکن ہے اس آیت کے نزول کے بعد تعلیم حاصل ہوئی تو اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ متشابہ کا علم نہ رکھتے ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لہٰذا آیت مبارکہ میں حصر درست و قائم ہے۔

جواب ثانی

آیت غیب کی طرح ہی اس آیت کی تاویل ہو گی جس طرح وہاں غیر کے لیے تعلیم غیب کے باوجود حصر باقی رہتا ہے اس طرح زیر بحث آیت میں بھی غیر کو تعلیم کے باوجود حصر باقی ہی رہے گا، ان کے الفاظ ہیں۔

ان الایة دلت علی حصر العلم علی اللہ عزوجل وعلا وعلمہ اللہ بالتاویل الذی ذکر الاتری ان تلک الایة توجب حصر علم الغیب علی اللہ تعالی ثم لایمتنع ان یعلمہ غیر اللہ بتعلیمہ کما قال تعالی عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (کشف الاسرار۔ ۹۱،۹۲)

آیت مبارکہ نشاندہی کر رہی ہے کہ اللہ عزوجل ہی ان کا علم رکھتا ہے اور جسے وہ ان کی تاویل سے آگاہ فرما دے کیا تم جانتے نہیں آیت غیب میں غیب کا حصر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے پھر اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ اللہ کا غیر، اس کی تعلیم سے اسے حاصل کر لے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدً الا من ارتضی من رسول۔

۲۔ انہی کے حوالہ سے یہ تمام گفتگو امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) نے بھی نقل کی ہے۔ (التقریر شرح التحریر، ۱،۲۱۴)

۳۔ محشی المنار شیخ یحییٰ رہاوی نے اس سوال کے جواب میں لکھا وقف الا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ پر ہی ہے لیکن۔

معناه انه لا یعلمه احد الا الله بنفسه لا انه لا یعلمه احد اصلاً لجواز ان یعلمه بالهام الحق (حاشیۃ المنار، ۳۶۸)	اس کا مفہوم یہ ہے کہ از خود اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یہ معنی نہیں کہ اسے کوئی جان ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ کے الہام کے ذریعہ اسے جانا جا سکتا ہے۔

۴۔ یہی معنی انہی الفاظ میں شیخ زادہ حنفی نے بھی کیا، پیچھے ان کی عبارت میں یہ الفاظ ملاحظہ کریں۔

انه لا یعلمها احد بنفسه الا الله لا انه لا یعلمها احد من البشر اصلاً لجواز ان یعلمها البعض بتعلیمه (شیخ زادہ، ۱=۱۴۲)	اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں از خود کوئی نہیں جانتا یہ نہیں کہ کوئی انسان انہیں جان ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بعض جان سکتے ہیں۔

۵۔ مولانا عبدالحلیم لکھنوی (۱۲۸۷) نے نہایت ہی واضح لکھا، وقف الا اللہ پر ہی ضروری ہے اب اعتراض وارد ہوگا۔

یلزم علی هذا ان لایکون الرسول علیه السلام عالماً بالمتشابهات	اس سے لازم آ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات کے عالم نہ ہوں۔

حالانکہ آپ ﷺ ان کے عالم ہیں، اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔

إن المعنی (وما یعلم تاویله) بدون الوحی (الا الله) فالنبی	(وما یعلم تاویله) کا مفہوم یہ ہے کہ وحی کے بغیر انہیں اللہ تعالیٰ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وسلم کان عالماً بتاویله بالوحی لاغیرہ	ہی جانتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی جانتے ہیں البتہ ان کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ کا مختار

جن دو ائمہ امام فخر الاسلام اور امام شمس الائمہ کا حوالہ امت دے رہی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔ وہ بھی ''الا اللہ'' پر ہی وقت مانتے ہیں نہ کہ راسخون فی العلم پر، امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰ھ) لکھتے ہیں متشابہ کے بارے میں ہم یہ عقیدہ رکھیں گے اس سے جو مراد ہے وہی حق ہے۔

وهو مذهب عامة الصحابة والتابعين وعامة المتقدمين اهل السنة من اصحابنا واصحاب الشافعي وهو مختار القاضي الامام ابوزيد وفخر الاسلام وشمس الائمة وجماعة من المتأخرين رحمهم الله فعلى هذا وجب الوقف على قوله تعالىٰ وما يعلم تاويله الا الله	یہی اکثر صحابہ، تابعین، اکثر اہلسنت متقدمین احناف اور شوافع کا موقف ہے اور یہی قاضی امام ابو زید، فخر الاسلام، شمس الائمہ اور جماعت متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مختار ہے اس مذہب کے مطابق فرمان الٰہی ''وما یعلم تاویله الا الله'' میں الا اللہ پر ہی وقف لازم ہے۔

(غایۃ التحقیق شرح حسامی، ۲۷)

شرح اصول بزدوی میں لکھتے ہیں، الا اللہ پر وقف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كما هو مختار السلف والشيخين سلف اور امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ کا بھی مختار ہے۔ (کشف الاسرار،۳:۳۹۰)

احناف تو بار بار کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مختار الا اللہ پر ہی وقف ہے مگر ہم رسول اللہ ﷺ کے علمِ متشابہات کا انکار نہیں کرتے ورنہ قرآنی تخاطب کا بطلان لازم آئے گا جو کسی صورت قبول نہیں۔

احناف کی اس گفتگو سے نہایت ہی آشکار ہو جاتا ہے کہ ان کی طرف سے ''الا اللہ'' پر وقف کو حضور ﷺ کے متشابہات و مقطعات کے عدمِ علم کی دلیل بنانا سراسر زیادتی ہے اور یہ ان کا ہرگز موقف نہیں۔

اکابرین دیوبند کے حوالہ جات

اسی موقف (الا اللہ پر وقف) کو لازم وتسلیم کرتے ہوئے تمام اکابرین دیوبند نے تصریح کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تاویل متشابہات سے آگاہ ہیں اور انہوں نے مذکور اہل علم کی طرح وارد شدہ اعتراضات کا جواب بھی لکھا چند تصریحات ملاحظہ فرمالیجئے جو فقط اسی معاملہ سے متعلق ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالحفیظ دیوبندی ''متشابہات حضور ﷺ پر آشکار ہیں'' پر گفتگو کرتے ہوئے یہی اعتراض اٹھا کر جواب دیتے ہیں۔

اعتراض۔ جب مراد صرف اللہ کو معلوم ہے تو سوال یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کی مراد معلوم تھی یا نہیں لفظ اللہ پر وقف کے وجوب کا مطلب بہرحال یہی ہے کہ اس کی مراد صرف اللہ کو معلوم ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کو اس کی مراد معلوم نہیں حالانکہ یہ سابقہ بیان کے خلاف ہے جبکہ سابق میں گزر چکا ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متشابہات کی مراد جناب رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھی ورنہ تخاطب سے کوئی فائدہ ہی نہ ہوگا۔

جواب۔ باری تعالیٰ کا فرمان "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" کے معنی ہیں۔

وما یعلم تاویلہ بدون الوحی الا اللہ یعنی متشابہات کی مراد وحی کے بغیر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور حضور کو وحی کے ذریعے ان کی مراد معلوم تھی اس تاویل کے بعد اللہ کا استثناء بھی درست ہوگا۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کا مراد سے واقف ہونا بھی ثابت ہوجائے گا۔

(اشرف الانوار،۲=۱۴۸)

۲۔ مولانا جمیل احمد سکروڈوی (استاذ الحدیث دیوبند) نے بھی یہی گفتگو کی ہے۔

اعتراض۔ لیکن یہ اعتراض واقع ہوگا کہ متشابہات رسول اللہ ﷺ کو بھی معلوم نہ ہو اس لیے کہ الا اللہ پر وقف واجب ہونے کی صورت میں متشابہات کی مراد کا معلوم ہونا اللہ کے ساتھ خاص ہوگا اور یہ اس کا تقاضا کرتا ہے کہ متشابہات کی مراد اللہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو رسول اللہ ﷺ کو اور نہ راسخین فی العلم کو حالانکہ یہ سابقہ بیان کے خلاف ہے کیونکہ سابق میں گزر چکا ہے کہ متشابہات کی مراد رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھی ورنہ تخاطب کا فائدہ باطل ہوجائے گا۔

جواب۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے قول "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" کے معنی ہیں۔وما یعلم تاویلہ بدون الوحی الا اللہ۔یعنی متشابہ کو بغیر وحی کے سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

اور رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ متشابہ کی مراد معلوم تھی پس اس صورت کے اندر آیت میں اللہ کا استثناء بھی درست ہوگا اور رسول اکرم ﷺ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا متشابہ کی مراد سے واقف ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

(قوت الاخیار،۲=۵۰)

۳۔ انہوں نے شرح حسامی میں اس معاملہ پر یوں لکھا، اس کا جواب یہ ہے۔

کہ وقف الا اللہ پر ہے اور نزول۔ آیت سے پہلے متشابہات کا علم صرف اللہ کو تھا لیکن نزول آیت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کی تعلیم دیدی گئی اور آپ بھی متشابہات کی مراد سے واقف ہوئے اور جب ایسا ہے تو الا اللہ پر وقف کرنے کے باوجود یہ کہنا درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات کی مراد سے واقف تھے۔ (شرح حسامی)

۴۔ مولانا سید فخر الحسن (صدر المدرسین دیوبند) نے امام رازی کا ایک اعتراض نقل کیا۔

اگر اللہ پر وقف کر دیا جائے اور الراسخون فی العلم کا اللہ پر عطف نہ کیا جائے جب بھی متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آپ زیادہ سے زیادہ کہیں گے کہ متشابہات کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر منحصر کر لیا ہے۔

اس کا ہمارے احناف کے پاس جواب یہ ہے۔

کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم بالا صالت دوم بالتبع اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر علم بالا صالت کو منحصر کیا ہے علم بالتبع کو نہیں لہذا ہو سکتا ہے۔ کہ بندوں کو بالتبع متشابہات کا علم ہو جیسے کہ ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے علم غیب کو اپنے اوپر منحصر کیا ہے تو کیا کسی دوسرے کو علم نہیں ہاں دوسروں کو بھی علم غیب ہے مگر بالتبع اور اللہ تعالیٰ کو بالذات ہے لہذا اللہ پر وقف کر کے بھی متشابہات کا غیر معلوم المراد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ (التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی=۱۷۹)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متشابہ کی تعریف و تفصیل

اس طرح علماء احناف نے جب متشابہ کی تعریف و تفصیل بیان کی تو وہاں بھی واضح طور پر لکھ دیا کہ متشابہات نہ جاننا امت کا معاملہ ہے حبیب خدا ﷺ ان سے آگاہ ہیں ورنہ خطاب کا مہمل ہونا لازم آ جائے گا جو سراسر باطل ہے پیچھے قسط اول میں تفصیلی حوالہ جات ملاحظہ کیجئے کچھ نہ کچھ یہاں بھی ذکر کیے دیتے ہیں۔

امام اعظم کا موقف

۱۔ مولانا حسین احمد پردواری مدرس دیو بند شرح اصول شاشی میں متشابہ کی وضاحت کرتے ہوئے بطور فائدہ رقمطراز ہیں۔

متشابہ کے بارے میں امام صاحب کے نزدیک حق یہ ہے کہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ بھی جانتے ہیں اور محمد ﷺ بھی جانتے ہیں ورنہ حضور ﷺ کے لیے اس کا خطاب کرنا مہمل ہو جائے گا اور علماء راسخین فی العلم اس کی مراد کو نہیں جانتے ہیں۔ (نجوم الحواشی، ۱۶۹)

۲۔ مولانا سید انظر شاہ مسعودی (بن مولانا انور شاہ کشمیری) تقریرات بیضاوی میں رقمطراز ہیں۔

نیز یہ ملحوظ رہے کہ آنحضور ﷺ مرادِ متشابہات پر مطلع تھے ورنہ قرآن مجید کے متشابہات کو کلام مہمل قرار دینا پڑے گا۔ (والعیاذ باللہ)

(تقریر شاہی بر تفسیر بیضاوی، ۲۹)

۳۔ مولانا عبدالغفار دیوبندی متشابہ کی بحث میں لکھتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امت کی قید اس لیے ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کلام کی مراد کا علم ہونا ضروری ہے اس لیے کہا جاتا ہے۔ کہ متشابہ اللہ و رسول کے درمیان ایک راز ہوتا ہے اور یہ راز امت کے لیے آخرت میں کھلے گا۔

(صفوۃ الحواشی، ۱۶۷)

کیا یہ تمام اہل علم ''الا اللہ'' پر وقف سے آگاہ نہیں؟ یقیناً آگاہ ہیں لیکن وہ احناف کے اس موقف سے بھی آگاہ ہیں لہٰذا انہوں نے اس وقف کو مانتے ہوئے وہ ہی بات کہی جو احناف کہتے چلے آ رہے ہیں۔

آپ ان تمام سے سوال کر سکتے ہیں کہ متشابہ کی تعریف کہاں گئی؟ کیا تمہیں اس کا ڈھول تو نہیں ہو گیا اگر ان کا جواب ہم پر اشکار ہے تو پھر ضد کیسی؟

متشابہات کا علم بذریعہ وحی

یہ تمام حوالہ جات اس حقیقت کو بھی اشکار کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو متشابہات و مقطعات کا علم بذریعہ وحی حاصل تھا نہ کہ بذریعہ اجتہاد، اگرچہ آپ ﷺ کا اجتہاد بھی ظنی نہیں بلکہ قطعی و یقینی ہی ہوتا ہے مزید حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اہم نوٹ

اگر ہم تسلیم کر لیں کہ متقدمین احناف ''الا اللہ'' پر وقف کی بنا پر حضور ﷺ کے علم متشابہات کے منکر و مخالف تھے اور یہی ان کا مختار تھا جیسا کہ محترم قارن صاحب کہہ رہے ہیں تو یہ کہنا بالکل درست ہونا چاہیے کہ متاخرین احناف نے اپنے ہی متقدمین کے دلائل کا جنازہ نکال دیا۔ پھر آخر کوئی حنفی تو ہوتا جو یہ کہتا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ عقیدہ و دلیل تمہارے متقدمین احناف کی ہی ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن ایسا دکھائی نہیں دیتا ہاں جو بھی آیا اس نے کھلے الفاظ میں الا اللہ پر وقف بھی مانا اور رسول اللہ ﷺ کے علم متشابہات کو بھی تسلیم کیا بلکہ اسے ہی حق و صواب قرار دیتے ہوئے وارد شدہ اعتراضات کا جواب بھی دیا۔ بقول محترم قارن صاحب متقدمین اس دلیل کی بناء پر علم متشابہات کے منکر تھے اگر ایسا ہوتا تو متاخرین ان کی دلیل کا دفاع کرتے نہ کہ سارا زور اس کی تردید پر لگا دیتے۔اس سے واضح ہو جاتا کہ یہ مذہب صرف امام فخر الاسلام بزدوی اور امام شمس الائمہ اور متاخرین کا ہی نہیں تمام احناف بلکہ تمام امت کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کے عالم ہیں جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پیچھے آچکا ہے اور یہ بات قابلِ توجہ ہی نہیں کہ متقدمین کا مختار اور تھا اور متاخرین نے حق وصواب کسی دوسرے موقف کو قرار دیدیا کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کے مختار کو باطل اور اپنے قول کو حق قرار دے دیا جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔قول امام سجاوندی کا مفہوم

ہم نے اپنے موقف (مقطعات اللہ و رسول کے درمیان راز ہیں) پر جو بارہ عدد (اب ۱۶) حوالہ جات دیے ان میں پہلا امام محمد بن طیفور سجاوندی (۵۹۶) کا تھا، ان کے الفاظ ہیں۔

المروی عن الصدر الاول فی الحروف التهجی انها سر بین الله وبین نبيه ﷺ وقد يجرى بين المحرمين كلمات معميات يشير الى اسرار بينهما

ان حروف مقطعات کے بارے میں صدر اول (زمانہ اول) سے یہی منقول ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے درمیان راز ہیں جیسے دوستوں کے درمیان کچھ اشارات و کلمات خاموش ہوتے ہیں جنہیں فقط وہی جانتے ہیں۔

ہم نے صدر اول سے مراد خلفاء راشدین کا دور لیا اور اس پر حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے اقوال شاہد ہیں۔

مگر محترم قارن صاحب نے قسط۳ میں ان کے الفاظ ''صدر اول'' سے صدر الشریعہ اول مراد لیے چنانچہ انہوں نے ''غلط فہمی کا عنوان'' قائم کر کے لکھا۔

''محترم مفتی قادری صاحب نے اس سے پہلی قسطوں میں بھی اور پانچویں قسط میں بھی لکھا قال السجاوندی المروی عن الصدر الاول، امام سجاوندی فرماتے ہیں کہ صدر اول سے منقول ہے (سوئے حجاز ص ۵۲، ستمبر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۰۰۴ء) اور پھر آگے ایک مقام پر لکھتے ہیں جب یہ ثابت ہے کہ صدر اول سے خلفاء راشدین اور تمام اہلسنت کا موقف یہی ہے (رسالہ مذکورہ، ص ۵۸) اس سے ظاہر ہوتا کہ محترم قادری صاحب صدر اول سے زمانہ اول مراد لے رہے ہیں جب اس سے پہلی کسی قسط میں محترم قادری صاحب نے یہی حوالہ نقل کیا تو ہم نے بھی صدر اول کے الفاظ پر غور کیے بغیر لکھا کہ جب احناف کا مختار نظریہ یہ ہے تو اس کے خلاف نظریہ کو صدر اول سے کیسے قرار دیا جا سکتا ہے (ماہنامہ نصرت العلوم اپریل ۲۰۰۴ء) یعنی ہم نے بھی غور کیے بغیر صدر اول سے زمانہ اول ہی سمجھ لیا مگر بعد میں ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صدر اول سے زمانہ اول مراد نہیں بلکہ صدر اول سے صدر الشریعۃ الاول مراد ہیں اس لیے کہ صدر الشریعہ دو ہیں ایک اکبر اور اول کہلاتے ہیں اور دوسرے اصغر و ثانی کہلاتے ہیں امام سجاوندی نے صدر الشریعہ الاول کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایسا صدر اول سے منقول ہے یقیناً اس بارے میں غور کرنے کے بعد محترم قادری صاحب بھی اس بارہ میں ہماری تائید کریں گے جب صدر اول سے زمانہ اول مراد نہیں تو امام سجاوندی کے حوالہ کو صحابہ اور تابعین کے اقوال کی تفسیر نہیں بنایا جا سکتا کہ ان صحابہ وغیرہم کے اقوال کا مطلب یہ ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں اور ان اقوال کا مطلب یہ ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں اور ان اقوال کا یہ مفہوم امام بیضاوی نے بیان کیا ہے بلکہ ان اقوال کا مفہوم جیسا کہ امام شیخ زادہ حنفی کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اقوال ظاہری مفہوم کے لحاظ سے اس مفہوم کے مخالف ہیں جو مفہوم امام بیضاوی تاویل کر کے بیان کر رہے ہیں۔ (نصرۃ العلوم ص ۴۳ اکتوبر ۲۰۰۴ء)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدرین پر گفتگو

شیخ زادہ حنفی نے امام بیضاوی پر گرفت یا ان کی تائید کی تھی؟ اس پر تو پیچھے تفصیل سے گفتگو آ گئی اس کے بعد کوئی بھی منصف نہیں کہے گا کہ یہ گرفت ہے بلکہ ان کی عبارت کا ہر ہر لفظ بول کر بتا رہا ہے کہ یہ بیضاوی کی تائید ہی نہیں بلکہ اس سے موقف احناف کو تقویت دی ہے یہاں ہم صدرین پر گفتگو کرنا چاہ رہے ہیں۔

مشورہ پر عمل

ہمارا ذہن اس پر گفتگو کے لیے تیار نہ تھا کیونکہ یہ بات نہایت ہی کمزور و بے بنیاد ہے چونکہ قارن صاحب نے ہمیں مشورہ دیا۔ یقیناً اس بارے میں غور کرنے کے بعد محترم قاری صاحب بھی اس بارہ میں تائید کریں گے۔ کہ امام سجاوندی کے قول میں صدر اول سے زمانہ اول نہیں بلکہ صدر اکبر مراد ہیں۔

غور وفکر کے بعد

اس مسئلہ پر جتنی گفتگو بھی اب تک کی ہے بحمد اللہ غور وفکر سے کی ہے ہر معاملہ کو ہم نے سنجیدگی سے لیا ہے۔ حسب مطالعہ پوری دیانتداری سے بات کہی ہے۔ ہم نے صدرین کے مسئلہ پر مزید غور وفکر کیا ہے اور اس کا رزلٹ ہماری ہی تائید کر رہا ہے نہ کہ محترم قارن صاحب کی۔

دلائل یہ ہیں

ا۔ ہر مترجم نے اس کا ترجمہ زمانہ اول (قرون اولیٰ) ہی کیا ہے خواہ مترجم کوئی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ زمانہ اول کو ہی صدر اول کہا جاتا ہے اس سے مراد شخصیت کسی نے کبھی نہیں لی بلکہ اس کیلئے صدرالشریعۃ اول کی اصطلاح ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۴) اصطلاح صدر اول کے بارے میں بعنوان فائدہ لکھتے ہیں۔

الصدر الاول لایقال الا علی السلف الصالح وھم اصحاب القرون الثلثة الاول کذا فی شن الغارة لا بن حجر مکی (مقدمہ شرح الوقایہ، ۱=۱۸)	صدر اول کا اطلاق سلف صالحین پر ہی ہوتا ہے اور یہ پہلے تین ادوار کے اہل علم ہیں جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے شن الغارۃ میں تصریح کی ہے۔

۳۔ صدرین کا تعارف

صدرین سے مراد یہ دو شخصیتیں ہیں۔

ا۔ امام احمد بن عبیداللہ بن ابراہیم محبوبی نیشاپوری

انہیں صدر اول و اکبر کہا جاتا ہے۔ شیخ عمر رضا کحالہ ان کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں۔

احمد بن عبید الله بن ابراھیم النیشا بوری	ان کا نام احمد بن عبیداللہ بن ابراہیم نیشاپوری ہے
صدرالشریعة الاول فقیه حنفی	یہی صدر شریعہ اول اور حنفی فقیہ ہیں
من تصانیفه تلقیح العقود فی الفروق بین اھل النقول فی	ان کی ایک تصنیف فروع فقہ حنفی میں "تلقیح العقود فی الفروق بین اہل

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فروع الفقه الحنفی	النقول'' ہے۔

اوران کا سن وصال ۶۲۵ ھ ،۱۲۳۲ء تحریر کیا ہے۔

(معجم المولفین،۱،۳۰۸)

۲۔ امام عبید اللہ بن مسعود بن محمود بن احمد بن عبید اللہ۔

انہیں صدر اصغر و ثانی کا نام دیا جاتا ہے۔ان کے بارے میں کحالہ نے لکھا

عبید الله بن مسعود بن محمود بن احمد بن عبید الله البخاری، المحبوبی ، الحنفی صدر الشریعة الاصغر	عبداللہ بن مسعود بن محمود بن احمد بن عبید اللہ بخاری محبوبی حنفی اور صدرشریعہ اصغر ہیں

اوران کا سن وصال ۷۴۷ھ، ۱۳۴۶ء درج کیا ہے۔

(ایضاً ۶:۲۴۶)

گویا صدراول کا وصال ۶۳۵ ہجری اور صدر ثانی کا وصال ۷۴۷ ہجری ہے، ملا علی قاری نے ۶۸۰ اور بعض نے ۷۴۵ بھی لکھا ہے۔ مگر پہلا قول ۷۴۷ ہی صحیح ہے۔ (ظفر المحصلین، ۱۶۷)

اصطلاح کا اجرا

اور یہ صدر اول اور ثانی کی اصلاح ، صدر ثانی کے بعد ہی جاری ہوئی پہلے اس کا نام ونشان تک نہ تھا کیونکہ جب تک دوسرے نہ آئے پہلے کوصدر اول کیسے کہا جا سکتا ہے؟

امام سجاوندی کا سن وصال

بات کو واضح کرنے کے لیے یہاں امام سجاوندی کے سن وصال کا جاننا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی ضروری ہے ہمارے سامنے سجاوندی یہ تین شخصیات ہیں۔

۱۔ شیخ محمد بن طیفور غزنوی سجاوندی (معجم المؤلفین: ۱۰=۱۱۲)

۲۔ شیخ محمد بن محمد بن عبدالرشید سجاوندی (ایضاً، ۱۱، ۲۳۳)

۳۔ شیخ احمد بن محمد سجاوندی (ایضاً، ۲، ۵، ۱)

غور کیجئے

ان میں سے دو کا وصال ۵۶۰ ہجری اور تیسرے کا ۵۹۶ ہجری ہے، ہم ۵۶۰ نہیں لیتے بلکہ ۵۹۶ ہی لے لیں تو غور فرمایئے ان کے اور صدر ثانی کے وصال میں کوئی ڈیڑھ صدی کا فرق ہے گویا امام سجاوندی نے صدر ثانی کو پایا ہی نہیں۔ جب ان کے علم میں صدر ثانی کا وجود ہی نہیں تو وہ پہلے کو صدر اول کیسے کہہ سکتے ہیں؟ صدر ثانی کی عمر ایک صدی بھی قرار دی جائے پھر بھی ان کی ولادت امام سجاوندی سے پچاس سال بعد کی ہے۔ الغرض صدر اول و صدر ثانی کی اصطلاح امام سجاوندی کے دور میں تھی ہی نہیں تو پھر ان کے قول میں صدر اول سے زمانہ اول مراد نہ لینا اور دور صدر الشریعۃ اول مراد لینا سراسر زیادتی اور قارئین کو شبہات میں ڈالنا ہے جو کسی بھی صاحب علم کے شایاں نہیں۔

۴۔ پھر جب تمام امت (بشمول احناف) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے اقوال کا مفہوم یہی بیان کر رہی ہے کہ مقطعات، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں اس پر سولہ عدد حوالہ جات آ چکے ہیں تو ظاہر ہے امام سجاوندی نے بھی علماء امت کی آواز کو بلند کرتے ہوئے لکھا کہ صدر اول یعنی خلفاء راشدین کے دور سے مقطعات کے بارے میں یہی رائے چلی آ رہی ہے۔ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے علاوہ کوئی دوسری رائے نہیں، لہٰذا ہمیں بھی شبہات میں پڑھنے کے بجائے امت کے بیان کردہ معنی اور مفہوم کو ہی قبول کر لینا چاہیے۔

۵۔ اس پر ہمیں قاضی ثناء اللہ پتی حنفی کی تائید بھی حاصل ہے کیونکہ انہوں نے بھی امام سجاوندی کے قول کو اسی مفہوم میں لیا ہے کیونکہ حاشیہ میں انہوں نے لکھا حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

وھو المختار عندی وما یدل علی ھذا من اقوال الصحابۃ مذکور فی الکتاب	اور میرا مختار یہی ہے کہ اور اس پر کتاب میں مذکور صحابہ کے اقوال شاہد ہیں۔

(المظہری ی ۱۴،)

اور امام سجاوندی سے انہوں نے ان اقوال کا یہی مفہوم نقل کیا ہے کہ اس کی تائید صدر اول یعنی زمانہ اول سے ہے یعنی انہوں نے اقوال صحابہ کی وضاحت کے لیے امام سجاوندی کا قول نقل کیا، اب اس میں ان کی تائید تبھی بنتی ہے جب صدر اول سے زمانہ اول مراد ہو اور اگر اس سے صدر الشریعہ اول مراد لیا جائے تو یہ ان اقوال کی وضاحت نہیں بن سکے گی حالانکہ قاضی پانی پتی حنفی انہی کی وضاحت کے لیے اسے لا رہے ہیں، بہر صورت ماننا پڑے گا کہ امام سجاوندی کے قول میں صدر اول سے زمانہ اول اور قرون اولیٰ ہی مراد ہے نہ کہ صدر الشریعہ اول۔

۵۔ علامہ محمود آلوسی کا شافعی ہونا

ہم نے اقوال صحابہ کی تفسیر میں علامہ محمود آلوسی کا بھی ذکر کیا کہ وہ بھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کا یہی مفہوم لیتے ہیں کہ مقطعات اللہ رسول کے درمیان راز ہیں اس پر قارن صاحب لکھتے چونکہ علامہ آلوسی شافعی ہیں اس لیے ان کا حوالہ مفید نہیں اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے۔

۱۔ یہاں ہمارا مقصد فقط یہ تھا ہم ثابت کریں سیدنا صدیق اکبر اور دیگر صحابہ کے اقوال کا مفہوم یہ ہے ''مقطعات اللہ و رسول کے درمیان راز ہیں'' اسے تمام امت نے قبول کیا اور اسے ہی بیان کیا اس کی تائید ہمیں جس سے بھی میسر آئی ہم نے اس کا کھلے ذہن کے ساتھ ذکر کیا مثلاً علامہ محمود آلوسی اور امام بیضاوی وغیر ہما۔

یعنی علماء احناف ہی نہیں تمام اہل علم نے یہی مفہوم لیا لہٰذا ان کی تائید کو شافعی ہونے کی وجہ سے مسترد کر دینا مناسب نہیں۔

اسی طرح معاملہ حضرت مجدد الف ثانی حنفی کا ہے انہوں نے بھی انہیں اللہ و رسول کے درمیان راز قرار دیا جب ساری امت یہی کہتی آ رہی ہے تو ہمیں بھی کچھ خیال کرنا چاہیے۔

۲۔ ہم نے ص ۶۰ پر علامہ محمود آلوسی کی ایسی عبارت بھی نقل کی جو انہوں نے احناف ہی کے موقف کو اشکار کرنے کے لیے لکھی تھی۔

ولعل القائل بکون المتشابہ مما استأثر اللہ تعالیٰ بعلمہ لایمنع تعلیمہ للنبی ﷺ بواسطۃ الوحی	جو لوگ (احناف) کہتے ہیں کہ متشابہات کا علم اللہ تعالیٰ سے ہی مخصوص ہے وہ بھی بواسطہ وحی حضور ﷺ کے لیے ان کی تعلیم کا انکار نہیں کرتے۔
(روح المعانی، ۳=۱۱۶)	

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بتایئے یہ شوافع کا موقف ہے یا احناف کا؟ کیا علامہ آلوسی نے احناف کے حوالہ سے جھوٹ بولا ہے۔ یا انہوں نے احناف کا ہی موقف واضح کیا ہے؟

۳۔ کوئی صاحب ایمان شک نہیں کرسکتا

پھر ہم نے علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰) کی اس سلسلہ میں ایسی عبارت بھی نقل کی جس میں وہ فرماتے ہیں کوئی صاحب ایمان آدمی حضور ﷺ کے علم متشابہات کے بارے میں شک نہیں کرسکتا، ان کے الفاظ ہیں۔

وان اراد افهام المخاطب بها وهوهنا الرسول ﷺ فهو مما لا يشك فيه مومن

(روح المعانی، ۱:۱۳۶)

اور اگر افہامِ مخاطب مراد ہے اور وہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے اور ان کے فہم مقطعات کے بارے میں کوئی صاحبِ ایمان شک ہی نہیں کرسکتا۔

۴۔ پھر انہی کی یہ عبارت بھی سامنے لائی گئی۔

کہ جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے مقامِ عالی سے آگاہ ہے وہ آپ ﷺ کے علم متشابہات کا انکار کر ہی نہیں کرسکتا ان کے الفاظ ہیں۔

مما لايكاد يقول به من يعرف رتبة النبي ﷺ ورتبة اولياء الله الكاملين وانما المنع الاحاطة ومن معرفته على سبيل النظر والفكر

(رواح المعانی=۳:۱۱۶)

یہ ایسی چیز ہے کہ حضور ﷺ کے رتبہ و مقام اور اولیاء کاملین کے رتبہ سے کوئی بھی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا ہاں علم محیط اور بطریق نظر و استدلال کا انکار درست ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام ابن قتیبہ کا حوالہ

اس طرح امام ابن قتیبہ دینوری (۲۷۴) نے لکھا۔

هل یجوز لا حد ان یقول ان رسول الله لم یکن یعرف المتشابه؟ (تاویل مشکل القرآن، ۹۹)	کیا کسی کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم نہیں رکھتے؟

ایک اور تصریح

امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴) نے بھی تقریباً امام ابن قتیبہ کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔

لا یسوغ لا حد ان یقول ان رسول الله ﷺ لم یعلم المتشابه (البرہان فی علوم القرآن=۲،۸۴)	کسی کے لیے یہ کہنا جائز ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات سے واقف نہیں۔

شیخ ابن تیمیہ کی تصریح

شیخ ابن تیمیہ (۷۲۸) نے بھی متعدد مقامات پر یہ تصریح کی ہے کہ آج تک کسی امام نے ایسی بات نہیں کہی۔

ولا قال قط احد من سلف الامة ولا من الائمة المعتبوعین ان فی القرآن آیات لا یعلم معناها ولا یفهمها رسول الله ﷺ	اسلاف امت اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ قرآن میں ایسی آیات ہیں جن کا معنی معلوم نہیں اور اور نہ انہیں رسول اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولا اهل اعلم ولاایمان جمیع وانما ینفون علم بعض ذلک عن بعض الناس وھذا لاریب فیہ	ﷺ سمجھتے ہیں اور نہ تمام اہل علم و ایمان۔ البتہ انہوں نے بعض آیات کے حوالہ سے یہ کہا کہ انہیں بعض نہیں سمجھ سکتے اور اس میں کوئی شک
(مجموعۃ الفتاوی، ۱۵۲،۷)	نہیں یہ بات درست ہے۔

یہ تمام اہل علم واضح کر رہے ہیں کہ امت میں سے (بشمول احناف) کسی نے آج تک حضور ﷺ کے عالم متشابہات ہونے کا انکار نہیں کیا حالانکہ احناف کا موقف (الا اللہ پر وقف) یقیناً ان کے علم میں تھا چونکہ یہاں وقف کے باوجود احناف نے ایسی بات نہیں کہی تھی لہٰذا ان سب نے تصریح کی احناف بھی رسول اللہ ﷺ کے لیے متشابہات کا علم مانتے ہیں اگر متقدمین احناف کا مختار، عدم علم ہوتا تو تمام ایسی بات کبھی نہ لکھتے کیونکہ یہ بات سراسر غلط بیانی ہے۔اور ان اہل علم کے بارے میں ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

یہ پہلے گزر چکا اگر احناف الا اللہ پر وقف کی بناء پر ایسا عقیدہ رکھتے تو کھلے الفاظ میں ان کا رد کرتے اور کہتے ہمارا مختار قول ہرگز یہ نہیں بلکہ ہم تو عدم علم مانتے ہیں لیکن ان کی تردید میں کوئی ایک قول بھی پیش نہیں کیا جا سکتا بلکہ سب احناف نے اسے تسلیم کیا اور کہا ہم رسول اللہ ﷺ کو عالمِ متشابہات تسلیم کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ الا اللہ پر وقف بھی مانتے ہیں اور ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں تفصیل سابقہ اقساط میں آ چکی ہے۔

۶۔علماء دیوبند کا ڈھول

دوسری قسط میں ہم نے ان اکابرین دیوبند کے حوالہ جات ذکر کیے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ۲۔ مفتی محمد ابراہیم

۳۔ مولانا سید مظہر الحق سہارنپوری ۴۔ مولانا عبدالحفیظ دیوبندی

۵۔ مولانا جمیل احمد سکروڈوی ۶۔ مولانا عبدالغفار دیوبندی

اس کے جواب میں محترم قارن صاحب نے فرمایا ان کو ذھول بلکہ ان میں بعض کو مغالطہ ہو گیا ہے یعنی یہ احناف کے مختار مسلک پر نہیں رہے۔ اسی بات کو جب ہم نے بیان کیا تو فرماتے ہیں۔

"اس سے ہماری مراد دو تین شخصیات ہی تھیں جنہوں نے اصول شاشی وغیرہ کے تراجم لکھے ہیں مگر مفتی قادری صاحب ہماری اس کلام کی یوں تعبیر کرتے ہیں کہ علماء دیوبند سے بھی ذھول ہو گیا حالانکہ یہ تعبیر بالکل درست نہیں اس لیے کہ ہم نے علی الاطلاق تو نہیں بلکہ دو تین شخصیات کے بارے میں ایسا کہا۔ (نصرۃ العلوم: ۴۱)

ہمارے ساتھ ہیں

۱۔ واضح رہے آپ کے تمام علماء دیوبند ہمارے ساتھ ہیں، دوسری قسط کے علاوہ دیگر اقسام بھی اس پر شاہد ہیں چھ کا تذکرہ تو اوپر آیا کچھ اور اسماء بھی درج کیے دیتے ہیں۔

۷۔ مولانا اشرف علی تھانوی ۸۔ مولانا سید فخر الحسن

۹۔ مولانا حسین احمد پردواری ۱۰۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن

۱۱۔ مولانا سید انظر شاہ مسعودی

تو صرف دو تین کو ذھول نہیں بلکہ ان تمام کو ہوا ہے۔

۲۔ آپ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء دیوبند کو ذھول ہو گیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے، ہم نے بھی یہی بات کہی ہے کیونکہ ہمارے کہنے کا مقصد تمام مسائل میں ذھول نہیں بلکہ صرف اسی ایک مسئلہ میں ہے۔

۳۔ دوسری قسط میں فقط دو تین نہیں تھے بلکہ چھ افراد تھے جن کے نام اوپر آئے ہیں۔

۴۔ اس قسط میں آپ نے ''ان کی تحقیق'' کہہ کر شاید اپنے الفاظ ''ان سے ذھول'' کے ازالہ کی کوشش کی ہے واللہ اعلم بحقیقة الحال۔

۷۔ خطاب بے فائدہ

ہم نے احناف کے دلائل میں ایک دلیل یہ ذکر کی تھی کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے لیے علم متشابہات نہ مانا جائے تو خطاب کا بے فائدہ ہونا لازم آتا ہے اس پر محترم قارن صاحب نے لکھا کہ قرآن کے مخاطب تو تا قیامت ہیں تو اعتراض پھر بھی باقی رہے گا رسول اللہ ﷺ کے جاننے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ ان کے الفاظ ہیں۔

''محترم قادری صاحب سے گزارش ہے کہ قرآن کریم کے مخاطب قیامت تک آنے والے لوگ ہیں اور یہ ان کے لیے ہدایت ہے ...... تو یہی اعتراض عام لوگوں کے حق میں بھی ہو سکتا ہے۔ ...... لہٰذا منسوخ الحکم آیات والا جواب ہی دینا چاہیے۔ (ملخصاً نصرۃ العلوم، ۴۳)

بلا واسطہ مخاطب حضور ﷺ

۱۔ ہمیں یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ بلا واسطہ قرآن کے مخاطب رسول اللہ ہی ہیں البتہ ان کے واسطہ سے امت مخاطب ہے لہٰذا امت کو مخاطب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے کا وہ درجہ حاصل ہی نہیں جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے لہذا امت کو آپ ﷺ پر قیاس کرنا مناسب ہی نہیں۔

۲۔ قرآنی خطاب میں فرق رکھا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کو یوں خطاب فرمایا۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ	ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر شئی کی تفصیل ہے۔

مگر امت کے حوالے سے فرمایا۔

لتبین للناس مانزل الیھم (النحل، ۴۴)	آپ بیان کریں لوگوں کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

اسی فرق کی بنیاد پر مفسرین نے لکھا کہ حضور ﷺ پر امت کے لیے تمام قرآنی اسرار کا بیان لازم نہیں جو امت کی ضرورت و استعداد ہے اس کے مطابق انہیں علوم قرآنی عطا ہونگے۔ امام صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی (۶۷۲) اسی خطابی فرق کے راز کو یوں اشکار کرتے ہیں۔

لکن سر قوله تعالیٰ لتبین للناس مانزل الیھم ولم یقل مانزل الیک ولا کل مانزل الیک وغیر ذلک من الاشارات الا لھیة والحکم (اعجاز البیان فی تفسیر ام القرآن، ۱۱)	ارشاد الٰہی ''لتبین للنا س مانزل الیھم'' میں یہی راز ہے یہ نہیں فرمایا وہ بیان کرو جو کہ تمہاری طرف نازل کیا اور نہ ہی یہ کہ وہ تمام اشارات و حکمتیں بیان کرو جو ہم نے تمہیں بیان کی ہیں

۳۔ اس لیے اہل علم نے تصریح کی ہے کچھ قرآنی اسرار اللہ تعالیٰ کے بعد فقط رسول اللہ ﷺ ہی جانتے ہیں آپ ﷺ کے علاوہ انہیں کوئی نہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانتا امام محمد بن سلیمان قدسی حنفی المعروف ابن نقیب (۶۹۸) فرماتے ہیں علوم قرآن تین اقسام پر مشتمل ہیں۔

ا۔ ایسے علوم جن کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے خلق میں سے کسی کو نہیں دی۔

وھو ما استأثر به من علوم اسرار کتابه من معرفة کنه ذاته وغیوبه التی لا یعلمھا الا ھو

ایسے علوم جن پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں فرمایا یہ اس کتاب کے علوم و اسرار ہیں جسے وہ ہی جانتا ہے مثلاً معرفتِ کنہ ذات اور ایسے غیوب جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا

ان کے بارے میں کوئی بالاتفاق گفتگو نہیں کر سکتا۔

۲۔ کچھ ایسے علوم ہیں۔

ما اطلع الله نبیه صلی اللہ علیہ وسلم من اسرار الکتاب واختصه به

جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بصورت اسرارِ کتاب مطلع فرمایا اور انہیں آپ کے ساتھ ہی مخصوص کر دیا۔

ان میں آپ یا آپ کی طرف سے جسے اجازت ہو کے علاوہ کوئی گفتگو نہیں کر سکتا۔ آگے لکھا۔

واوائل السور من ھذا القسم

حروف مقطعات کا تعلق اسی قسم سے ہے۔

یعنی مقطعات کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مخصوصہ میں سے ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام ابو زید عبید اللہ بوسی حنفی (۴۳۰) نسخ بالسنہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر دوسرا حکم بطریق وحی غیر متلو اگر نازل کریں گے تو آپ ﷺ پہ اس کا بیان لازم ہوگا۔

فان النزمه بیان مانزل الی الناس من الاحکام وصار قوله (وانزلنا الیک الذکر) فی معنی انا ارسلناک الی الناس وجعلناک رسولاً بما انزلنا الیک من الذکر تبین للناس مانزل الیهم من الاحکام ولو کان المراد ماقاله الخصم لکان من حق الکلام تبین للناس ماانزل الیک	لوگوں کی طرف نازل ہونے والے احکام کا بیان آپ پرلازم ہے فرمان الٰہی (وانزلنا الیک الذکر) کا معنی ہے ہم نے آپ کو لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور رسول بنایا آپ پر ذکر نازل کر کے تا کہ آپ لوگوں کی طرف آنے والے احکام کو بیان کر دیں اگر مراد مخالف کا قول ہوتا تو الفاظ یوں ہوتے تا کہ آپ بیان کر دیں جو کچھ آپ پر نازل ہوا۔

(تقویم الادلہ، ۲۴۲)

۴۔ پھر یہ بھی اہل علم نے تصریح کر دی ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان متشابہات کو سمجھ لیا تو اب قرآن پہ اعتراض ختم ہو گیا کیونکہ تمام مخاطبین ومکلفین کا سمجھنا ضروری نہیں بلکہ فقط بلا واسطہ مخاطب کا سمجھنا ہی ضروری ہوتا ہے اس پر تصریحات گزری بھی ہیں کچھ کا تذکرہ یہاں کر دیتے ہیں۔

ا۔ جب احناف پر اعتراض ہوا اگر مقطعات کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اس کے علاوہ ان کا علم کسی کو نہیں تو پھر خطاب بے فائدہ اور خطاب بالمھمل لازم آئے گا جو بعید از قیاس ہے اس کا جواب دیتے ہوئے اہل علم نے لکھا ہے۔ ممکن ہے اس کے مخاطب صرف رسول اللہ ﷺ ہی ہوں اور آپ انہیں سمجھتے ہیں ہاں آپ کے علاوہ اگر انہیں کوئی نہیں سمجھتا تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۱۔ مولانا بحر العلوم انصاری (۱۲۲۵) نے یہی بات ان الفاظ میں کہی۔

لعل المخاطب به رسول الله ﷺ وهو فاهم والنزاع انما هو فيمن سواه (فواتح الرحموت، ۲:۲۴)	ممکن ہے اس کے مخاطب فقط رسول اللہ ﷺ ہی ہوں اور آپ کی ذات اقدس انہیں سمجھتی ہے، ہمارا اختلاف دیگر کے ساتھ آپ ﷺ کے ماسوا میں ہے۔

۲۔ امام محمد بن ولی از میری (۱۱۰۲) کے بھی خوبصورت الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

فالمناسب ان يقول ان لا نقض بالنبي ﷺ اذ لانزاع فيه (حاشیہ علی مرآۃ الاصول، ۱، ۲۱۵)	یہی کہنا مناسب ہے کہ حضور ﷺ کے حوالہ سے ہم پر اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں تو ہمارا اختلاف ہی نہیں۔

اہم نوٹ۔ کیا یہ احناف کا اعلان نہیں کہ حضور ﷺ کے بارے میں ہمارا شوافع وغیرہ سے کوئی اختلاف ہی نہیں بلکہ ہمارا اس بارے میں ان کے ساتھ اتفاق ہے، ادھر سے یہی بات امام ابن قتیبہ (۲۷۴) امام زرکشی (۷۹۴) اور امام آلوسی (۱۲۷۰) نے بھی احناف کا یہی موقف اشکار کرتے ہوئے لکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ شیخ احمد ملا جیون نے لکھا کہ اگر علم نہ ہوا تو تخاطب کا فائدہ باطل ہو جائے اس پر مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے یہ واضح کیا کہ یہاں کس کا تخاطب مراد ہے حضور کا یا ساری امت کا۔ لکھتے ہیں۔

یصیر التخاطب ای بالنبی علیہ السلام	حضور ﷺ کے ساتھ خطاب باطل ہو جاتا ہے

(حاشیہ نور، ۹۳)

۴۔ علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے بھی احناف کا یہی موقف اشکار کرتے ہوئے لکھا۔

ان اراد امھاھا جمیع الناس فلا نسلم انہ موجود فی العلمیۃ وان اراد افہام المخاطب بھا وھوھنا الرسول ﷺ فھو مما لایشک فیہ مومن	اگر تمام لوگوں کا افہام مقصود ہے تو ہم نہیں مانتے کہ وہ علمیت میں موجود ہے اور اگر افہام مخاطب کا مقصود ہے اور وہ ذات رسول اللہ ﷺ ہے تو ان کے بارے میں کوئی مومن شک نہیں کر سکتا۔

(روح المعانی، ۱:۱ ،۱۳۶)

۵۔ کتب عقائد میں بھی یہی بات قرآن پر وارد اعتراضات کے جواب میں کہی گئی ہے۔ یہاں ایک حوالہ دیا جا رہا ہے۔

شیخ محمد بن مرتضیٰ ابن الوزیر (۸۴۰) متشابہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے۔

فلا یجب علم جمیع المکلفین بذلک عند الخصوم اذفی المتکلفین الامی والعجمی	کہ معترضین کے ہاں بھی خطاب کے تمام مکلفین کا آگاہ ہونا لازمی نہیں کیونکہ مکلفین میں امی و عجمی

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ونحوهم واذا كان علم البعض يكفي ويخرخ الخطاب بذلک عن العبث جاز ان يكون ذلک البعض هورسول الله ﷺ ومن شاء الله من ملائكته وخواص عباده والله سبحانه اعلم (ایثار الحق علی الخلق، ۹۸)	وغیرہ بھی ہوتے ہیں جب بعض کا جان لینا ہی کافی ہے اور اس کی وجہ سے خطاب بے فائدہ اور لغو ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے تو یہاں بعض سے مراد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے، اسی طرح ملائکہ اور خوصی بندے جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں۔

لایجوز القطع علی خلوہ عن الحکمة لجواز فهم البعض ولو رسول الله ﷺ وحده (ایضا، ۱۳۲)	متشابہ کے بارے میں یہ کہنا قطعاً جائز نہیں کہ یہ حکمت سے خالی ہیں کیونکہ بعض انہیں سمجھ جاتے ہیں اگرچہ وہ تنہا رسول اللہ ﷺ ہی ہیں

۶۔ پھر اس میں کسی کو کوئی اشتباہ نہیں تمام احناف نے تصریح کر دی ہے کہ متشابہ میں ابتلا امت کے لیے ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے، اس پر ہماری پہلی قسط کا مطالعہ مفید رہے گا یہاں بھی چند تصریحات فائدہ سے خالی نہیں۔

ا۔ شارح المنار امام عزالدین عبداللطیف بن الملک (۸۰۱) متشابہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا آخرت میں ان کا معنی تمام پر منکشف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جائے گا۔

لا نزال المتشابه للابتلاء ولا ابتلاء فی الاخرة — متشابہ کا نزول آزمائش کے لیے ہے اور آخرت میں آزمائش ہی نہیں

اسی کے بعد امام فخر الاسلام کے حوالہ سے لکھا

هذا فی حقنا لان المتشابهات کانت معلومة للنبی علیه السلام — یہ ہمارے حق میں آزمائش ہیں کیونکہ متشابہات حضور ﷺ کو معلوم ہیں

(شرح المنار، ۳۶۷)

۲۔ امام علاء الدین حصنی حنفی (۸۹۱) رقمطراز ہیں کہ متشابہ کی معرفت سے جو عدم امید ہے۔

فی حقنا دون الرسول ﷺ — یہ ہمارے (امت) کے حق میں ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں

(افاضۃ الانوار، ۹۶)

یعنی آپ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۳۔ اس کی شرح میں ان کی بات کو محمد ابن عابد بن شامی (۱۲۵۲) نے امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی تائید سے مزین بھی کیا۔

(نسمات الاسحار، ۹۶)

۴۔ شیخ احمد المعروف ملا جیون (۱۱۳۰) نے متشابہ کی وضاحت کرتے ہوئے جو لکھا وہ نہایت ہی قابل توجہ و مطالعہ ہے۔

احناف اور شوافع کا موقف اور ان میں تطبیق کے بعد یہ سوال اٹھاتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فما فائدة انزال المتشابهات علی مذهبکم؟ | تو احناف کے مذہب پر متشابہات نازل کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

اس کا جواب یوں تحریر کرتے ہیں کہ اس کا فائدہ۔

الا بتلاء بالوقف والتسلیم لان الناس علی ضربین ضرب یبتلون بالجهل فابتلاء هم ان یتعلموا العلم ویشتغلوا بالتحصیل وضرب هم علماء فابتلاء هم ان لایتفکروا فی متشابهات القرآن و مستودعات اسراره فانها سر بین الله ورسوله لا یعلمها احد غیره لان ابتلاء کل واحد انما یکون علی خلاف

(نور الانوار، ۹۳)

توقف وتسلیم کے ساتھ ابتلا ہے کیونکہ لوگ دو طرح کے ہیں کچھ جاہل ان کا ابتلاء علم سیکھنا اور اس کی تحصیل میں مشغول ہونا ہے جبکہ دوسری قسم علماء ہیں ان کا ابتلا یہ ہے کہ یہ قرآنی متشابہات اور ان کے اندر مخفی اسرار میں غور وفکر نہ کریں کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں، ان کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا تو ابتلا ہر ایک کا اس کے خواہش وتمنا کے خلاف سے ہوتا ہے

مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے "فانھا" کی ضمیر کا مرجع اشکار کرتے ہوئے لکھا۔

ای من المتشبهات

(حاشیہ نور، ۹۳)

یعنی متشابہات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں۔

۵۔ فاضل دیوبند مفتی محمد ابراہیم اسی حقیقت کو یوں اشکار کرتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن کے تمام متشابہات امت کے اعتبار سے متشابہات ہیں نبی علیہ السلام کے اعتبار سے نہیں کیونکہ نبی علیہ السلام ان سب کے معانی پر واقف تھے۔

(خلاصۃ الحواشی، ۴۶)

۷۔ مولانا جمیل احمد سکرڈووی دیوبندی نے اس بات کو یوں اشکار کیا ہے۔

لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو ناخاندہ اور جاہل ہیں ان کی ازمائش تو یہ ہے کہ وہ علم حاصل کریں اور علم سیکھنے میں مشغول اور دوسرے لوگ عالم اور پڑھے لکھے ہیں ان کی آزمائش یہ ہے کہ وہ متشابہات اور راز و نیاز کی باتوں میں سر نہ کھپائیں کیونکہ اللہ و رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز کی باتیں ہیں انہیں اللہ اور رسول کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں جانتا۔

(فیض سبحانی شرح حسامی، ۱۶۹ تا ۱۷۱)

۸۔مقطعات اور علماء دیوبند

حضور ﷺ مقطعات کا علم رکھتے ہیں اور یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں اس پر ہم نے امت کے دیگر اہل علم کے ساتھ اکابرین دیوبند کے حوالہ جات بھی دیے، جس پر محترم قارن صاحب کہتے ہیں کہ ان کے حوالہ جات قادری صاحب کو مفید نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے یہ لوگ مقطعات کو از قبیل متشابہات ہی نہ مانتے ہوں قسط نمبر ۲ میں انہوں نے یہی بات مولانا شبیر احمد عثمانی کے حوالہ پر کہی اور پھر قسط نمبر ۳ میں بھی دیگر علماء دیوبند کے حوالہ جات پر کھل کر کہی اور اسے ہی ظاہر قرار دیا، ان کی گفتگو ان کی زبان سے ملاحظہ کیجئے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متشابہ کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ کہ اس کے جاننے کی کوئی صورت نہ ہو اور یہ تعریف ہم نے باحوالہ پہلے نقل کی تو اس تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے لکھا تھا کہ بعض حضرات نے جو یہ کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کو مقطعات کا علم ہے تو ہوسکتا ہے بلکہ یہی ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک یہ مقطعات حضور علیہ السلام کے حق میں متشابہات میں سے نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کے علاوہ باقی لوگوں کے حق میں متشابہات ہوں جیسا کہ ایک عبارت میں ہے جاز ان یکون النبی ﷺ مخصوصاً بالتعلیم بدون اذن البیان غیر معلوم بغیرہ۔ (حاشیہ نور الانوار، ۹۳) ...... اسی طرح بعض اور عبارات بھی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقطعات ان کے حضرات کے نزدیک حضور ﷺ کے حق میں متشابہات میں سے نہیں تو اس نظریہ کو اختیار کرتے ہوئے اگر مولانا شبیر احمد عثمانی نے ترجمہ قرآن کریم کے حاشیہ میں اور مولانا فخر الحسن صاحب نے التقریر الحاوی میں اور بعض دیگر حضرات نے لکھ دیا ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز ہیں تو یہ ان کی تحقیق ہے اور اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ ان حضرات کے نزدیک یہ مقطعات حضور ﷺ کے حق میں متشابہات میں سے نہیں ہیں ورنہ تو متشابہ کی تعریف ہی باقی نہیں رہتی۔ (نصرۃ العلوم، ۴۲)

ا۔ متشابہ کی تعریف

سب سے پہلے انہوں نے لکھا متشابہ کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ کہ اس کے جاننے کی کوئی صورت نہ ہو۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ تعریف اور امت

۱۔ یہ تعریف آپ نے یقیناً خود نہیں کی بلکہ اہل اصول سے لی ہے اور انہوں نے ساتھ ہی وضاحت کر دی ہے کہ متشابہ کی یہ تعریف وحکم کس کے حق میں ہے، وہ بھی سامنے لے آئیں تو معاملہ حل ہو جائے گا۔

۲۔ ہماری قسط اول ملاحظہ کریں تو وہاں ہم نے تعریف متشابہ پر تفصیلی گفتگو کر دی تھی۔

۳۔ اس کے کچھ اقتباسات یہاں ذکر کیے دیتے ہیں ہم نے لکھا تھا۔

المنار میں متشابہ کی تعریف ان الفاظ میں ہے۔

هو اسم لما انقطع رجاء معرفة المراد منه ولا یرجیٰ بدوه اصلاً (المنار مع نور، ۹۳)	جس کی معرفت مراد کی طلب اسی طرح منقطع ہو کہ اس کے ظہور کی امید ہی نہ کی جا سکے

بعض نے یوں تعریف کی ہے۔

هو مالا طریق لدرکه اصلاً حتیٰ سقط طلبه	جس کے درک کا کوئی راستہ ہی نہ ہو حتی کہ اس کی طلب ہی ختم

WWW.NAFSEISLAM.COM

وہم کا ازالہ

اس تعریف سے جب یہ شک پیدا ہوا شاید رسول اللہ ﷺ بھی متشابہات نہیں جانتے تو ان تعریف کرنے والوں نے ہی بار بار ہر جگہ وضاحت کی کہ یہ جو متشابہ کی تعریف وحکم بیان کر رہے ہیں اس کا تعلق امت سے ہے نہ کہ رسول اللہ ﷺ سے، کیونکہ آپ ﷺ انہیں جانتے ہیں۔ جب تعریف کنندہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام لوگوں نے یہ واضح کر دیا ہے تو پھر اسے سامنے نہ لانا یا اسے چھپانا، کہیں لا تقربوا الصلوۃ کے زمرہ میں تو نہیں آ جائے گا؟

کچھ تصریحات اصولیین

اصولیین کی تین تصریحات بھی ملاحظہ کر لیجئے تا کہ بات مکمل سامنے آ جائے۔

۱۔ مفسر قرآن شیخ ابو محمد عبدالحق حقانی "حکمه التوقف فيه ابدا" (متشابہ میں ہمیشہ خاموشی ہی اختیار کی جائے گی) کے تحت لکھتے ہیں۔

في حقنا لان النبي علیہ وسلم کان يعلم المتشابهات — یہ حکم ہمارے (امت) حوالہ سے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

(النامی شرح الحسامی، ۱:۲۱)

۲۔ شارح المنار امام ابن الملک (۸۰۱) نے امام فخر الاسلام بزدوی کے حوالہ سے لکھا متشابہ کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ اس کا علم دنیا میں نہیں ہو سکتا بلکہ آخرت میں ہو گا اور انزال متشابہ کا مقصد لوگوں کا ابتلا ہے۔

هذا في حقنا لان المتشابهات كانت معلومة للنبي عليه السلام — تو یہ امت کا معاملہ ہے کیونکہ تمام متشابہات حضور کے علم میں ہیں۔

(شرح المنار، ۲۶۷)

۳۔ علامہ محمد فیض الحسن سہارنپوری نے حاشیہ اصول شاشی میں متشابہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا جس کی معرفت دنیا میں نہ ہو سکے لیکن یہ۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالنسبة الی الامة واما بالنسبة الی النبی علیہ الصلاۃ والسلام معلوم وقت نزول القرآن۔ (عمدۃ الحواشی، ۷۲)	تعریف امت کے اعتبار سے ہے رہا حضور ﷺ کا معاملہ تو آپ وقت نزول قرآن سے ہی ان سے آگاہ ہیں۔

۳۔تعریف بھی یوں ہے

لیجیے امام شمس الدین محمد بن حمزہ فناری (۸۳۴) نے اسی وہم کا ازالہ اور صحیح صورت حال واضح کرنے کے لیے متشابہ کی تعریف ہی ان الفاظ میں کر دی

مالا طریق لدرکہ للامۃ اما النبی علیہ السلام فربما تعلمہ باعلام اللہ تعالیٰ (فصول البدائع، ۱:۸۶)	جس کا علم و ادراک امت کو حاصل نہیں ہو سکتا ہاں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے انہیں جانتے ہیں۔

یہ ہیں وہ لوگ جو فقط تعریفات متشابہ سے ہی آگاہ نہیں بلکہ مقام رسول ﷺ سے بھی آگاہ ہیں، یہی وجہ ہے انہوں نے متشابہ کے تحت اہل علم کی تمام گفتگو کو سامنے رکھتے ہوئے تعریف ہی یہ کر دی کہ جس سے امت آگاہ نہ ہو، تا کہ اس کی تعریف سے بھی کسی کو وہم نہ ہو سکے۔ اس کے بعد بھی اگر کسی کے وہم کا ازالہ نہیں ہوتا تو اس کے لیے دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

۲۔علماء دیو بند کا موقف

دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے شاید علماء دیو بند مقطعات کو متشابہات سے ہی نہ مانتے ہوں اور ظاہر بھی یہی ہے۔ اس لیے انہوں نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کا علم مانتے ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز مانا ہے۔

مقطعات میں مختار قول

بحمد اللہ ہم نے قسط نمبر ۷ میں بڑی تفصیل کے ساتھ اشکار کر دیا ہے کہ مقطعات کے بارے میں مختار یہی ہے کہ یہ از قبیل متشابہات ہیں اور اس پر ہم نے وہاں نو شہادتیں پیش کیں ہیں، ان میں سے اہم یہ ہے کہ علماء نے متشابہ کی مثال ہی مقطعات کے ساتھ دی ہے یعنی اصول شاشی سے لے کر آخری کتاب تک ہر ایک نے انہیں از قبیل متشابہات ہی مانا ہے۔

تین تصریحات درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام نظام الدین شاشی متشابہ کی تعریف کے بعد مثال یوں دیتے ہیں۔

مثال المتشابه الحروف المقطعات من اوائل السور — متشابہ کی مثال سورتوں کی ابتداء میں آنے والے حروف مقطعات ہیں۔

(اصول الشاشی، ۴۵)

۲۔ امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی (۷۱۰) اپنے مشہور متن میں مثال متشابہ یوں دیتے ہیں۔

كالمقطعات فی اوائل السور — مثلاً اوائل سور میں آنے والے حروف مقطعات۔

۳۔ علامہ محب اللہ بہاری (۱۱۱۹) لکھتے ہیں۔

المتشابه كالحروف فی اوائل السور والید — متشابہ کی مثال اوائل سور میں حروف اور ید ہے۔

(مسلم الثبوت مع فواتح، ۲:۲۸)

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیصلہ کن بات

محترم قارن صاحب کے اس اقتباس سے ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ اس میں انہوں نے تسلیم فرما لیا ہے کہ علماء دیوبند مقطعات کا علم حضور علیہ السلام کے لیے مانتے ہیں اور ان کی تحقیق یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے درمیان راز و نیاز کا درجہ دیتے ہیں۔

اب تو فیصلہ ہو چکا

جب مقطعات کا علم حضور علیہ السلام کو حاصل ہے تو دیگر قرآنی متشابہات کا علم تو بطریق اولیٰ آپ علیہ السلام کو حاصل ہوگا کیونکہ تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ مقطعات، متشابہات سے زیادہ غامض و دقیق ہیں کیونکہ الفاظ متشابہات کے کم از کم معانی تو سمجھ آ جاتے ہیں مگر ان کی کیفیات کا علم نہیں ہو سکتا مثلاً استویٰ علی العرش کا معنی معلوم مگر کیفیت مجہول ہے لیکن مقطعات الم، حم، عسق، ص، طه تو ایسے حروف وکلمات ہیں جن کا لفظی معنی ہی سمجھ نہیں آتا چہ جائیکہ ان کی کیفیت معلوم ہو، جس سے آشکار ہو جاتا ہے کہ مقطعات کا معاملہ متشابہات سے ڈھیڑ اور گہرا ہے تو جو ذات اقدس مقطعات کے رموز سے آگاہ ہے وہ دیگر متشابہات سے بطریق اولیٰ آگاہ ہوگی۔

مقطعات، متشابہات سے زیادہ غامض

مقطعات کے دیگر متشابہات سے زیادہ غامض و دقیق اور گہرا ہونے پر درج ذیل تصریحات ملاحظہ ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ شیخ احمد ملا جیون (۱۱۳۰) اس حقیقت کو ان لفاظ میں اجاگر و بیان کرتے ہیں کہ متشابہ کی دو اقسام ہیں۔

نوع لا یعلم معناہ اصلاً کالمقطعات فی اوائل السور مثل الم حم فانھم یقطع کل کلمة عن الاخر فی التکلم ولا یعلم معناہ لا نہ لم یوضع فی کلام العرب لمعنی مالا لغرض الترکیب و نوع یعلم معناہ لغة لکن لا یعلم مراد اللہ تعالیٰ لان ظاھرہ یخالف المحکم مثل قولہ تعالیٰ ید اللہ ووجہ اللہ والرحمن علی العرش استویٰ ووجوہ یومئذ ناضرة الی ربھا ناظرة وامثالہ یسمیٰ ھذہ آیات الصفات	پہلی قسم ان کا بالکل معنی نہیں آتا مثلاً اوائل سور میں مقطعات جیسے الم حم ان کا ہر کلمہ دوسرے سے پڑھنے میں جدا ہے اور اس کا معنی معلوم نہیں کیونکہ کلام عرب ان کا کوئی معنی نہیں ہاں ان کی وضع ترکیب کلمات کے لیے ہے، دوسری قسم متشابہ کا لغۃً معنی معلوم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی مراد معلوم ہیں لیکن اس کا ظاہر محکم کے مخالف ہوتا ہے مثال ارشاد الٰہی ہے ید اللہ، وجہ اللہ، الرحمٰن علی العرش استویٰ، ووجوہ یومئذ وغیرہ دیگر آیات صفات۔

(نور الانوار، ۹۴)

۲۔ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی ، الم کے تحت آیات کی تین اقسام محکمات، متشابہات اور مقطعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''آیات کی دوسری قسم متشابہات ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الفاظ کا معنی تو معلوم ہے مگر ان کی حقیقت پوشیدہ ہے مثلاً آیت کریمہ "الرحمن علی العرش استوی" میں رحمٰن، عرش اور استویٰ کے معانی معلوم ہیں مگر اس کی حقیقت انسانی ذہن میں نہیں آ سکتی۔ غامض اور دقیق ہے گویا معنی تو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر جلوہ گر ہے مگر جلوہ گر ہونے کی کیفیت ذہن انسانی کے بس کی بات نہیں ایسی آیات متشابہات کہلاتی ہیں۔

تیسری قسم کی آیات مقطعات کہلاتی ہیں یہ مفرد حروف ہیں جو قرآن پاک کی انتیس سورتوں کے ابتداء میں آئے ہیں سورۃ بقرہ بھی انہیں میں سے ہے جو الم سے شروع ہوتی ہے دوسرے مقامات پر نٓ، قٓ، صٓ، المرٓ، یس، طسم وغیرہ کے حروف آئے ہیں۔ مقطعات کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کا متن واضح اور نہ ان کی مراد معلوم ہے۔ (معالم العرفان، ۱:۳۴)

۳۔ شیخ محمد بن فراموز ملا خسرہ (۸۸۰) متشابہ کی اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اس کی دو اقسام ہیں۔

الاول متشابه اللفظ ان لم يفهم منه شئ كالمقطعات فی اوائل السور نحوطه ...... قيل انها ليت من المتشابه ...... والاكثرون على الاول الثانی متشابه المفهوم ان استحال ارادته كالا ستواء	اول متشابہ اللفظ اس سے کوئی شی سمجھ نہ آئے مثلاً اوائل سور میں مقطعات جیسے طٰہٰ ...... بعض نے کہا یہ متشابہات میں سے نہیں ...... اکثر انہیں متشابہات میں شامل مانتے ہیں دوسری متشابہ المفہوم کہ ان کی مراد محال مثلاً استوا علی العرش۔

(مرقاۃ الوصول، ۱:۲۱۲)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوٹ: یہاں بھی انہوں نے واضح کیا کہ مقطعات کا از قبیل متشابہات ہونا اکثریت کا اور مختار موقف ہے۔

۸۔ متشابہ فی الاصل

بلکہ اہل علم نے مقطعات کو متشابہ فی الاصل اور دیگر کو متشابہ فی الوصف قرار دیا ہے صاحبِ المنار نے متشابہ کی مثال حروف مقطعات سے دی تو اس کی تفصیل میں امام عزالدین عبداللطیف ابن الملک (۸۰۱) لکھتے ہیں۔

کقوله تعالیٰ ق، ن، الم هذا متشابه فی الاصل وقد یکون تشابه فی الوصف کرؤیة الله تعالیٰ فی الاخرة	جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ق، ن، الم، اصلاً متشابہ ہیں کبھی متشابہ وصف میں ہوتا ہے جیسے آخرت میں دیدار الٰہی۔

(حاشیہ المنار، ۳۶۹)

۹۔ منسوخ الحکم آیات اور متشابہ

قرآنی متشابہات پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتے تو پھر ان سے اللہ تعالیٰ کا خطاب فرمانا مہمل و بے فائدہ ہوجائے گا اور یہ نہایت ہی بعید بات ہے، اس کا جواب اہل علم خصوصاً احناف نے یہی دیا کہ تمام مخاطبین کا جاننا ضروری نہیں بلکہ بعض کا جاننا ہی کافی و وافی ہوتا ہے۔ چونکہ انہیں رسول اللہ ﷺ سمجھتے ہیں اور وہی اولین مخاطب ہیں لہٰذا اعتراض ساقط و ختم، اس کی تفصیل اوپر گزری۔

محترم قارن صاحب کا کہنا ہے کہ اس جواب (جو تمام اہل علم نے دیا)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بجائے منسوخ الحکم آیات والا جواب دیا جائے۔ لکھتے ہیں۔

اس کا حل اس جواب کی روشنی میں حاصل کر لینا چاہیے جو منسوخ الحکم آیات پر اعتراض وارد ہوا اور حضرات فقہا کرام نے اس کا جواب دیا۔

اعتراض، یہ ہوا کہ جب آیات کا حکم منسوخ ہے تو پھر ان کی تلاوت کو کیوں باقی رکھا گیا یہ تو بے فائدہ ہے اس کا جواب امام سرخسی نے بھی یہی دیا کہ قرآنی آیات کی تلاوت کے ساتھ دو حکم مقصودی ہوتے ہیں۔

ایک یہ اس کو پڑھ کر نماز کا جواز ہوتا ہے۔

دوسرا حکم یہ ہوتا ہے کہ یہ نظم معجز ہے۔

پھر آگے امام سرخسی نے منسوخ الحکم آیات کو باقی رکھنے کی مثال ہی متشابہات سے دی اور فرمایا الا تری ان المتشابه فی القرآن انما ثبت هذاان الحکمان فقط۔ (اصول سرخسی ،۲،۸۰)

متشابہ اور امام سرخسی

پہلے ہم امام شمس الائمہ سرخسی کا موقف "رسول اللہ ﷺ اور علم متشابہات" کے بارے میں واضح کر دیتے ہیں تا کہ حقیقت حال سے خوب آگاہ ہو سکے، آپ نے تمام اقساط میں ملاحظہ کیا ہوگا علماء احناف جب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو اپنے دو بزرگوں امام فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲) اور امام شمس الائمہ سرخسی (۴۹۰) کا حوالہ بھی دیتے ہیں کیونکہ ان دونوں نے احناف کے موقف کو بڑے ہی عمدہ پیرائے میں بیان کر دیا ہے۔

یہاں ہم صرف امام سرخسی کا حوالہ لا رہے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد سرخسی (۴۹۰) حضور ﷺ کے اجتہاد مبارک کی شان اشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، اجتہاد معانی نصوص کے علم پر مبنی ہوتا ہے۔

ولا شک ان درجته فی ذلک اعلیٰ من درجة غیره وقد کان یعلم المتشابه الذی لا یقف احد من الامة بعده علی معناه. (اصول سرخسی، ۲، ۹۴)

یقیناً بلاشبہ حضور ﷺ کا درجہ اس میں دوسروں سے کہیں بلند ہے آپ ہیں جس کے معانی سے آپ ﷺ تو متشابہات کا علم بھی رکھتے کے بعد کوئی امتی آگاہ ہی نہیں ہوسکتا۔

اشکال میں فرق

یاد رہے متشابہ اور منسوخ الحکم آیات کے حوالہ سے مخالفین قرآن نے جو اشکال اٹھایا اس میں بھی فرق ہے متشابہات، کے حوالہ سے اشکال یہ ہے کہ جب ان کا مفہوم ہی کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تو ان کا انزال بے فائدہ اور ان سے خطاب لغو اور خطاب بالمُھمل قرار پائے گا اسی لیے اصولیین نے اسے مثال سے یوں سمجھایا۔

کالتکلم بالذنجی مع العربی

جیسے کوئی حبشی کسی عربی سے گفتگو کرے۔

تو انہیں ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے کچھ سمجھ نہیں آتا، اسی طرح اگر متشابہ سے بھی کسی کو کچھ سمجھ نہ آئے تو اس خطاب کا فائدہ ہی باطل

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹھہرے گا۔

جبکہ منسوخ الحکم آیات پر یہ اعتراض نہیں بلکہ وہاں اشکال یہ ہے کہ جب یہ حکم سے خالی ہیں تو انہیں باقی رکھنے کا فائدہ کیا؟ وہاں یہ اشکال نہیں کہ یہ کسی کے فہم وسمجھ میں نہیں آتیں کیونکہ ان کا معنی ومفہوم واضح واشکار ہے، اس پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ان پر عمل ہوتا رہا، ان کے احکام جاری رہے ہاں بعد والی وحی نے ان کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

اگر ہم کہیں کہ یہ بھی سمجھ نہ آتی تھیں تو پھر ان پر عمل اور ان کے احکام کا اجراء کیسے ہوا؟ یقیناً ہم سب کا اس پر اتفاق ہے کہ ان آیات مبارکہ پر دوسرا حکم آنے تک عمل ہوتا رہا۔

الغرض متشابہ میں خطاب کا عدم فہم اور منسوخ الحکم آیات میں عدم حکم اور بقا کا معاملہ ہے تو جب اشکال ایک نہیں تو جواب بھی یہ نہ ہوگا بلکہ جواب وہی ہونا چاہیے جو تمام اہل علم نے دیا کہ یہ خطاب رسول اللہ ﷺ سمجھتے ہیں اگرچہ امت نہیں سمجھ پاتی۔

مثال کیوں دی؟

ہاں اب سوال یہ پیدا ہوگا جب اشکال میں فرق ہے تو جواب میں امام سرخسی نے متشابہات سے مثال کیوں دی؟ تو اس کا جواب بھی سن لیجئے تاکہ معاملہ نہایت ہی اشکار ہو جائے۔ پیچھے ابھی آپ جان چکے امام سرخسی نے تصریح کی ہے کہ متشابہات کو امت نہیں جان سکتی رسول اللہ ﷺ انہیں جانتے ہیں تو وہی سوال اٹھا کہ جب امت ان کا معنی نہیں جان سکتی تو پھر انہیں باقی رکھنے کا کیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ؟ گویا اب اشکال دونوں (متشابہ اور منسوخ الحکم آیات) پر ایک ہے اس کا جواب امام سرخسی نے دیا۔ان کی بقا میں یہ فوائد ہیں۔

الغرض اما سرخسی کے متشابہ کو درمیان میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دونوں مشترک ہیں کہ انہیں باقی کیوں رکھا گیا؟

اسے ہم یوں بھی بیان کرسکتے ہیں کہ امام سرخسی کی یہ گفتگو متشابہات پر دوسرے اعتراض (جب امت نہیں جانتی تو باقی کیوں؟) کے جواب میں ہے نہ کہ اس بنیادی اعتراض پر (کہ اگر یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتے) تو ان سے خطاب بے فائدہ باطل ہوگا) اس بنیادی سوال کا جواب پیچھے گزر چکا کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں جانتے ہیں لہٰذا خطاب بے فائدہ نہیں۔

اہم تائید

اس پر ایک تائید بھی موجود ہے، شوافع کے بارے میں ہم سب (بشمول قارن صاحب) جانتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو متشابہات کا عالم مانتے ہیں انہوں نے بھی انزال متشابہات کی جو حکمتیں اور فوائد بیان کیں ہیں ان میں بھی منسوخ الحکم آیات کا حوالہ موجود ہے۔

امام بدرالدین زرکشی (۷۹۴ھ) رقمطراز ہیں۔

انزاله ابتلاءً وامتحاناً بالوقف	ان کا انزال بطور ابتلا وامتحان ہے تا
فيه والتعبد بالاشتغال من جهة	کہ ان میں خاموشی اختیار کی جائے
التلاوة وقضاء فرضها وان لم	انہیں تلاوت کر کے عبادت اور

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يقفوا على ما فيها من الاسرار الذی يجب العمل به اعتباراً بتلاوة المنسوخ من القرآن وان لم يجز العمل بما فيه من المحكم

فرائض کی ادائیگی ہو اگرچہ ان کی مراد سے آگاہی نہیں کہ اس پر عمل کریں جیسے کہ وہ آیات محکمہ جن کا حکم منسوخ ہے ان پر عمل جائز نہیں مگر ان کی تلاوت کی جاتی ہے۔

(البرہان، ۲، ۸۶)

الغرض یہ تمام گفتگو رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے نہیں امت کے حوالہ سے ہے۔

منسوخ الحکم کے بارے میں محقق رائے

منسوخ الحکم آیات (بمعنی آیت بالکل حکم سے خالی) کیا قرآن میں موجود ہیں؟ اس بارے میں جو محققانہ رائے ہے اسے بھی سامنے لانا چاہیے۔ محققین نے اس رائے کو قبول کیا ہے یا نہیں؟ تو واضح یہی ہے کہ محققین نے اس رائے کو قبول نہیں کیا، اگرچہ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں تاہم ایک اشارہ ضروری ہے، سید انور شاہ کشمیری کا یہ نوٹ قابل دید ہے۔

انكرت النسخ رأساً و ادعيت ان النسخ لم يردفي القرآن رأساً اعنى بالنسخ كون الاية منسوخة فی جميع ماحوته بحيث لا تبقى معمولة فی

میں نسخ کا بالکل انکاری ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ قرآن میں نسخ ہرگز نہیں اور اس نسخ سے میری مراد کسی آیت کا اپنے تمام مشتولات سے منسوخ ہونا ہے کہ وہ اپنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جزئی من جزئیا تها فذلک عندی غیر واقع وما من اية منسوخة الا وهی معمولة بوجه من الوجوه وجهة من الجهات

جزئیات میں سے کسی جزئی میں بھی قابل عمل نہ ہو اس کا میرے نزدیک ہرگز وقوع نہیں جو بھی آیت منسوخ ہے وہ کسی نہ کسی وجہ اور جہت کے اعتبار سے معمول بہا ہے۔

اگر آپ کہیں شاہ صاحب کا یہ مقام تمہاری سمجھ میں نہیں آیا تو ہم مولانا بنوری کی شرح بھی نقل کر دیتے ہیں۔ تا کہ معاملہ بہت ہی آشکار ہو جائے لکھتے ہیں۔

والشیخ یقول لا یکاد یوجد شئ من القرآن المتلو منسوخاً بحیث لا یبقی حکمه فی وجه الوجوه او محمل من المحامل بل لاجرم یوجد حکمه مشروعاً فی مرتبة من المراتب وحال من الاحوال و زمن من الازمان. (یتیمۃ البیان، ۷۹)

شیخ نے فرمایا کہ قرآن متلو کی کوئی شی اس طرح منسوخ نہیں کہ اب اس میں کسی قسم کا کوئی حکم یا اس کا کوئی محمل ہی نہیں رہا بلکہ لازم ہے کہ اس میں حکم ہو خواہ وہ کسی مرتبہ، حال اور زمانہ میں ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بندہ کا شاہ صاحب سے سو فیصد اتفاق ہے اب قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں جو حکم سے خالی ہو۔

تو جب منسوخ الحکم آیات کا اپنا معاملہ بایں معنیٰ قابل غور اور محل نظر ہے تو انہیں دوسری آیات پہ اعتراض کے جواب کی مثال بنانا مناسب نہیں بلکہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالف کو اور شیر بنانے والی بات ہے پھر یہ بنیادی سوال کا جواب بھی نہیں جیسا کہ اوپر تفصیلاً آچکا ہے۔

۱۰۔دروازہ کھلا رہتا ہے

رہی محترم قارن صاحب کی یہ بات کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مقطعات و متشابہات کا علم مان بھی لیں تو قرآن پر اعتراضات کا دروازہ پھر بھی کھلا ہی رہے گا، ان کے الفاظ ہیں۔

اگر حضور ﷺ کے لیے مقطعات کا علم مان بھی لیں تو اعتراضات کا دروازہ تب بھی کھلا ہی رہتا ہے اور کئی قسم کے اعتراضات ہو سکتے ہیں۔

(نصرۃ العلوم،۴۲ اکتوبر ۲۰۰۴)

حقیقت حال سے آگاہی

تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ معاملہ اعتراضات کا دروازہ کھلا رہنے کا نہیں بلکہ حقیقت حال کو سامنے لانے کا ہے اگر کسی کا معقول اعتراض ہو تو اس کا جواب دینا ضروری ہے جبکہ لا یعنی اعتراضات کا جواب دینا ہی مناسب نہیں ہوتا یعنی اگر طلب حق ہو تو پھر دلائل اور اگر مقصد محض عناد اور کٹ حجتی ہو تو قرآنی طریق ''قالوا سلاما'' ہے۔

وزنی اعتراض

یہاں تک بندہ کی سمجھ ہے مخالفین قرآن کی طرف سے متشابہات کے حوالہ سے جو بنیادی سوال تھا اگر یہ کسی کو بھی سمجھ نہیں آتے تو خطاب کا کیا معنی؟ وزنی اور معقول اعتراض تھا، مگر اللہ کا شکر ہے امت کے اہل علم نے اس کا جو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب دیا وہ اس اعتراض سے کہیں بڑھ کر معقول ہے جب کسی منصف کے سامنے یہ سوال و جواب آئے گا تو وہ فیصلہ امت مسلمہ کے حق میں ہی دے گا، اور سنت الٰہیہ بھی یہی ہے۔ معقول بات کو لیا جائے اور غیر معقول کو نظر انداز کر دیا جائے یہی وجہ ہے جب حضور سے مخالفین نے کہا۔

لو لا یکلمنا اللہ او تأ تینا ایة (البقرہ، ۱۱۸)	اللہ تعالیٰ ہم سے خود کیوں نہیں کلام کرتا یا تم اور کوئی نشانی لاتے۔

تو اس کے جواب میں فرمایا سابقہ لوگوں نے بھی یہ بات کہی تھی (مگر وہ ایمان نہ لائے)

اس کے تحت امام فخر الدین رازی (۶۰۶) نے خوب لکھا، کیا وجہ انہیں مزید کوئی نشانی اور مخاطبہ کیوں عطا نہ کر دیا، اس کی تین وجوہ لکھیں ان میں پہلی یہ ہے، جو دلائل بصورت قرآن اور بصورت رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے رکھے۔

فلو کان غرضه طلب الحق لا کتفي بتلک الادلة فحيث لم يکتف بها وطلب الزائد عليها علمنا ان ذلک للطلب من باب العناد واللجاج فلم تکن اجابتها واجبة (مفاتیح الغیب، جز ۴، ۲۷)	اگر ان مخالفین کی نیت طلب حق ہوتی تو ان کے لیے یہ دلائل کافی تھے لیکن جب انہوں نے ان پر اکتفا کرنے کے بجائے اور دلائل مانگے تو معلوم ہو گیا یہ مطالبہ عناد اور جدال کے لیے ہے تو اب ان کا جواب لازم نہیں رہا۔

اسی طرح ہم نے بھی یہی دیکھنا ہے اگر کسی کا معقول اعتراض ہے تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا جواب معقول انداز سے دیا جائے گا اور اگر کوئی محض کٹ حجتی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو پھر اس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

مخالفین کی خاموشی

بندہ کے مطالعہ کے مطابق متشابہاتِ قرآنی پر مخالفین کے اس اعتراض کا جب اہل علم نے جواب دیا تو وہ اس قدر معقول تھا کہ اس پر مخالفین نے خاموشی اختیار کر لی البتہ دیگر حوالوں سے اور اعتراضات بھی ہیں مثلاً انہیں باقی رکھنے کا کیا فائدہ؟ تو اس کا جواب بھی دیا گیا جیسا کہ پیچھے گفتگو آچکی ہے، لہٰذا صرف یہ کہہ کر گزر جانا ''چونکہ اعتراضات کا دروازہ پھر بھی کھلا رہے گا۔ ہرگز مناسب نہیں، الغرض یہاں تک ممکن ہو اعتراضات کا دروازہ بند کرنے کی ہی کوشش ہونی چاہیے، بحمد اللہ، امت مسلمہ نے اسی راہ کو اپنا رکھا ہے۔

تین اعتراضات

محترم قارن صاحب نے صرف اعتراضات کا دروازہ کھلا رہنے کی بات ہی نہیں کی بلکہ تین ممکنہ اعتراضات بھی تحریر کر دیئے لہٰذا ہم پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ ہم ان کی بھی خبر لیں اگرچہ پیچھے بات ضمناً آچکی ہے مگر انہوں نے صراحۃً سوالات کیے ہیں تو جواب بھی صراحۃً ہی آنا چاہیے۔

ان کا جائزہ

انہوں نے پہلا اعتراض یہ اٹھایا ہے۔

قرآن کریم تو حضور علیہ السلام اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت اس صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ اس کا مفہوم واضح ہو

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر حضور علیہ السلام کے لیے مفہوم واضح اور دوسروں کے لیے غیر واضح ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ قرآن کریم کا ایک حصہ حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ مختص ہے حالانکہ ایسا نظریہ تو کسی کا نہیں ہے۔ (نصرۃ العلوم،۴۲)

کچھ قرآنی علوم کا حضور ﷺ کے ساتھ مختص ہونا

قرآن و سنت کی روشنی میں امت کا عقیدہ ہے کہ جو قرآنی اسرار و معارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیب ﷺ پر کھلے وہ تمام کسی بھی امتی پر نہیں کھل سکتے۔ تمام مخلوق کے علم کو جمع کریں تو وہ آپ ﷺ کے علم کے مقابلہ میں قطرہ کی حیثیت نہیں رکھتا کچھ قرآنی علوم ایسے ہیں جو صرف آپ ﷺ کا ہی خاصہ ہیں اور ان کے بتانے کا آپ ﷺ کو پابند نہیں کیا گیا، چند دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام ابو بکر بن حسین بیہقی (۴۵۸) نے امام ابو العباس احمد بن القاص (۳۳۵) سے حضور ﷺ کا یہ خاصہ مبارکہ نقل کیا۔

کلف رسول اللہ ﷺ من العلم وحدہ ما کلف بہ الناس باجمعھم ''حضور ﷺ کو تنہا اس قدر علوم کا مکلف بنایا گیا ہے جس کا تمام لوگوں کو مکلف ٹھہرایا ہے۔

پھر اس پر یہ حدیث ''بینما انا نائم اذرأیت قدحاً رأیت بہ فیہ لبنا'' نقل کی۔

۲۔ امام حافظ قطب الدین خیضری (۸۹۴) نے مذکورہ حدیث سے وجہ استدلال واضح کرتے ہوئے لکھا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فكل حق من العلم ظهر في عصره ﷺ وفي سائر الاعصار بعده الى ان تقوم الساعة فهو جزء يسيرمن علمه ﷺ	جو بھی علوم آپ ﷺ کی ظاہری حیات اور تا قیامت تمام زماوں میں ظہور پذیر ہوئے یہ حضور ﷺ کے علم مقدس کا ایک چھوٹا سا جز ہیں
لقد احسن البوصيرى ناظم البردة فى قوله فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم	امام بوصیری صاحب البردہ نے خوب کہا، یا رسول اللہ، دنیا و آخرت آپ کے جود کا جز ہے اور لوح و قلم کا علم اپ کے علوم کا جز ہیں۔

(اللفظ المکرم، ۵۸)

۳۔ حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴) نے اس شعر کی تشریح میں تحریر کیا، لوح و قلم کا علم۔

يكون سطراً من سطور علمه ونهراً من بحور علمه	آپ ﷺ کی علمی سطور سے ایک سطر اور آپ کے سمندر سے ایک نہری کی مثل ہے۔

(الذبدة، ۱۱۷)

۴۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (۸۴۹) اس شعر کے تحت لکھتے ہیں۔

اى الدنيا والاخره قطرة من جودك (وعلم اللوخ والقلم) قليل من علومك الدينية التى	یعنی دنیا و آخرت آپ کے بحر جود و سخا سے ایک قطرہ اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم دینیہ کی نسبت بہت کم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعطاک تعالیٰ اوما فی اللوح له نهایة ولیس لعلوم باطنک نهایة اذهو ینبوع من بحار علومک

(شرح بردہ، ۳۴۳)

ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیے یا لوح وقلم کے علم کی حد ہے مگر آپ کے علوم باطنیہ کی کوئی حد نہیں کیونکہ اس کا علم آپ کے علم کے سمندر سے ایک چشمہ ہے۔

۵۔ مولانا بحر العلوم عبد العلی محمد لکھنوی (۱۲۲۵) حضور ﷺ کی شان علمی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وعلمه علوما بعضه ماحتوىٰ علیه القلم الاعلیٰ وما استطاع علی احاطتها اللوح الادنیٰ لم یلد الدهر مثله من الازل ولم یولد الی الابد فلیس له فی السمٰوات والارض کفوا احد

(حاشیہ الدولۃ المکیۃ، ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو علوم عطا فرمائے ہیں قلم اعلیٰ، کے علوم اس کا جز ہیں اور لوح کامل ان کا احاطہ نہیں کرسکتی، ازل سے آپ کی مثل پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا، آسمانوں اور زمین میں آپ کی مثل اور ہم پلہ ہے ہی نہیں۔

۶۔ امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی (۷۹۰) تذکرہ قواعد میں آپ ﷺ کے بارے میں ذکر کرتے ہیں قاعدہ واصول یہ ہے۔

ان جمیع ما اعطیته هذه الامة من المزایا والکرامات والمکاشفات والتأییدات وغیرها من الفضائل انما هی مقتبسة من مشکاة نبینا

امت کو جو کمالات، کرامات، مکاشفات، تائیدات اور دیگر فضائل نصیب ہوئے وہ تمام ہی حضور ﷺ کے چراغ سے مستنیر ہیں ہاں حسب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ لكن على مقدار الاتباع فلا يظن ظان انه حصل على خير بدون وساطة نبوته كيف وهو السراج المنير الذی يستضئ به الجميع ...... كل مانقل عن الاولياء والعلماء اوينقل الیٰ يوم القيامة من الاحوال والخوارق والعلوم والفهوم وغيرها فهی افراد جزئيات داخلة تحت كليات مانقل عن النبی ﷺ ...... فكذلک الاوصاف الظاهرة على الامة لم تظهر الامن جهة النبی ﷺ	درجہ اتباع ، لہٰذا کوئی یہ تصور نہ کرے کہ کوئی بھی خیر آپ کی نبوت کے واسطے کے بغیر حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ ﷺ ایسے سراج منیر ہیں کہ تمام انہیں کی بنا پر روشن ہیں قیامت تک جو کچھ اولیاء، علماء سے اور دیگر سے بصورت احوال ، خوارق علوم، فہوم اور دیگر جزئیات منقول ہیں وہ تمام حضور ﷺ سے منقول کلیات کے تحت داخل ہیں اسی طرح امت کے اوصاف ظاہری بھی نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔
(الموافقات،۲،۲۵۹،۲۶۰)	

ان حوالہ جات سے بات تو واضح ہو جاتی ہے مگر چند تصریحات ضروری ہیں۔

چند تصریحات

۱۔ پیچھے امام محمد بن سلیمان قدسی حنفی المعروف ابن نقیب (۶۹۸) کے حوالہ سے گزرا علوم قرآن کی تین اقسام ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول۔ ایسے علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص فرمائے ہیں اور وہ معرفت کنہ ذات اور مخصوص غیوب کا علم ہے۔

ثانی۔ ان میں سے دوسری قسم یہ بیان کی۔

مااطلع الله نبيه ﷺ من اسرار الكتاب واختصه به وهذا لايجوز الكلام فيه الاله ﷺ اولمن اذن له و اوائل السور من هذا القسم

ایسے علوم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بصورت اسرار کتاب عطا فرمائے اور انہیں آپ ﷺ کا خاصہ بنایا، اس میں حضور ﷺ یا جسے آپ اجازت دیں کے علاوہ کوئی کلام و گفتگو نہیں کر سکتا اور اوائل سور (مقطعات) اسی دوسری قسم (حضور کے علوم مخصوصہ) میں شامل ہے

بعض نے انہیں قسم اول (اللہ کے مخصوص علوم) میں شامل کیا۔

ثالث۔ اس کے بعد تیسری قسم علوم قرآنی کی ان الفاظ میں بیان کی۔

علوم علمها الله نبيه ﷺ لما اودع كتابه من المعانى الجلية والخفية وامره بتعليمها (الاتقان)

ایسے علوم جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ودیعت فرمائے حضور ﷺ کو ان کی تعلیم دی خواہ وہ جلی ہیں یا خفی اور آپ ﷺ کو ان کو آگے بتانے اور تعلیم دینے کا حکم فرمایا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰) امام مری سے علوم قرآن کے بارے میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقل کرتے ہیں۔

جمع القرآن علوم الاولین والاخرین بحیث لم یحط بها علما حقیقة الا المتکلم بها ثم رسول الله ﷺ خلا ما استأثر به سبحانه ثم ورث عنه سادات الصحابة	قرآن میں اولین و آخرین کے علوم جمع ہیں ان کا علمی احاطہ حقیقۃً کلام فرمانے والا (اللہ) ہی کر سکتا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو علوم حاصل ہیں ماسوائے ان کے جو اللہ نے اپنے لیے مخصوص فرما رکھے پھر آپ سے سادات صحابہ وارث بنے۔
(روح المعانی)	

۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵) کی جو عبارات پیچھے گزری ہیں ان میں بھی یہی الفاظ تھے کہ تمام قرآن کے بیان کا وعدہ صرف حضور کے ساتھ ہے۔ لکھتے ہیں

"ثم ان علینا بیانه" کا تقاضا یہ ہے۔

ان بیان القرآن محکمه ومتشابهه من الله تعالیٰ للنبی ﷺ واجب ضروری	کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے محکمات اور متشابہات کا حضور ﷺ پر واضح کرنا ضروری و لازم ہے۔
(المظہری، ۱۰:۱۴۱)	

دوسرے مقام پر یہ الفاظ ہیں۔

لایجوز ان یکون شیٔ منها غیر مبین له علیه السلام والایخلو الخطاب عن الفائدة ویلزم	اور یہ جائز نہیں کوئی شی قرآن کی آپ ﷺ پر واضح نہ ہو ورنہ خطاب فائدہ سے خالی اور وعدہ کی خلاف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلف الوعد ورزی لازم آئے گی۔

(المظہری، ۲: ۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے تمام قرآن کے بیان کا وعدہ فرمایا نہ کہ امت کے ساتھ۔

۴۔ امام ابن قتیبہ (۲۷۴) متشابہ کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قد یجوز ان یکون عنه شئ یعلمه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحده لانه صلی اللہ علیہ وسلم ارسخ الراسخین فی العلم (المسائل والاجوبۃ، ۲۱۶)

ممکن ہے متشابہات سے کچھ کا علم فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ہوا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم میں تمام راسخین سے ارسخ ہیں۔

۵۔ امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی (۷۹۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبی کو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبر بالمغیبات للحاجة الیٰ ذلک و معلوم انه علیه الصلاة والسلام لم یخبر بکل مغیب اطلع علیه بل کان ذلک فی بعض الاوقات وعلی مقتضی الحاجات

(الموافقات، ۲: ۲۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے تحت غیبی خبریں دیں اور یہ واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام حاصل شدہ غیوب کی خبر نہیں دی بلکہ بعض اوقات اور حسب ضرورت ایسی خبروں سے نوازتے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

٦۔ مخفی رکھنے کا حکم

پھر متشابہات میں بھی علماء احناف نے جب یہ لکھا، حق یہی ہے۔ کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو وہاں انہوں نے مخالف قول کا رد بھی کیا اور لکھا آپ ﷺ کو جاننے کے باوجود ان کی مراد مخفی رکھنے کا حکم تھا۔

۱۔ علامہ محمد بن ولی (۱۱۰۲) ملاخسرو کی عبارت "واما النبی علیه السلام یعلمه " کے تحت لکھتے ہیں۔

اختلفوا فی ان النبی ﷺ هل علم المتشابهات اولا قیل لا وقیل علم ولكن الله تعالیٰ امره بكتمه وعدم اظهاره وقیل وهو الحق

(حاشیہ علی المرآۃ، ۱، ۴۲۱)

اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں یا نہیں؟ بعض نے کہا نہیں، بعض نے کہا رکھتے ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسے مخفی رکھنے اور عدم اظہار کا حکم دے رکھا ہے اور اسی کو حق قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ شیخ محمد عبدالرحمٰن محلاوی حنفی بحث المتشابہ میں لکھتے ہیں کیا حضور ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔ اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

قیل لا وقیل علم ولكن الله امره بكتمه وعدم اظهاره وهو الحق

(تسہیل الوصول، ۹۱)

بعض نے کہا نہیں رکھتے، بعض کے نزدیک رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسے مخفی اور اس کے عدم اظہار کا حکم دے رکھا ہے اور حق قول بھی یہی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵) حروف مقطعات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

والحق عندی انها من المشتابهات وهی اسرار بین اللّٰه تعالیٰ وبین رسوله ﷺ	میرے ہاں حق یہی ہے کہ یہ متشابہات میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں۔

(المظہری، ۱:۱۴)

۴۔ خلفاء راشدین کا قول موجود ہے لکل کتاب سروسر القرآن اوائل السور اور اس کا تمام امت نے یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ مقطعات، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز کا درجہ رکھتے ہیں پچھلی اقساط میں متعدد حوالہ جات گزرے چند یہاں بھی ملاحظہ کرلیں۔

۱۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے 'الم' کے تحت مقطعات کے بارے میں لکھا۔

قول اول یہ ہے کہ یہ حروف اسرار محبت میں کہ دیگر سے پوشیدہ کر کے اپنے پیغمبر حبیب ﷺ کو نشان دیدیا۔ لکھتے ہیں۔

التخاطب بالحروف المفردة سنة الاحباب فان سرا الحبيب مع الحبيب يجب ان لايطلع عليه الرقيب	حروف مفردہ کے ساتھ دوست و احباب سے گفتگو کرنا رائج و معمول ہے کیونکہ لازم ہے کہ حبیب کے ساتھ حبیب کے رازوں سے رقیب آگاہ نہ ہوں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اس قول کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لکل کتاب سروسر القرآن اوائل السور اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے لکل کتاب صفوۃ وصفوۃ ھذا الکتاب حروف التھجی (ہر کتاب کے کچھ منتخبات ہوتے ہیں، قرآن کے منتخبات حروف مقطعات ہیں)

(تفسیر عزیزی اردو جلد ا ص ۱۵۴)

۲۔ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے 'الم' کے تحت لکھا۔

ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصل معنیٰ تک اوروں کی رسائی نہیں بلکہ یہ بھید ہیں اللہ اور رسول کے درمیان جو بوجہ مصلحت وحکمت ظاہر نہیں فرمائے۔ (تفسیر عثمانی، ۳)

۳۔ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اسی مقام پر لکھا۔

ان حروف کے معانی سے عام لوگوں کو اطلاع نہیں دی گئی شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا گیا ہو۔ (بیان القرآن، ۱، ۲)

۴۔ مولانا جمیل احمد سکروڈوی دیوبندی، متشابہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان کی مراد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقف ہیں اس کی تائید صدیق اکبر کے اس قول سے ہوتی ہے فی کل کتاب سروسر القرآن ھذہ الحروف (کتاب میں کچھ راز کی باتیں ہوتیں ہیں اور قرآن میں اللہ اور رسول کے درمیان راز کی باتیں یہ حروف ہیں۔) (اجمل الحواشی، ۱۳۰)

۶۔ آپ نے قسط نمبر ۳ میں علماء دیوبند کے حوالہ سے تسلیم کیا اور لکھا کہ ان کی تحقیق یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقطعات سے آگاہ ہیں پھر ان کی یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبارت بھی نقل کی۔

جاز ان یکون النبی ﷺ مخصوصاً بالتعلیم بدون اذن البیان لغیرہ فیبقی غیر المعلوم لغیرہ (حاشیہ نور الانوار، ۹۳)	ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ ﷺ کو خصوصی طور پر اس کی تعلیم دی گئی اور پر اس کو ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہو تو یہ آپ علیہ ﷺ کے علاوہ اوروں کے لیے غیر معلوم ہی باقی رہے گا۔

اسی طرح بعض اور عبارات بھی ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقطعات ان حضرات (دیوبند) کے نزدیک حضور علیہ السلام کے حق میں متشابہات میں سے نہیں ہیں تو اس نظریہ کو اختیار کرتے ہوئے اگر مولانا شبیر احمد عثمانی نے ترجمہ قرآن کریم کے حاشیہ میں اور مولانا فخر الحسن صاحب نے التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی میں اور بعض دیگر حضرات (دیوبند) نے لکھ دیا ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ ﷺ کے درمیان راز ہیں تو یہ ان کی تحقیق ہے۔

ان تمام دلائل کے بعد آپ کے اس جملہ کا کیا معنی رہ جاتا ہے۔

مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم کا ایک حصہ حضور علیہ ﷺ کی ذات کے ساتھ ہی مختص ہے۔ حالانکہ ایسا نظریہ تو کسی کا نہیں ہے۔ (نصرۃ العلوم، ۴۲)

ہم نے حوالہ جات سے واضح کر دیا کہ یہ تمام امت کا نظریہ ہے، اگر یہ نظریہ نہیں آپ دکھائیں کسی نے لکھا ہو کہ علوم قرآن میں امت اور حبیب خدا علیہ ﷺ برابر ہیں یہ بات امتی تو کجا کوئی ادنی شعور رکھنے والا بھی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کوئی ضد کرتے ہوئے کہے یہ تو ہم مانتے ہیں مگر یہ کس نے لکھا ہے کہ قرآن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا کچھ حصہ حضورﷺ کے ساتھ مخصوص ہے تو اسے امت کے اس موقف پر ضرور نظر ڈال لینی چاہیے کہ مقطعات کا علم حضورﷺ کے ساتھ ہی مخصوص ہے تو گویا قرآنی مقطعات والی تمام آیات آپ کے ساتھ مخصوص ہیں تو ان کا مخصوص ہونا قرآن کے کچھ حصہ کا ہی مخصوص ہونا ہے۔

نوٹ: محترم قارن صاحب کی نقل کردہ عربی عبارت پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

بالفرض مان لیں

آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان علماء دیوبند نے مقطعات کو متشابہات میں سے نہیں مانا اس لیے آپ کے لیے مفید نہیں، ہم عرض کرتے ہیں یہاں ہم بالفرض مان لیتے ہیں کہ یہ لوگ انہیں متشابہات میں سے نہیں مانتے لیکن انہوں نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ مقطعات کا علم حضورﷺ کو حاصل ہے اور وہ فقط آپ کو ہی حاصل ہے کسی اور کو حاصل نہیں تو کیا اس سے ہمارے موقف کو تائید حاصل نہیں ہو جاتی کہ کچھ قرآنی علوم آپﷺ کا ہی خاصہ ہیں۔

باقی آپ کی یہ ذمہ داری ضرور بنتی ہے کہ ان کی تصریح دکھائیں، ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ لوگ احناف کے مختار قول (مقطعات، متشابہات میں سے ہیں) کے ہی قائل ہیں۔

دوسرا اعتراض

محترم قارن صاحب نے دوسرا اعتراض یہ اٹھایا ہے۔

کہ قرآن کریم میں ہے یعلمکم الکتاب ، اللہ تعالیٰ کا نبی تمہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الکتاب یعنی پوری کتاب کی تعلیم دیتا ہے اگر حروف مقطعات کا علم آپ کو تھا اور اس کے باوجود آپ نے امت کو تعلیم نہیں دی تو یہ فرمان خداوندی نعوذ باللہ صادق نہیں رہتا۔

تیسرا اعتراض

انہوں نے تیسرا اعتراض یہ اٹھایا

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذمہ داری لگائی لتبین للناس مانزل الیھم کہ جو لوگوں کی طرف اتارا گیا آپ اس کی وضاحت لوگوں کے سامنے کریں اور لوگوں کی طرف سارا قرآن اتارا گیا اگر متشابہات کا علم آپ کو تھا تو اس کی وضاحت بھی آپ کے ذمہ تھی۔ (نصرۃ العلوم، ۴۲)

جواب سنیئے

ان دونوں اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کو مقطعات و متشابہات کا علم تھا تو آپ نے لوگوں کو بتا کر اپنی ذمہ داری کیوں پوری نہ کی۔

اس کے جواب میں ہماری گزارش صرف اتنی ہے کہ ان کے بتانے کی ذمہ داری آپ پر تھی ہی نہیں اگر ان کے بیان کے ذمہ داری ہوتی پھر اعتراض ہوسکتا تھا لیکن جب یہ ذمہ داری ہی نہیں تو اعتراض کیوں؟

خطاب میں فرق

بلکہ اگر قرآن کے یہ دو مقامات سامنے ہوتے تو سوال ہی نہ ہوتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کرنے کے بات کی تو قرآن کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام اشیاء کی تفصیل بتانے والا کہا فرمایا نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئ لیکن جب لوگوں سے بیان کرنے کا حکم دیا تو فرمایا لتبین للناس ماانزل الیھم

یہ نہیں فرمایا جو تجھ پر نازل کیا ہے وہ تمام بیان کر دے۔

اسی فرق کو امام صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی (٦٧٢) نے یوں واضح کیا۔

لکن سر قولہ تعالیٰ لتبین للناس ما نزل الیھم ولم یقل ماانزل الیک

(اعجاز البیان فی تفسیر ام القرآن، ١١)

راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بیان کرو جو ان کے لیے نازل کیا گیا (یہ نہیں فرمایا) وہ تمام بیان کرو جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے۔

یعنی آپ ﷺ کے لیے قرآن تمام کائنات کی تفصیل ہے اور امت کو اس کی ضرورت کے مطابق بیان فرما دیا اور یہی آپ کی ذمہ داری تھی۔

٢۔ پھر "فاوحیٰ الی عبدہ مااوحیٰ" کے مقدس الفاظ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز ونیاز پر شاہد ہیں، اہل علم نے تصریح کی ہے یہ ایسے راز ہیں جن کا علم صرف رسول اللہ ﷺ کو ہی ہے۔

امام ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی (٤١٢) ان مبارک الفاظ کی تفصیل حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے یوں ذکر کرتے ہیں۔

بلا واسطۃ فیما بینہ وبین سرہ الی قلبہ لا یعلم بہ احد سواہ

جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بلا واسطہ علوم عطا فرمائے انہیں آپ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے امام واسطی سے بھی اس بارے میں نقل کیا۔

وما كان مخصوصاً به كان مستوراً وما بعثه به الى الخلق كان ظاهراً	جو علوم آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص کیے وہ مخفی ہی رہے اور جو مخلوق کے لیے دے کر بھیجا انہیں ظاہر کر دیا۔

(حقائق التفسیر، ۲، ۲۸۴)

۳۔ اس حوالہ سے علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے "یایها الرسول بلغ ماانزل" کے تحت جو گفتگو کی ہے وہ نہایت ہی علمی و تحقیقی ہے اس کے چند اقتباسات سے استفادہ ضروری ہے۔ لکھتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے تمام امت نے یہ استدلال کیا ہے کسی وحی کو آپ ﷺ چھپایا نہیں، کچھ بدعقیدہ لوگ کہتے ہیں۔ بطور تقیہ آپ ﷺ نے بعض ضروری چیزوں کو چھپایا، بعض صوفیا کہتے ہیں یہاں "ماانزل" سے۔

المراد تبليغ مايتعلق به مصالح العباد من الاحكام وقصد بانزاله اطلاعهم عليه واما ماخص به من الغيب ولم يتعلق به مصالح امته فله بل عليه كتمانه	مراد ان احکام کی تبلیغ ہے جن کا تعلق مصالح عباد سے ہے اور ان سے مقصود ان پر اطلاع ہے مخصوص غیبی علوم اور جن کا تعلق مصالح امت سے نہیں وہ آپ کے لیے ہی ہیں۔ بلکہ انہیں مخفی رکھنا آپ پر لازم ہے۔

اس کے بعد اس پر امت کے مسلمہ اہل معرفت کے اقوال ذکر کرتے ہوئے امام طیبی سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت "میں نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ ﷺ سے دو طرح کا علم سیکھا'' سے استدلال ذکر کیا۔ اس کے بعد لکھا۔

والتحقيق عندى ان جميع	میرے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے
ماعند النبى ﷺ من الاسرار	حضور ﷺ کے جمیع علوم خواہ وہ اسرار
الالهية وغيره من الاحكام	الہیہ ہیں یا احکام شرعیہ ان تمام پر
الشرعيه قد اشتمل عليه	قرآن مشتمل ہے۔ جو آپ پر نازل
القرآن المنزل فقد قال سبحانه	کیا گیا ارشاد الٰہی ہے (اور ہم نے
(ونزلنا عليک الكتاب تبيانا	نازل کی کتاب آپ پر جو ہر شی کی
لكل شى) وقال تعالى (مافرطنا	تفصیل ہے) دوسرا فرمان ہے (ہم
فى الكتاب من شئ)	نے کتاب میں کوئی شی چھوڑی نہیں)

پھر اس پر احادیث، اقوال صحابہ و ائمہ نقل کیے کہ اہل علم نے قرآن سے ہی حضور ﷺ کی تریسٹھ سالہ عمر مبارک کا بھی استخراج تک کیا ہے، اس کے بعد لکھا۔

وهذا مما لا يكاد ينتطح فيه	یہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس
كبشان فاذا ثبت ان جميع	میں کوئی بھی سینگ نہیں پھسائے گا
ذلک فى القرآن كان تبليغ	تو جب ان تمام کا قرآن میں ہونا
القرآن تبليغاله غاية ما فى	ثابت ہے تو تبلیغ قرآن، ان تمام کی
الباب ان التوقيف على تفصيل	تبلیغ قرار پائے گی (یعنی آپ ﷺ
ذلک سراً سراً و حكماً حكماً	نے قرآن کا ایک ایک لفظ امت کو
لم يثبت بصريح العبادة لكل	پہنچا دیا) زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا
احدوكم من سروحكم نبهت	ہے کہ ہر ایک کیلئے اس کے ایک
عليها الاشارة ولم تبينها العبارة	ایک راز اور ایک ایک حکمت کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ومن زعم ان هناک اسرار خارجة عن کتاب الله تعالیٰ فلقاها الصوفية من ربهم من ای وجه کان فقد اعظم الفرية وجاء باضلال ابن السبهل بلا مرية	تفصیل سے آگاہی صریح الفاظ میں نہیں بہت سارے ایسے اسرار وحکم ہیں جنہیں اشارہ واضح کر دیتا ہے مگر الفاظ کام نہیں آتے البتہ جنہوں نے یہ بدگمانی کی کہ کچھ اسرار قرآن سے باہر ہیں جو صوفیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور طریق سے حاصل ہو جاتے ہیں تو ایسی بات سراسر جھوٹ ، فراڈ اور گمراہی ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ صوفیاء کو حاصل ہونے والے اسرار خارج سے نہیں بلکہ قرآن ہی سے اس فہم قدس کی بنا پر حاصل ہوتے ہیں۔ جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی طور پر ودیعت ہوتا ہے اس پر تائید حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے لائے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا۔

هل عندكم کتاب خصكم به رسول الله ﷺ؟	کیا تمہارے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے صرف تمہیں ہی دی تھی۔؟

فرمانے لگے ایسا نہیں ہے ہمارے پاس

الا کتاب الله تعالیٰ اوفهم اعطيه رجل مسلم	صرف کتاب اللہ (قرآن) ہے یا وہ فہم ہے جو کسی مسلمان کو بطور خصوصی عطیہ دیا جاتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

ویفهم منه، کما قال القسطلانی، جواز استخراج العالم من القرآن بفهمه مالم یکن منقولاً عن المفسرین اذا وافق اصول الشریعة

(روح المعانی، جز ۶، ۲۸۹)

اس سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے (جیسا کہ امام قسطلانی نے فرمایا) کہ کسی عالم کا قرآن سے اپنے فہم سے ایسے حکم کا استخراج جائز ہے جو مفسرین سے منقول نہیں بشرطیکہ وہ اصول شریعت کے موافق ہو۔

یہی وجہ ہے علوم قرآن میں صحابہ کے بھی مختلف درجات ہیں مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جو علوم قرآنی میں مہارت و درجہ حاصل ہے وہ کسی میں کہا؟ اور اس کی وجہ حضور ﷺ کی یہ دعا تھی۔

اللهم علمه تاویل الکتاب

اے اللہ اسے قرآنی تاویل کا علم عطا فرما۔

کس کے پہچانے کی ذمہ داری ہے؟

پیچھے علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰) کی "یایها الرسول بلغ ماانزل الیک" کے تحت خوب گفتگو گزری، اسی آیت مبارکہ کے تحت چند دیگر مفسرین کی تصریحات بھی ملاحظہ ہوں جس میں انہوں نے نہایت ہی واضح اور دوٹوک انداز میں اس حقیقت کو اشکار کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور ﷺ پر کس چیز کی امت کو پہنچانے کی ذمہ داری ہے اور کس کی نہیں، آپ ﷺ نے قرآنی وحی کا ایک ایک لفظ امت تک پہنچا دیا اور ان کی ضرورت کے مطابق ان کی معانی سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگاہ بھی کیا، اسے مفسرین نے یوں تعبیر کیا، جو احکام اور ان کے متعلقات تھے وہ تمام کے تمام آپ ﷺ نے امت تک پہنچا دیے لیکن کچھ ایسے اسرار بھی ہیں جن کی تبلیغ امت کے لیے آپ پر لازم تھی، آیئے چند تصریحات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ امام ابوالسعود محمد بن محمد عمادی حنفی (۹۵۱) اس حقیقت کو اپنے ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اے میرے رسول

(بلغ ما انزل الیک) ای جمیع ما انزل الیک من الاحکام وما یتعلق بھا کائناً ما کان ...... (وان لم تفعل) ما امرت بہ من تبلیغ الجمیع بالمعنی المذکور کما ینبیٔ عنہ قولہ تعالیٰ (فما بلغت رسالتہ) فان مالا تعلق بہ الاحکام اصلاً من الاسرار الخفیۃ لیست مما یقصد تبلیغہ الی الناس

(ارشاد العقل السلیم، ۳۔۶۰)

(بلغ ماانزل الیک) یعنی تم پر جو تمام احکام اور ان کے متعلقات نازل کیے گئے ہیں خواہ وہ کوئی ہیں انہیں لوگوں تک پہنچاؤ (وان لم تفعل) اور اگر تم نے نہ پہنچائے جن کا تمام بمعنی مذکور (احکام اور ان کے متعلقات) کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ یہ ارشاد اس پر دال ہے (فما بلغت رسالتہ) تو تم نے پیغام نہیں پہنچایا کیونکہ جن چیزوں کا تعلق احکام سے بالکل نہیں مثلاً مخفی اسرار ان کی لوگوں تک تبلیغ مقصود ہی نہیں۔

۲۔ امام سلیمان الجمل (۱۲۰۴) نے انہی کی گفتگو کا خلاصہ ان الفاظ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذکر کر دیا ہے، امام جلال الدین محلی نے "یا ایھا الرسول بلغ" کے تحت کہا جمیع (ماانزل الیک من ربک) اس جمیع کی تشریح کرتے ہوئے لکھا۔

ای من الاحکام وما یتعلق بھا	یعنی تمام احکام اور ان کے متعلقات،
واما الاسرار التی اختصت بھا	مراد ہیں ایسے اسرار جو صرف
فلا یجوز لک تبلیغھا	حضور ﷺ کا خاصہ ہیں ان کی تبلیغ
(الفیوضات الالھیہ، ۱۔۱۵۰)	آپ ﷺ کے لیے جائز نہیں۔

۳۔ امام قاضی بیضاوی (۶۸۵) اس حقیقت کو یوں اشکار کرتے ہیں۔

وظاھر آیۃ یوجب تبلیغ کل	ظاہر آیت سے تو تمام نازل شدہ کی
ماانزل ولعل المرادبہ تبلیغ	تبلیغ کا لزوم ہو رہا ہے۔ لیکن ممکن
مایتعلق بہ مصالح العباد وقصد	ہے یہاں ان کی تبلیغ مراد ہو جن کا
بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من	تعلق بندوں کے مصالح سے ہو اور
الاسرار الا لھیۃ ما یحرم افشائہ	ان کا مقصد نزول بندوں کو مطلع کرنا
(انوار التنزیل ،۲۔۳۴۸)	ہو کیونکہ بعض اسرار الھیہ کا افشاء و
	اظہار حرام ہوتا ہے۔

۴۔ امام احمد صاوی (۱۲۴۱) نے کتاب و سنت کی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے تفصیلی نوٹ لکھا جو نہایت ہی قابل مطالعہ ہے۔

اعلم ان ماوحی الی رسول اللہ	واضح ہو رسول اللہ ﷺ پر جو کچھ
ﷺ ینقسم الی ثلاثۃ اقسام	نازل ہوا اس کی تین اقسام ہیں پہلی
مامر بتبلیغہ وھو القرآن	قسم جس کی تبلیغ کا حکم ہے وہ قرآن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والاحکام المتعلقة بالخلق
عموماً فقد بلغه ولم یزد علیه
ولم یکتم منه حرفاً ولو جاز
علیه الکتم لکتم آیات العتاب
الصادرة له من الله کآیة عبس
وتولیٰ وآیة ما کان لنبی ان
یکون له اسریٰ وسورة تبت یدا
ابی لهب ولفظ قل یا ایها
الکفرون وقل هو الله احد وقل
اعوذ برب الفلق وقل اعوذ
برب الناس وقد شهد الله له
بتمام التبلیغ حیث انزل قبیل
وفاته (الیوم اکملت لکم
دینکم) وورد انه قال لعزرائیل
حین قبض روحه اقبض فقد
بلغت وما امر بکتمه فقد کتمه
ولم تبلغ منه حرفاً وهوا اسرار
التی لاتلیق بالامة وما خیر فی
تبلیغه وکتمه فقد کتم البعض

اور مخلوق سے متعلقہ احکام ہیں
جنہیں آپ نے پہنچا دیا، ان میں
ایک حرف بھی نہ اضافہ کیا اور نہ
اسے چھپایا اگر اس میں کسی کا چھپانا
جائز ہوتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی
طرف سے نازل کردہ عتابی آیات کو
چھپا دیتے مثلاً یہ آیت ہیں عبس
وتولی، ماکان لنبی ان یکون له
اسریٰ، سورۃ تبت ید الفظ قل یا
ایها الکافرون، قل هو الله احد،
قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ
برب الناس، پھر اللہ تعالیٰ نے
آپ کی کامل تبلیغ پر وصال سے
پہلے یوں گواہی دی (آج میں نے
تمہارے لیے دین مکمل کر دیا)
احادیث میں ہے جب حضرت
عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے
لیے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے
فرمایا قبض کر لو کیونکہ میں نے کام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وبلغ البعض وهوالاسرار التی تلیق بالامة ولذا وردعن ابی هریرة انه قال اعطانی حبیبی جرابین من العلم لو بثثت لکم احدهما لقطع منی هذا الحلقوم

(حاشیۃ الصاوی علی جلالین، ۲:۱۳۲)

مکمل کر لیا ہے، دوسری قسم جس کے مخفی رکھنے کا حکم ہے اسے آپ ﷺ نے مختص ہی رکھا، ان میں سے ایک حرف کی بھی آپ نے تبلیغ نہیں کی اور وہ ایسے اسرار ہیں جن کا امت کو بتانا مناسب نہیں تیسری قسم، اس میں مخفی رکھنے اور بیان کرنے کا اختیار دیا تو آپ ﷺ نے بعض کو بتایا اور بعض کو نہیں بتایا اور وہ ایسے اسرار ہیں جو امت کے لائق ہیں اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مجھے میرے حبیب ﷺ نے دو قسم کے علوم عطا فرمائے ان میں سے ایک کے بارے میں تمہیں بتاؤں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے۔

اسرار مخصوصہ کی تبلیغ جائز ہی نہیں

کچھ علماء دیوبند کے حوالہ جات کا ذکر بھی کیے دیتے ہیں تاکہ بات خوب پختہ ہو جائے، انہوں نے بھی تصریح کی ہے کہ اسرار مخصوصہ کی امت کو تبلیغ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لازم ہونا تو کجا ان کا بیان آپ ﷺ کے لیے جائز ہی نہیں۔

۱۔ مولانا محمد نعیم دیوبندی (استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند) اسی سورۂ مائدہ کی آیت کے تحت تحقیق وترکیب کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

ماانزل ، اس سے پہلے لفظ جمیع نکال کر اس طرف اشارہ ہے کہ ماموصولہ بمعنی الذی ہے ما نکرہ موصوفہ مراد نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ تمام احکام کی تبلیغ کے مامور ہیں نہ کہ بعض کے اور نکرہ سے مقصد حاصل نہیں ہوسکتا، اس سے مراد احکام اور متعلقات احکام ہیں، رہے اسرار مخصوصہ تو ان کی تبلیغ جائز نہیں ہے۔ (کمالین شرح جلالین،۲:۹۷)

۲۔ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی اسی آیت مبارکہ کے درس میں فریضہ تبلیغ دین کے عنوان کے تحت امام بیضاوی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

اس چیز سے مراد وہ تمام احکام ہیں جو انسانوں کی مصلحت اور بہتری سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کا تعلق انسان کے عقیدے اور عمل کے ساتھ ہے وہ لوگوں کے سامنے بیان کر دیں البتہ بہت باریک نکات جو اسرار الٰھیہ کہلاتے ہیں انہیں ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی چیزوں کا بندوں کی مصلحت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ایسے رموز و نکات کو خواص تو سمجھ لیتے ہیں مگر ان کا سمجھنا عوام کے بس میں نہیں ہوتا لہٰذا انہیں تمام لوگوں تک پہنچانا مناسب نہیں ہوتا، مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے ما انت بمحدث قوما حدیثاً لا تبلغه عقولهم الا کان لبعضهم فتنة (جس بات کو عام لوگوں کی عقلیں سمجھنے سے قاصر ہوتی ہیں ان کا بیان کرنا بعض لوگوں کے لیے فتنے اور گمراہی کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذریعہ بن جائے گا) لہٰذا ان کا عام بیان درست نہیں ہے اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے البتہ جو باتیں انسانوں کی اصلاح کے لیے ضروری ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کرنے کی اجازت نہیں وہ سب کی سب لوگوں تک پہنچانا ہونگی۔

(معالم العرفان فی دروس القرآن، ۶:۳۱۴)

ایسی طاقت کسی بھی بشر میں کہاں؟

امام ابوبکر واسطی ''بلغ ما انزل الیک'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ان مقدس الفاظ کے ذریعے آپ ﷺ کو وحی رسالت بیان کرنے کا حکم دیا جو اتارا گیا ہے اور معارف بیان کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ حقائق رسالت اگر پہاڑ پر رکھے جائیں تو وہ پگھل جائے مگر اہل عالم کو بقدر ان کی طاقت تھوڑا ظاہر کیا جاتا ہے تم نے دیکھا نہیں یوں فرمایا ہے۔

''بلغ ماانزل الیک من ربک '' اور یوں نہیں فرمایا ''ماتعرفنا به الیک '' یعنی تمام معرفت بیان کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اور وہ انوارِ عرفان جو قلب محمد ﷺ پر ظاہر ہوئے ان کی کوئی بشر طاقت نہیں رکھتا اور وحی رسالت نہیں اور نہ قابل بیان ہے بلکہ عین معرفت ہے۔ (مواہب الرحمٰن، پ ۶=۱۵۳۶)

اسی قول کو علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

وقد فهم بعضهم كون المراد تبليغ الاحكام وما يتعلق بها من المصالح دون مايشمل علم الاسرار من قوله سبحانه	بعض اہل علم کے نزدیک مراد ان احکام اور ان کے متعلقات کی تبلیغ ہے جو بندوں کے مصالح کے لیے ہیں، اسرار کی تبلیغ مراد نہیں کیونکہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(ماانزلنا الیک) دون ما تعرفنا به الیک ، وذکر ان علم الاسرار لم یکن منزلاً بالوحی بل بطریق الهام والمکاشفة
(روح المعانی پ ۶۔۱۹۰)

الفاظ کا مفہوم ہے ، "ما انزلنا الیک " یہ نہیں ماتعرفنا به الیک اور لکھا کہ اسرار کا علم بذریعہ وحی نہیں بلکہ الہام و مکاشفہ سے ہے۔

اور نبی کا الہام و مکاشفہ بھی قطعی و یقینی ہی ہوتا ہے۔

امام ابوبکر محمد بن ابراہیم کلا بازی (۳۸۴) نے فکان قاب قوسین اوادنی کے تحت لکھا۔

وطوی عن الافهام سره الیه
(امره بان یبلغ ما انزل الیه دون
ماتوقف سره الیه فقال (بلغ
ما انزل الیک من ربک) ولم
یقل بلغ ماتعرفنا به الیک
(بحرالفوائد، ۲۷۷)

امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ کا حوالہ کیوں؟

قارئین آپ نے دیکھا ہے ہر جگہ احناف جب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو وہ امام فخر الاسلام بزدوی اور امام شمس الائمہ سرخسی کا حوالہ ضرور دیتے ہیں مثلاً شیخ زادہ حنفی نے جب حاشیہ بیضاوی میں اس مسئلہ پر گفتگو شروع کی تو لکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال فخر الاسلام لاشئی من المتشابهات الا والرسول ﷺ یعلمه بتعلیم الله ایاه ذلک (شیخ زادہ، ۱۴۲،۱)	امام فخر الاسلام نے فرمایا ہر متشابہ کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی تعلیم سے حضور ﷺ یقیناً جانتے ہیں۔

امام محمد بن عابدین شامی نے بھی لکھا۔

ان فخر الاسلام وشمس الائمة استثنیا النبی ﷺ فذکرا ان المتشابه وضع له دون غیره (نسمات الاسحار، ۹۶)	امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ نے حضور ﷺ کی ذات اقدس کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے لکھا متشابہات اگرچہ دوسروں پر آشکار نہیں مگر آپ ﷺ ان سے آگاہ ہیں۔

اسی طرح امام ابن امیر الحاج (۸۷۹) اور مولانا بحر العلوم (۱۲۲۵) نے بھی انہی بزرگوں کا نام لیا ہے (دیکھیے التقریر والتحبیر، ۲۱۳،۱۔ فواتح الرحموت، ۲۲۲،۲)

وجہ کیا ہے؟

آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر غور نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں شخصیتیں مذہب (اصول) احناف سے خوب آگاہ ہیں بلکہ جس قدر متقدمین احناف کی اراء سے یہ آگاہ ہیں کوئی دوسرا نہیں یعنی جب کوئی بات امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ کہیں گے تو وہ متقدمین احناف کی ہی ترجمانی ہوگی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب طریقۃ المذہب

اس پر اہل علم کی چند تصریحات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی (۷۴۹) امام بزدوی کے بارے میں لکھتے ہیں ان کی کنیت ابوالحسن نام علی بن محمد بزدوی ہے یہ احناف کے اس قدر شیخ ہیں کہ

صاحب الطريقة في المذهب — یہ مذہب میں صاحبِ طریقہ ہیں

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وكان احد من يضرب به المثل في حفظ المذهب — حفظ مذہب حنفی میں ضرب المثل کا مقام رکھتے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ۱۴: ۱۰۰)

۲۔ کشف الاسرار کے محقق شیخ محمد المعتصم باللہ بغدادی نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے۔

ذلک لما كان على سعة اطلاعه على المذهب — کہ یہ مذہب حنفی سے خوب آگاہ و مطلع تھے۔

(مقدمہ، ۸)

۳۔ امام علاء الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری (۷۳۰) امام بزدوی اور ان کی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

قد تبحر مع ذلک فی الاحکام والفروع واحاط بما جاء فیها — یہ احکام و فروع کے متبحر عالم اور اپنی کتاب میں نقلی وسمعی دلائل کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من المنقول والمسموع	احاطہ کرنے والے ہیں۔

(مقدمہ کشف الاسرار، ۱۱۶)

۴۔ مولانا عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۵) انہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الامام الکبیر الجامع بین اشتات العلوم امام الدنیا فی الفروع والاصول	کبیر امام، مختلف علوم کے جامع اور فروع و اصول میں علمی دنیا کے امام ہیں۔

(ظفر المحصلین، ۳۸۹)

پھر شمس الائمہ سرخسی جیسا امام بھی انہی کے ساتھ ہے جن کے بارے میں مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

کان اماما علامة حجة نظار ا متکلما اخذ من شمس الائمة الحلوائی وصار اوحد زمانه	یہ امام علامہ، حجت، محقق، متکلم، شمس الائمہ حلوائی کے شاگرد، اپنے دور کے یکتا عالم تھے۔

(مقدمہ شرح وقایہ، ۴۱)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

کان صلباً فی مذهب ابی حنیفة	یہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب میں نہایت ہی متصلب تھے۔

(مقدمہ، بدایہ، ۲،۳)

اسی لیے تمام احناف نے ان کا مذہب نقل کیا تا کہ کوئی یہ کہہ نہ سکے کہ یہ متقدمین کا موقف نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا احناف کے نمائندہ ہم ہیں؟

یہاں ہمیں یہ فیصلہ بھی کر لینا چاہیے کہ علماء احناف کے نمائندے امام فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲) اور امام شمس الائمہ سرخسی (۴۹۰) جیسے لوگ ہیں یا ہم؟ اگر نمائندہ یہ لوگ ہیں اور یقیناً ہیں اسی لیے تمام نے انہی کا حوالہ دیا۔ تو پھر انہی کا فیصلہ دل و جان سے قبول کر لینا چاہیے کیونکہ جو کتاب وسنت کا مطالعہ ان کا ہے وہ ہمارا ہرگز نہیں اور متقدمین کی آراء سے جس قدر وہ آگاہ ہیں ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور اگر نمائندہ ہم ہیں تو پھر مرضی چل چل سکتی ہے لیکن کم از کم بندہ یہ کہنے کی جرأت اپنے اندر نہیں پاتا۔

حنفی اصول کے مدونین

ہمارے علم میں یہ بات بھی آ جانی چاہیے کہ یہ دونوں حضرات امام فخر الاسلام اور شمس الائمہ سرخسی فقہ حنفی کے اصول مدون کرنے والوں میں شامل ہیں، شیخ محمد ابوزہرہ مصری نے اس پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے اس کا خلاصہ حاضر ہے۔

متأخرین احناف کی کتب میں تفصیلاً اصول موجود ہیں اور وہ ان کے بارے میں یہی کہتے ہیں مذہب حنفی کا امتیاز نہیں اصولوں سے ہے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے لکھا ہے۔ ہم نے اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے درمیان ان اصولوں کی وجہ سے اختلاف ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ میں ہیں حالانکہ بات یوں نہیں۔

انما الحق ان اکثر ھا اصول مخرجة علی قولھم	حق یہی ہے کہ ان میں سے اکثر ان کے اقوال سے مستنبط ہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثلاً امر وجوب کے لیے ہے۔ عام حکم میں خاص کی طرح قطعی ہے، کثرت رواۃ کی بناء پر ترجیح نہیں ہو سکتی اور دیگر

اصول مخرجة علی کلام الائمة وانها لاتصح بها روایة عن ابی حنیفة وصاحبیه

ایسے اصول ہیں جو کلام آئمہ سے مستنبط ہیں ان اصولوں کا امام ابو حنیفہ اور صاحبین سے مروی ہونا ثابت نہیں۔

اس سے استدلال کرتے ہوئے شیخ محمد ابوزہرہ کہتے ہیں شاہ صاحب کی۔

هذا الکلام یدل بلا ریب علی ان الاصول الذی یذکرها الجنیفة علی انها اصول المذهب الحنفی اوالاصول التی بنی علیها ائمته استنباطهم لیست من وضع ائمته حتی یقال انهم وضعوها انفسهم بالا ستنباط علی اساسها

گفتگو یقیناً یہ بتا رہی کہ وہ اصول جن کا ذکر احناف کرتے ہیں کہ مذہب حنفی کے یہ اصول ہیں یا وہ اصول ہیں جن کی بناء پر ائمہ احناف نے مسائل کا استنباط کیا یہ ائمہ کے وضع کردہ نہیں حتی کہ کہا جائے کہ انہوں نے استنباطِ مسائل کے لیے انہیں خود وضع کیا۔

پھر یہ اصول تفصیلی شکل میں کہاں سے آئے؟

بل هی وضع العلماء فی ذلک المذهب الذین جاؤابعد عصر الائمة وتلا میذهم اتجهوا الی استنباط القواعد التی یضبط بها

بلکہ یہ ان علماء مذہب حنفی کے وضع کردہ ہیں جو ائمہ اور ان کے تلامذہ کے دور کے بعد آئے وہ ان قواعد کو سامنے لائے کہ ان سے فروع

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استنباط فروع المذهب فهی جاء ت متأخرة عن الفروع	مذہب کا استنباط ہو تو اس طرح یہ اصول، فروع سے متاخر ٹھہرے۔

تین امور

اس کے بعد تین امور کی نشاندہی کی۔

۱۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اصول تھے ہی نہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ مدون شکل میں نہ تھے اور مدون نہ ہونا عدمِ وجود کی دلیل نہیں اس لیے کچھ کا ذکر کتب امام یوسف وغیرہ میں ہے۔ اور مسائل کے استنباط کے وقت اصول ان کے سامنے تھے۔

۲۔ لوگوں نے جو اصول مدون کیے وہ انہی کے اقوال اور ان سے منقول فروعات کو سامنے رکھ کر کیے، ان کے الفاظ ہیں۔

ان العلماء الذین استبطوا الاصول المدونة کا لبزدوی وغیرہ کانوا یتعلمو نها من اقوال الائمة والفروع الماثورة عنهم	جن علماء نے اصول مدون مستنبط کیے مثلاً امام بزدوی وغیرہ تو انہوں نے ائمہ کے اقوال اور ان سے منقول فروعات سے ہی انہیں حاصل کیا۔

پھر آگے چل کر لکھا، حنفی اصول جن کتب میں خوبصورت انداز میں مدون وجمع ہیں۔

عما دها اصول فخرالاسلام البزدوی فلم نجد فی هذا	ان میں مرکزی کتاب اصول فخر الاسلام بزدوی ہے اس معاملہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المقام اوفیٰ منه	میں اس سے کامل کتاب کوئی نہیں۔

(ابو حنیفہ، ۲۳۸،۲۳۵)

دوسرے مقام پر طبقاتِ احناف کی تفصیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں ان میں سے تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہے۔

ان کا درجہ و مقام

اس طبقہ کا درجہ و مقام ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں۔

لو کان السابقون موجو دین لافتوا بمثل قولهم	اگر سابقہ ائمہ موجود ہوتے تو انہی کی تحقیق کے مطابق فتویٰ جاری فرماتے۔

اس کے بعد بتاتے ہیں کہ ان کا کام دو طرح کا ہے۔

۱۔ ان قواعد و اصولوں کو سامنے لانا جنہیں امام اعظم اور ان کے تلامذہ نے استنباطِ فروعات کے وقت سامنے رکھا۔

۲۔ انہی قواعد پر ایسے مسائل کا استنباط کرنا جن پر ان ائمہ سے تصریح نہ ہو۔

اس طبقہ میں شامل

اسی مقدس طبقہ میں کون کون شامل ہیں؟ ان کے اسماء امام محمد امین بن عابدین شامی نے تحریر کیے ہیں۔

زید امام خصاف (۲۶۱) امام طحاوی (۳۲۱) امام کرخی (۳۴۰) شمس الائمہ حلوائی (۴۵۶) امام شمس الائمہ سرخسی (۴۹۰) امام فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲) امام فخر الدین قاضی خاں (۵۹۳) وغیرہم۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور آگے لکھتے ہیں۔

فانهم لايقدرون على مخالفة الامام في الاصول ولا في الفروع (عقود رسم المفتی،۱۲)	یہ لوگ اپنے ائمہ کی مخالفت نہیں کر سکتے نہ اصول میں اور نہ فروع میں۔

دیکھیے امام فخر الاسلام بزدوی اور امام شمس الائمہ سرخسی دونوں اصول فقہ حنفی کے مدونین میں شامل ہیں چونکہ اس سلسلہ میں ان لوگوں کی کاوشیں قابل قدر و معتبر تھیں اس لیے ہر جگہ انکا ہی حوالہ دیا تا کہ احناف کا صحیح موقف لوگوں کے سامنے آ جائے۔

متاخرین کا موقف

اس پر بھی تمام احناف کی تصریحات موجود ہیں کہ اگر متقدمین کی کسی مسئلہ پر تصریح نہ ہو تو جس پر متاخرین کا اتفاق ہو اسے ہی لیا جائے گا۔

۱۔ امام قاضی خان حنفی (۵۹۳) کے الفاظ ہیں۔

وان لم يجد لها رواية عن اصحابنا واتفق فيها المتأخرون على شيء يعمل به (فتاوی خانیه، ۱،۳)	اگر ہمارے اصحاب سے کسی مسئلہ پر روایت و تصریح نہ ہو تو متاخرین جس پر اتفاق کر لیں اسی پر عمل کیا جائے گا۔

۲۔ امام ابن عابدین شامی، حاوی قدسی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں امام صاحب سے روایت نہ ہو تو قول امام ابو یوسف ...... پھر

درجہ بدرجہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واذا لم یوجد فی الحادثة عن واحد منهم جواب ظاهر وتکلم فیه المشائخ المتأخرون قولاً واحد یؤخذ به

(عقود رسم المفتی، ۳۳)

جب کسی مسئلہ کا ان ائمہ سے جواب ظاہر نہ ہو لیکن مشائخ متاخرین کا اس پر قول واحد (اتفاق) ہے تو اسے ہی اپنایا جائے گا۔

ناقلین کا مرتبہ

جن ائمہ کا پیچھے ذکر آیا یہ اصول مدون کرنے والے اور مسائل کی تخریج و استنباط کرنے والے ہیں ان کا مرتبہ و درجہ تو بہت بلند ہیں، امام شامی فرماتے ہیں جو طبقات صرف مسائل نقل کرنے والے ہیں ہم تو ان کے بھی پابند ہیں یعنی اگر پہلے اہل علم سے کوئی تصریح و ترجیح موجود نہیں تو ہم ناقلین کی بات مان لیں گے اگرچہ وہ غیر قول امام کی ہو۔

لانهم لم یرجحوا مارجحوه جزافاً وانما رجحوا بعد اطلاعهم علی الماخذ کما شهدت مصنفاتهم بذلک.

(عقود رسم المفتی۔۳۴)

اس لیے کہ وہ جسے ترجیح دیں گے محض انگل سے نہیں دیں گے۔ انہوں نے دلیل و ماخذ پر اطلاع یا دلیل پر ترجیح دی ہوتی ہے۔

متشابہات کا حضور علیہ السلام کو علم ہے اس پر ہم نے مدونین اصول فقہ حنفی سے لے کر آج تک ہر طبقہ کے اہل علم کے حوالہ جات دیے ہیں اور یہ تمام لوگ جس قدر اپنے موقف اور متقدمین سے آگاہ ہیں کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا لہٰذا ہمیں بھی دل و جاں سے اسی موقف کو اپنا لینا چاہیے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عربی عبارت پر گفتگو

ہم نے پیچھے وعدہ کیا کہ ہم مولانا قارن کی نقل کردہ عربی عبارت پر گفتگو کریں گے تو آیئے وعدہ نبھاتے ہیں۔

موصوف نے قسط نمبر ۳ میں علماء دیو بند کے حوالے سے کہا

ان کے نزدیک یہ مقطعات حضور علیہ السلام کے حق میں متشابہات میں سے نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کے علاوہ باقی لوگوں کے حق میں متشابہات ہوں جیسا کہ ایک عبارت میں ہے جاز ان یکون النبی ﷺ مخصوصاً بالتعلیم بدون اذن البیان لغیرہ فیبقی غیر معلوم لغیرہ (حاشیہ نور الانوار، ۹۳)

ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو خصوصی طور پر اس کی تعلیم دی گئی ہو اور کسی اور پر اس کو ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہو تو یہ آپ ﷺ کے علاوہ اوروں کے لیے غیر معلوم ہی باقی رہے۔ (نصرۃ العلوم، ۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء)

عبارت کا حوالہ

مولانا نے عربی عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے حاشیہ نور الانوار لکھا ہے۔

۱۔ ہم نے مشہور حاشیہ قمر الاقمار ص ۹۳ دیکھا وہاں متشابہات کی بحث تو ہے مگر حاشیہ میں یہ عبارت کہیں نہیں۔

۲۔ معلوم ہوتا ہے یہ کسی اردو حاشیہ کا حوالہ ہے تو مناسب یہی تھا کہ اس محشی کا نام لکھ دیا جاتا تا کہ اس کے اس مقام کا ملاحظہ آسان ہو جاتا۔

عبارت کا ماخذ

ہمارے مطالعہ کے مطابق یہ عبارت امام علاء الدین عبدالعزیز بخاری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۷۳۰) کی ہے (ملاحظہ کیجئے کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام، جلد ۳ ص ۳۹۱) تو کسی محشی نے وہاں سے نقل کی مگر ان کا حوالہ نہیں دیا بحمد اللہ اس عبارت کے ملنے پر بھی ہم اپنے رب کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

عبارت کا پس منظر

اس عبارت کے پس منظر سے بھی آگاہی ضروری ہے کیونکہ یہ بھی ہمارے ہی مدعیٰ (حضور علیہ السلام متشابہات کا علم رکھتے ہیں) پر دلیل و تصریح ہے اس کا پس منظر یوں ہے کہ امام فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲) نے اجتہاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل دیتے ہوئے کہا

ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اسبق الناس فی العلم حتی وضح له ماخفی علی غیره من المتشابه فمحال ان یخفی علیه معانی النص واذا وضح له لزمه العمل به	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم میں تمام لوگوں سے کہیں آگے ہیں حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر متشابہ بھی واضح تھیں جو دوسروں پر مخفی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر معانی نصوص کا مخفی ہونا محال ہے تو جب آپ پر یہ واضح ہیں تو عمل لازم ہوگا

اس کی شرح میں امام عبدالعزیز بخاری (۷۳۰) نے لکھا کہ یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد پر دلیل عقلی ہے کہ اجتہاد معانی نصوص کے علم پہ مبنی ہوتا ہے۔

ورسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اسبق الناس فی العلم ای اکملهم فیه حتی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم میں لوگوں سے کہیں آگے ہیں یعنی اس میں تمام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كان يعلم المتشابه الذى لا يعلمه احد من الامة بعده	سے اکمل ہیں حتی کہ آپ ﷺ متشابہات کا علم بھی رکھتے ہیں جنہیں آپ کے سوا امت میں سے کوئی نہیں جانتا

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہاں امام فخر الاسلام بزدوی نے تصریح کی دی ہے۔

ان المتشابه وضح للرسول علیه السلام دون غیره	متشابہات، رسول اللہ ﷺ پر واضح ہیں نہ کہ دوسروں پر

اس کے تائید یوں لاتے ہیں۔

هكذا ذكر شمس الائمة رحمه الله	امام شمس الائمہ رحمہ اللہ نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے

سوال۔ اس کے بعد اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تو ظاہر کتاب کے مخالف محسوس ہوتا ہے۔

لان الوقف ان وجب على قوله عز و جل وما يعلم تاويله الا الله كما هو مختار السلف والشيخين فذلك يقتضى ان لايعلمه الرسول كما لا يعلمه غيره من العباد	اگر وقف ارشاد الٰہی، وما یعلم تاویله الا الله، پر ہے جیسا کہ اسلاف اور ان دونوں شیوخ کا مذہب ہے تو اس کا یہی تقاضا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نہ جانیں جیسا کہ اسے دیگرے بندے نہیں جانتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اگر وقف والرسخون فی العلم پر ہے جیسا کہ خلف کا مختار ہے تو لازم آئے گا کہ یہ حضور ﷺ کا خاصہ نہ ہو بلکہ دیگر راسخین بھی اس کا علم رکھتے ہیں تو ہر صورت میں رسول اللہ ﷺ کا جاننا اور دیگر کا نہ جاننا، نص کے مخالف ہے۔

جواب۔ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

ان معنی الایة علی تقدیر الوقوف علی الا الله وما یعلم احد تاویله بدون تعلیم الله الا الله کما فی قوله تعالیٰ، قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله، ای لا یعلم بدون تعلیم الله الا الله

معنی آیت بصورت وقف الا اللہ پر یہ ہے کہ ان کا معنی اللہ کی تعلیم کے بغیر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسے اس ارشاد الٰہی میں ہے کہ اعلان کر دو نہیں جانتا جو آسمانوں اور زمین میں غیب ہے مگر اللہ یعنی اللہ کی تعلیم کے بغیر سوائے اللہ کے اسے کوئی نہیں جانتا

اس کے بعد کہتے ہیں جب معاملہ یونہی ہے تو

جاز ان یکون الرسول ﷺ مخصوصاً با لتعلیم بدون اذن بالبیان لغیره فیبقی غیر معلوم فی حق غیره

ممکن ہے رسول اللہ ﷺ اس تعلیم کے ساتھ مخصوص ہوں لیکن دوسروں کے لیے بیان کی اجازت نہیں تو دوسروں کے حق میں یہ نا معلوم ہی ہونگے

سوال۔ اس کے بعد پھر یہ سوال اٹھایا وما یعلم تاویله الا الله کے الفاظ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصر ہے اگر رسول اللہ ﷺ متشابہات کا علم رکھتے ہیں تو حصر باقی نہ رہے گا۔

جواب۔ اس کے دو جوابات دیئے ہیں۔

۱۔ ممکن ہے رسول اللہ ﷺ کو متشابہات کا علم اس آیت کے نزول کے بعد دیا گیا ہو اور اس سے پہلے نہ جانتے ہو تو حصر قائم رہا۔

۲۔ دوسرا جواب ان الفاظ میں دیا۔

ان الایة دلت علی حصر العلم علی اللہ عز و جل و علی من علمہ اللہ بالتاویل الذی ذکر	آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور جیسے وہ تاویل مذکور کے مطابق تعلیم دے تک ہی علم منحصر ہے

اس پر آیات غیب سے یوں تائید لاتے ہیں۔

الا تریٰ ان ذلک الایة توجب حصر علم الغیب علی اللہ تعالیٰ ثم انہ لا یمنع ان یعلم غیر اللہ بتعلیمہ کما قال تعالیٰ وعالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول	کیا تمہیں علم نہیں کہ یہ آیت، علم غیب کا اللہ تعالیٰ میں ہی حصر بتاتی ہے لیکن اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرا تعلیم الٰہی سے ہے اسے جان لے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے اللہ عالم الغیب وہ اپنے غیب پر کسی دوسرے کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے منتخب رسول کو

فرماتے ہیں جب معاملہ آیات غیبیہ میں تسلیم ہے تو وما یعلم تاویلہ الا اللہ میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فکذا ھھنا   بھی معاملہ یہی ہے

(کشف الاسرار، ۳=۳۹۰، ۳۹۱)

کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ حضور علیہ السلام اس کی تعلیم سے جیسے غیب کا علم رکھتے ہیں اسی طرح متشابہات کا بھی رکھتے ہیں اور اس سے جیسے آیات غیبیہ میں حصر پر کوئی حرف نہیں آتا اس طرح وما یعلم تاویلہ الا اللہ کے حصر میں بھی کوئی اشکال پیدا نہ ہوگا۔

فوائد عبارت

امام عبدالعزیز بخاری کی اس عبارت سے یہ فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔

۱۔ امام فخر الاسلام بزدوی اور امام شمس الائمہ سرخسی نے احناف کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کا واضح اور دوٹوک اعلان کر رکھا ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۲۔ حالانکہ یہ دونوں وقف ' الا اللہ' پر ہی لازم مانتے ہیں کیونکہ شیخ نے صاف لکھا ہے

کماھو مختار السلف والشیخین   جیسا کہ اسلاف اور ان دونوں شیوخ کا مختار ہے

۳۔ احناف الا اللہ پر وقف کے باوجود مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متشابہات کا علم رکھتے ہیں۔

۴۔ متشابہات کا معاملہ آیات غیبیہ کی طرح ہے جس طرح وہاں تعلیم الٰہی کے بغیر علم کی نفی مراد ہے یہاں بھی اسی طرح کے علم کی نفی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ اور آیات غیبیہ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ میں اس کا بیان ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن یہاں یہ ہرگز نہیں کہ ان کا علم وہ کسی کو عطا بھی نہیں کرتا اس لیے اہل علم نے تصریح کی ہے۔

انما قال جمهور السلف لا يعلمها الا الله تعالیٰ ولم يقولوا لم يعلمها نبيه ﷺ	جمہور اسلاف نے فقط یہ کہا ہے ان متشابہات کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو بھی یہ نہیں بتاتا

اس مفہوم پر قوی دلیل

پیچھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے گزرا تھا کہ تفسیر قرآن چار طرح پر ہے۔ اس کے تحت امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی (۴۵۰) کہتے ہیں ان میں سے ایک قسم مالا یعذ راحد بجهالته، ما یعلمه العلماء میں شامل ہے تو تفسیر تین اقسام پر ہوگی۔ ان میں پہلے کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

ما اختص الله تعالیٰ بعلمه كالغيوب فلا مساغ للاجتهاد فی تفسیره ولا يجوز ان يؤخذ الله عن توقيف من احد ثلثة اوجه	جو علوم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً غیوب تو ان کی تفسیر میں اجتہاد جائز نہیں ان کی تفسیر ان تین وجوہ ہی سے کسی ایک کے ساتھ ہوگی

ان تین وجوہ کی تفصیل سنیئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ اما من نص فی سیاق التنزیل	قرآنی نص کے ذریعے
۲۔ اما عن بیان من جهة الرسول	بیان رسول کے ذریعے
۳۔ اما عن اجماع الامة	اور اجماع امت کے ذریعے

(النکت والعیون، ۱، ۳۷)

۲۔ اما بدر الدین زرکشی (۷۹۴) نے بھی لکھا

وکل متشابه فی القران عند اهل الحق فلا مساغ للاجتهاد فی تفسیره ولا طریق الی ذلک الا بالتوقیف من احد ثلاثة اوجه اما نص من التنزیل او بیان من النبی ﷺ او اجماع الامة علی تاویله	اہل حق کے نزدیک ہر قرآنی متشابہ کی تفسیر میں اجتہاد جائز نہیں ان سے آگاہ ہی کے لیے ان تین وجوہ میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے۔ وہ نص قرانی، بیان نبی یا اجماع امت ہے

(البرہان، ۲، ۱۸۳)

۳۔ امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱) نے حضرت امام شافعی سے تصریح نقل کی ہے۔

لا یحل تفسیر المتشابه الا بسنة عن الرسول ﷺ او خبر عن احد من اصحابه اواجماع العلماء	متشابہ کی تفسیر صرف بیان رسول اللہ ﷺ یا خبر صحابہ اور اجماع علماء سے ہی ہوسکتی ہے۔

(الاتقان، ۲، ۴۵۷)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان تمام اقوال اور ائمہ کی تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے اہل علم فرماتے ہیں۔

فانظر کیف جعلوا الطریق الی	غور کرو اہل علم نے اس چیز کے علم کا
علم مالا یعلمه الا الله تعالیٰ	ذریعہ، جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
ورود بیان منه تعالیٰ اومن	خود اللہ تعالیٰ سے یا اس کے نبی ﷺ
نبیه ﷺ	کے بیان کو قرار دیا ہے

رہا اجماع کا معاملہ تو وہ کسی حکم کے لیے کاشف و مظہر ہوتا ہے نہ کہ مثبت اور نہ ہی اہل علم ان میں اجتہاد کر سکتے ہیں کیونکہ اجتہاد کی یہاں اجازت ہی نہیں تو اب دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں یا تو اللہ تعالیٰ بیان فرما دے یا رسول اللہ ﷺ

اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے بلکہ

معناه لا یعلمه الا الله تعالیٰ نفی	اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کا معنی یہ ہو
الاعلام فکیف یجتمع بیان الله	کہ وہ کسی کو علم بھی نہیں دیتا تو یہ اللہ
تعالیٰ وعدم اعلامه هل هو	تعالیٰ کا بیان کرنا اور اسی کا عدم
الاجمع النقیضین وکیف یصح	اعلام اجتماع ضدین ہو گا تو حضور
بیان نبیه ﷺ شیأ لم یأته فیه	ﷺ کا بغیر عطاء الٰہی بیان کرنا
اعلام ربه فیکون قولاً باستقلا	کیسے درست ہو گا بلکہ ایسا کہنا ہی
له ﷺ با لعلم دون عطاء ربه	کفر ہے پھر اللہ تعالیٰ اور اس
عز و جل وهذا کفر وکیف	کے رسول ﷺ سے سند کے بغیر
یمکن اجماع الامة من دون	امت کا ایسے مسئلہ پر اجماع کیسے ہو
مستند من الله ورسوله ﷺ	سکتا ہے جس میں اجتہاد جائز نہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حيث لا مدخل للرأى فتدخل الامة جميعا فى قوله تعالىٰ ام تقولون على الله مالا تعلمون وقد اجارهم الله تعالىٰ عن الاجتماع على ضلالة وايضاً اذ قد اجمعوا والاجماع حجة حصل الاعلام مع ان المفروض ان الله تعالىٰ لم يرد الاعلام به فوجب القول بان المراد لا يعلمه احد بعقله و فكره و قياسه و نظره الا باعلام الله عز و جل كما هو شان الغيوب قاطبة

ورنہ ایسی صورت میں تمام امت اس ارشاد الٰہی کے تحت داخل ہو جائے گی کیا تم اللہ کی طرف ایسی بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے امت کو گمراہی پر جمع ہونے سے محفوظ رکھا ہے یہ بھی خیال رہے جب امت کا اجماع ہوگا تو اجماع حجت سے اس سے اشکار ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم عطا ہوا ہے اور یہ خلاف مفروض ہے کیونکہ فرض تو عدم اطلاع و اعلام ہے تو یہ ماننا لازم و فرض ہے کہ متشابہات کا علم کوئی اپنے، عقل، قیاس و فکر سے نہیں جان سکتا البتہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جان سکتا ہے جیسا کہ دیگر علوم غیبیہ کا معاملہ ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماخذ و مراجع

جاء الحق	مفتی احمد یار خان
ازالۃ الریب	مولانا سرفراز خان صفدر
التوضیح	امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی (المتوفی، ۷۴۷)
روح المعانی	علامہ محمود آلوسی (المتوفی، ۱۲۷۰ھ)
مفاتیح الغیب	امام فخر الدین رازی (المتوفی، ۶۰۶)
الجامع لاحکام القرآن	امام ابو عبداللہ احمد قرطبی
الوسیط	امام ابو الحسن واحدی (المتوفی، ۴۶۸ھ)
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی، ۱۲۲۵ھ)
ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ
التفسیر والمفسرون	ڈاکٹر محمد حسین ذہبی
مدارک التنزیل	امام عبداللہ احمد نسفی (المتوفی ۷۱۰ھ)
تفسر القرآن العظیم	حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ)
البرھان فی علوم القرآن	امام بدر ابن زرکشی (۷۹۴ھ)
کشف الاسرار	امام علاء الدین عبدالعزیز بخاری (۷۳۰)
حسامی	
نور الانوار	شیخ احمد جیون
افاضۃ الانوار	علامہ محمد علاء الدین حصکفی
شرح المنار	امام عز الدین عبداللطیف ابن الملک (۸۰۱ھ)
فصول البدائع	امام شمس الدین محمد حمزہ الفناری (۸۳۴ھ)
التعلیق الحامی	علامہ محمد فیض الحسن
احسن الحواشی	مولانا برکت اللہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نسمات الاسحار	امام محمد امین بن عابدین شامی
عمدۃ الحواشی	
النامی	شیخ ابومحمد عبدالحق حقانی
شرح الحسامی	امام فخر الاسلام ابو الحسن علی بزدوی (۴۸۲ھ)
الکافی شرح البزدوی	شیخ حسام الدین حسین سغناقی (۷۱۴ھ)
اصول السرخسی	امام ابوبکر محمد بن احمد سرخسی (۴۹۰ھ)
فواتح الرحموت	مولانا عبدالعلی محمد انصاری (المتوفی ۱۲۲۵ھ)
التقریر والتحبیر	امام ابن امیر الحاج (۸۷۹ھ)
قمر الاقمار	مولانا عبدالحلیم فرنگی
جمع الجوامع مع البنانی	امام تاج الدین عبدالوہاب سبکی (۷۷۱ھ)
تفسیر البیضاوی	امام شہاب الدین احمد حفاجی (۱۰۲۹ھ)
تسہیل الوصول	شیخ محمد عبدالرحمٰن المحلاوی حنفی
تاویل مشکل القرآن	امام ابومحمد عبداللہ بن مسلم قتیبہ (۲۷۳)
الاتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱)
انوار التنزیل	امام ناصر الدین قاضی بیضاوی (المتوفی ۶۸۵ھ)
عنایۃ القاضی	امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹ھ)
تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی
مجموعۃ الفتاویٰ	شیخ ابن تیمیہ (۷۲۸)
غرائب القرآن	امام نیشاپوری
النکت علی کتاب ابن الصلاح	حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲)
حاشیہ التاریخ الکبیر	علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ یمانی
دلائل النبوۃ	امام ابوالحسین بیہقی
تہذیب	
میزان الاعتدال	امام شمس الدین ذھبی
سیر اعلام النبلاء	امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸)
درمنثور	علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
مسلم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم قیشری (۲۵۶ھ)
کتاب الجرح والتعدیل	امام ابن حاتم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتاب الثقات	امام ابن حبان
تعجیل المنفعۃ	حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
تفسیر طبری	امام محمد ابن جریر طبری (۳۱۰)
خزائن السنن	
مقیاس حنفیت	مولانا محمد عمر اچھروی
کشاف	علامہ جار اللہ زمخشری
تدریب الراوی	امام جلال الدین سیوطی، (۹۱۱)
الاصابہ	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
حاشیہ نخبۃ الفکر	
مقدمہ فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی (۸۵۲)
الرفع والتکمیل	مولانا عبدالحی لکھنوی
نصرۃ العلوم	ماہنامہ از گوجرانوالہ
التنقیح	امام صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود (۷۴۷)
مرآۃ الاصول فی شرح مرقاۃ الاصول	شیخ ملا خسرو (المتوفی ۸۸۰)
حاشیہ از میر علی مراۃ الاصول	علامہ محمد بن ولی از میری (المتوفی ۱۱۰۲)
خلاصۃ الحواشی	مفتی محمد ابراہیم دیوبندی
مصباح الحواشی	مولانا سید مظہر الحق سہانپوری
اشرف الانوار	مولانا عبدالحفیظ
اجمل الحواشی	مولانا عبدالغفار دیوبندی
قوت الاخیار	
اصول بزدوی	امام فخر الاسلام بزدوی (۴۸۲ھ)
التلویح	امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (۷۹۶ھ)
فتح البیان	شیخ صدیق حسن خان قنوجی (۱۳۰۷ھ)
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع دیوبندی
تیسیر التحریر	علامہ محمد امین المعروف امیر بادشاہ
تہذیب التہذیب	حافظ ابن حجر
تذکرہ الموضوعات	شیخ طاہر پٹنی
شرح شفاء	ملا علی قاری (۱۰۱۴)

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کنز العمال	حافظ علی متقی (المتوفی ۵۷ھ)
مجمع الزوائد	حافظ
عرفان شریعت	مولانا احمد رضا قادری
عجالہ نافعہ	شاہ عبدالعزیز دہلوی
اظہار العیب	مولانا محمد سرفراز صفدر
النظامی علی الحسامی	
رقاۃ المفاتیح	ملا علی قاری (۱۰۱۴)
عمدۃ القاری	امام بدرالدین عینی حنفی (۸۵۵)
البخاری	امام ابو عبداللہ محمد ابن اسمٰعیل بخاری (۲۵۶ھ)
فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان	علامہ محمد فیض احمد اویسی
ازھار الاھار ترجمہ نور الانوار	سید عبدالاحد قاسمی صاحب
الیواقیت والجواہر	امام عبدالوہاب شعرانی
شرح بخاری	
مسلہ جاء الحق	مفتی احمد یار خان
کشف الظنون	
ترجمہ الاتقان	مولانا محمد علیم انصاری
معالم التنزیل	
حاشیہ شیخ زادہ	امام محی الدین محمد شیخ زادہ حنفی
مکتوب	حضرت مجدد الف ثانی
التقریر الحاوی	سید فخر الحسن
رموز مقطعات	مولانا حفظ الرحمٰن دیوبندی
نجوم الحواشی	مولانا حسین احمد پردواری دیوبندی
سمات الاسماء	امام ابن عابدین شامی
حاشیہ رھاوی	شیخ یحیٰ رہاوی
بیان القرآن	شیخ اشرف علی تھانوی
الوجیز فی اصول الفقہ	ڈاکٹر عبدالکریم زید
الوجیز فی اصول الفقہ	شاہ عبدالعزیز دہلوی
تفسیر عزیزی	

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari